بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکتوبات غلام رحمۃ اللہ علیہ

(لدنیہ - عرفانیہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرتب کنندہ

میجر (ریٹائرڈ) محمد شریف

حال ساکن دسوہہ فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست معارف نامہ

بنام	از تاریخ	تا تاریخ	جملہ خطوط
(۱) مولانا سید محمود شاہ صاحب "	۹ر اکتوبر ۱۹۶۲ء	۹ر دسمبر ۱۹۶۷ء	۳۷
(۲) جناب حکیم عبدالحمید صاحب "	۱۹ر جون ۱۹۶۳ء	فروری ۱۹۶۷ء	۳۵
(۳) میجر محمد شریف	۱۰ر مارچ ۱۹۶۴ء	تا آخر	۴۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطوط بنام مولانا سید محمود شاہ صاحب رح

مکتوب گرامی نمبرا

خط نمبر

۱ بتاریخ ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ اللہ الصمدیؒ ۔ بر محمدؐ درودیؐ

امابعد

یا حاجی الحرمین الشریفین پیر سید محمود شاہ صاحب۔

السلام علیکم علیٰ من لدیکم۔

نظم

نامۂ پُرسوز و پُر سودا رسید

ولولہ اندر درونم شُد پدید + +

وار واتش گرمیٔ باطن شدہ

فیضِ آتش باز در باطن شدہ

از اثارش مژدۂ پیرے رسید

درحقت شاہا ایں تدبیرے رسید

تاجِ لفظِ پیر بر بایدت + +

از فیوضِ عالم آباد آیدت +

نائبِ احمدؐ زنسلِ احمدیؐ

خدمتے باید بطرزِ محمدیؐ +

از شعاعِ شمس الدینِ سید پور رح

ظاہرت از باطنت در نورِ نور

مژدۂ تکمیلِ ایمان شد آمان

بہرِ اہلِ صدق و بہرِ عاشقاں

چونکہ لفظ الحکیم آمد بگوش +

از جمالش بازشُد یعنی روپوش

واللہ علیٰ کلِّ شئیٍ قدیر اللھم اغفر لخطایانا یا غفور +

کاغذ آمدہ از انکشافِ کاغذ و مضامینِ کاغذ کیفیتِ نادر در دلم پیدا شدہ بعد از چند ساعت شوقِ دیدار مزید شدہ در کاغذ عجیب اثر بود کہ برما وارد شدہ بیقرار گشتم و دلم خواست کہ آنصاحب را مژدہ خلافت از فیوضاتِ ہادی الوقت حضرت پیر شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب سید پورے بہ شاہ صاحب بعد از چند ایام باید داد لیکن دلے ناصبور غور کردہ غائبانہ مثل بیعتِ غائبانہ خواستہ باید چنانچہ زندہ گی را وقت معلوم نیست + (بہ شعیب ایں عرض) دیگر عرض کے برائے سعید اللہ اگر در آنجا تدبیر حفظِ قراں میسّر باشد خبر دہد + در خانہ شعیب خیریت است حالِ ملک را ژالہ شدہ از بفسیر تا بہ حد بازار ملک را و برنجان را تباہ کردہ سخت نقصان شدہ + انّا لِلّٰہ و انّا الیہ راجعون ۝ ناظم صاحب و قاری صاحب را و جملہ اہلِ

اللہ را السلام + نوٹ :۔

از قبول و ناقبول خواہم خبر
یا صمیمِ وقت یا نور جگر

دیگر اہلِ لاہور کی طرف خطوط آیا بندہ کو دعوت میدہد +

نوٹ :۔ جناب سعید اللہ صاحب حضرت صاحب ﷺ کے صاجزادے ہیں۔ جو قریب ۲ سال جناب حضرت مولانا سید محمود شاہ صاحب کے دینی مدرسہ امداد الاسلام میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ مابعد جناب حکیم عبدالحمید صاحب حمیدیہ دواخانہ کے مطب میں حکمت کی تعلیم پاتے رہے۔ فارغ ہونے پر جناب سعید اللہ صاحب آج کل اپنے وطن میں حکمت کا کام کر رہے ہیں۔ جہاں وہ نہایت ہی مقبول اور ممتاز حکیم مانے جاتے ہیں۔
محمد شعیب صاحب کا آبائی گاؤں لکڑ شنگ ہی ہے۔ یہ صاحب بھی مدرسہ امداد الاسلام میں شاہ صاحب کی نگرانی میں تعلیم پاتے رہے ہیں۔ اور فارغ التحصیل ہونے پر راولپنڈی میں ہی ایک مسجد میں امام مسجد کے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ ناظم صاحب و قاری صاحب مدرسہ امداد الاسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔
نظم میں لفظ الحکیم کا ذکر آیا ہے اس سے مراد جناب حکیم عبدالحمید صاحب حمیدیہ دواخانہ راولپنڈی ہیں۔

مکتوب گرامی نمبر ۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲ بتاریخ ۱۸ ار اکتوبر ۱۹۶۲ء +

امابعد

من بندہ غلام ربانی السلام علیکم بر مولانا سید محمود شاہ صاحب و علی من التبع الھدیٰ + حضور کا نوازش نامہ موصول شدہ از کوائفِ مندرجہ

مشکورم جواباً تحریر ہے۔ کہ اللہ پاک از عکسِ تجلیے تقدیس نفوسِ جانبین مجلّا بنورِ حقیقیٔ قدوسؒ فرماویں دیگر آنکہ تصفیۂ قلب کے واسطے تجلیٰہ نورِ اسمِ جلال ضرور ہے۔ علی الدوام + اور اس دولتِ عظمیٰ کے واسطے توجہ القائے و فکر لقائے جانبین شرط ہے۔ تاکہ فائدہ استفادہ کا احساس محسوس ہو جاویں۔ لیکن چونکہ آنصاحب اہلِ علم ہے اور علمِ شریعت اسبابِ قرب ہے اور علمِ طریقت دعوتِ قرب ہے اور علمِ حقیقت منزلِ قرب ہے اور اس کی رسائی کے لئے استاد ماہر و راہ رو کامل کا ضرورت ہے شریعت کا صفائے قلب شاید ہو چکا ہوں) اگر اتباع سنت نصیب ہو۔ اور طریقت کا صفائی ترکِ لایعنی ہے وہ کسبی ہے کسب سے ہوتا ہے۔ اور حقیقت کا صفائی فنا از قوائے خود ہے و بقا بقوائے قویٔ اقدس ہے بالواسطہ یا بلاواسطہ +

بہرحال بندہ آپ کے ارشاد کا تابع ہے اگرچہ بیان بلا ضرورت دراز ہوا اللہ پاک معاف فرماویں) جلالیتِ الاھی اور جمالیتِ الاھی کو تصوّر کریں قلب پر + قلب کو خوفِ خدا سے اور امید سے خالی نہ کرنا + اور ہمراہ روزانہ ایک صد بار استغفار با استحضار ے از منہ ثلاثہ ورد کریں اور درود شریف باحضور تامہ ایک صد بار پڑھے و نقش لفظِ اسم ذات اقدس جل شانہٗ قلب پر نوشتہ کر کے تصور کریں یہ بطور اجازت ہے اور ملاقات کے وقت بطریقۂ سنت بیعت کیا جاویگا اگر ارادت صادق ہے تو خود بخود ثمرہ معلوم ہو گا انشاءاللہ تعالےٰ + دیگر بندہ ایک ماہ کے بعد لاہور جائیگا اس کاغذ پر جو انجمن ہے یہ ذاکریں لاہور اور شاہدرہ کا انجمن ذکر

ہے۔ ہم سالانہ وہاں جاتا ہوں مہینہ دو مہینہ وہاں پر گزارتا ہوں اگر منظور
قدرت قادرِ مطلق ہو تو آپکے ساتھ راستہ میں ملاقات ہو گا+

امید واثق= کشتئے کہ عشق دارد نگذاردت بدایشاں
بہ جنازہ گر نہ آید بہ مزار خواہد آمد

نوٹ :۔ اس خط میں لفظ انجمن سے مراد انجمن معارف القرآن واقع نئی آبادی متصل شاہدرہ ریلوے اسٹیشن لاہور ہے۔ حضرت صاحب" نے مندرجہ بالا خط کو اسی انجمن کے چھپے ہوئے کاغذ پر تحریر فرمایا+

مکتوب گرامی نمبر۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۳ بتاریخ یکم جنوری ۱۹۶۳ء

مخلص دوراں جناب سید محمود شاہ صاحب۔ السلام علیکم نوازش نامہ صادر شدہ کوائف مندرجہ مشکور و ممنون ہوں۔ اگر حج فرض ہے آنصاحب کے ذمہ تو ضرور کوشش کریں ورنہ تقدیر پر حوالہ کریں حج زیادہ سے زیادہ مکتوبات کے علاوہ ذکر میں زور لگاوے دوام استحضار ایمان کی شرط ہے۔ اور یہ شرط ذاکر کو بلا تکلیف حاصل ہے اور اصل ایمان جو ہے وہ ذکر ہے۔ ذکر میں جو تاثیرات اور تجلّیات اور کیفیات ہے وہ کسی اور چیز میں نہیں آپ خود اندازہ کریں استغفار کے ساتھ نورِ ایمان کا تکمیل ہوتا ہے۔ درود کے ساتھ ایمان کا رسالتی جزو قوی ہوتا ہے۔ یعنی محمد الرسول اللہ کمال یخفی علی السبب دیگر

حکیم صاحب کو سلام علیکم از طرف بندہ (غلام ربانی) عرض ہے کہ دوبارہ درد کا دوران شروع ہے۔ دوائی کھانے سے بہت گرمی پیدا ہوتا ہے دعا کریں۔ انشاللہ بندہ حاضر خدمت ہو گا۔ کیونکہ بندہ نے اول خط میں نوشتہ کیا کہ علاج حکیم سے ہوتا ہے کتاب حکمت سے خالی نہیں ہوتا ہے زیادہ سب ذاکریں کی طرف سلام علیکم قبول ہووے + چند ایام کے بعد آنے کا ارادہ ہے۔ دعا کریں+

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکتوب گرامی نمبر۴

۴ بتاریخ مارچ ۱۹۶۳ء

از طرف بندہ غلام ربانی گرنگ وال السلام علیکم بر جناب شاہ صاحب بلکہ آنصاحب کہ از خدا خواہم وھو ولي الارشاد امین + آپ کے جملہ خطوط وصول شدہ ہست دربارہ حج وویزہ شریف جواب دادم لیکن بعد از نوشتن آں کاغذ من حیراں بودم کہ ایں چہ نوشتے خیراللہ العزت معاف فرمائید و حقائق مقاصد تعظیم رب العظیم مقصود و موصول فرمائید چنانچہ روح جملہ کائنات رمزِ حیات معنوی ہست و ناسوت شہودی و اجساد امکانی حال از روح ہست و احوال راہیچ اعتبار نیست بلکہ رمز راو رمز ہم دو طرف اند بطرف صورت و بطرف سیرت۔ پس سیرتے طرف را مقصود داشتہ نگاہ بہ راہِ لامنزل دارید و از حال بروح و از روح بہ اصل روح نگاہ داشتہ در دریائے فیضان اسمِ ذات چوں دانہ گوہر خود

بخود پیچیدہ سفر در حضر داشتہ چنانچہ سفر عاشق در وطنِ عشق ہست بہ گامِ ارادت دوامی +

ایں چہ گوئی اے غلامِ پُر قصور
قالِ تو از حال باشد یعنی دور

جناب عالی واردات' واردات ہست یعنی گہے باشد و گہے نباشد چنانچہ لفظِ واردات دال ہست بر عدم دوام + چنانچہ مقامیات ہست احوالیات ہست و در قبضۂ قدرت ہست مامور بہ نیست و شاہد ثمرات ولایت ہست ولایت نیست و عبادت نیست بندہ مامور بہ عبادت ہست اللہ پاک ز درگاہِ خود بندہ گانِ خود محروم نفرمائید آمین +

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم
چوں غلام آفتابم ہمہ از آفتاب گویم
(عارف شیرازی علیہ)

یعنی در حجاب نیستم و تابع کشف و عجائبات قلب نیستم چنانچہ بیان حجاب و انوار کنم بلکہ غلام طالب آفتاب یعنی ذات اقدس ہستم کہ معارف حق خواہم گفت + کمال یحفظے علی السبب الوقت

نوٹ :- حسب ذیل نقش و مضمون بنام "عبد حمید الی الحمید" مندرجہ بالا خط کے ساتھ ایک ہی لفافہ میں ملفوف تھا۔ جو حضرت صاحب علیہ نے فاروق گنج لاہور سے کسی دوسرے صاحب سے لکھوا کر شاہ صاحب کو بھیجا۔

بحضور عبد حمید الی الحمید (نحمدہ و نصلی)

معیتِ طرفی سیر الی اللہ
از ناسوت ارادہ امکانی ذاکر

قاب قوسین حضورِ ذکر ۳ قاب فین
مقام عبدیت قرب امکانی
فنائے ذاکر تناسبِ فکر
ملکوت جبروت
فنائے انانیت ۱
بقائے ذاکر دوام حضور
بقائے وحدت ۲ مقام ادنیٰ غیر طرفی ۳
قرب غیر امکانی
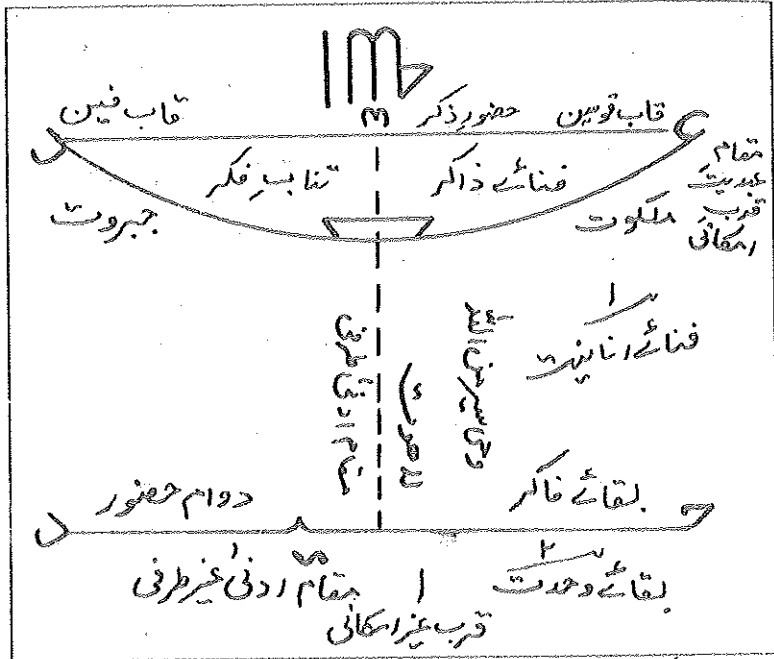
السلام و علی عباد اللہ الصالحین السائرین با جمع ذرائع الاوامر امتثالاً و اجتناب النواہی تقوآً۔ ہذا قرب الشریعۃ الغرّاء + و قرب الطریقۃ ہو الاستحضار و الفناء عن ماسوا اللہ و الشہادۃ الامکانیۃ + و قرب حقیقۃ ہو البقاء مع الافاضۃ

والافاقتہ ھوالمقصود والوصل اللھم ارزقنا بحرمت اسم جلالک یا اللّٰہ یا رحمٰن یا رحیم یا حیّ یا قیوم برحمتک استغیث و ایجابتہ الدعاو بھذاالشرط+

چنانچہ بندہ کا مذاق میں قد انسانی قوس ہے اور اس قوس کا دو طرف ہیں۔ ایک طرف عالمِ شہادت ہے۔ دوسرا طرف عالمِ غیب ہے۔ اور اس قوس کا تاب فکر و حضور ہے۔ اور عروج حقیقت بذریعہ اسم ذات ہے از بندہ+ و نزول تجلیات و فیوضات ربوبیت ہے من اللہ العزیز+ اللھم اغفر لخطایانا یا غفور+ بہرحال خیریت خود روانہ فرماویں اور دعائے مغفرت کریں+

؎ مشکلے نیست کہ آساں نشود مرد باید کہ ہراساں نشود

نوٹ:۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قد انسانی کو قاب قوسین (کمان) سے تشبیہ دی ہے۔ جس کی ایک طرف ذات باری تعالےٰ کی طرف متوجہ ہے اور دوسری طرف عالمِ امکانی (دنیا) کی طرف متوجہ ہے۔ نقش میں "عبد" "کمان" کو ظاہر کرتا ہے اور "حمید" ذات باری تعالیٰ کو+ "عبد" یعنی کمان سے ہی بندہ کی سیر الی اللہ کا آغاز ہوتا ہے۔ یعنی بندہ متوجہ الی الذات ہو کر اسم ذات کی رہنمائی میں ذات باری تعالیٰ (الحمید) تک سیر الی اللہ کرتا ہے۔ اور اس کے بدلے نزولِ تجلیات و فیوضاتِ ربوبیت سے نوازا جاتا ہے۔ جسے دوسرے لفظوں میں سیر من اللہ کہتے ہیں۔

○○○

مکتوب گرامی نمبر ۵

۵ بتاریخ یکم اگست ۱۹۶۳ء

از طرف بندہ غلام ربانی برمخلص دوراں جناب شاہ صاحب السلام علیکم۔ بعد از تسلیم خریت طرفین نصیب باشد۔ آپ کا کاغذ پہنچا کوائف مندرجہ سے مشکور ہوں۔ آیات شریف اِنَّ اَوَّلَ الخ یہ تمکین ولایت کا اشارہ ہے۔ الحمدللہ الحمید اور وفورِ فیض جو ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ۙ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ۙ ہے+

لکڑ شنگ کو نظر آنا اور ہمارا مکان چکر لگانا۔ یہ مربّیِ حقیقی کی تربیت کا اشارہ ہے کہ ذکر النفس نہ کرنا ذکر اقدس یعنی ذات اقدس کا معائنہ کرو کیونکہ ذکر پاس انفاس نفس کا معائنہ و توجہ الی النفس ہے اس واسطے آپ کو درد کا تکلیف ہے۔ یہ توجہ پاس انفاسی چھوڑو یہ کام آپنے بغیر مشورہ سے کیا ہے۔ نفس ناسوت ہے۔ ناسوت کی طرف توجہ نزول ہے نزول سے تکلیف ہوتا ہے۔ تصور ذات اقدس کرو دائما"۔ یہ مقامِ تمکین ہے اور نفس مقام تلوین ہے۔ جس میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ بہرحال معائنہ سے کام لیویں۔ واردات کا تفصیل بہت دراز ہے لیکن چونکہ آپ صاحب خود دانا ہے اسواسطے مختصر کیا گیا ہے+ دیگر حکیم صاحب کو سلام علیکم۔

نوٹ:۔ اس خط میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم عبدالحمید صاحب کی طرف ایک نظم بہ عنوان "مقام عشق" ارسال کی جو ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

بہ حکیمِ عرفان

مقامِ عشق

از غلام حیران

درمیانِ چشمِ تر دارد جگر　　عشق میدارد مقامِ شور و شر
شعلۂ رخسارِ حسنِ دلربا　　در دلِ بیدل چوں خیزد از قضا
چشم میگرید زدردش زار زار　　درد بر درد و غم با غم قطار
حالِ خیالش فکر و ذکرش یادِ یار　　کار و بارش ناقرارش خوارِ خار
با نیازش ناز بر غم مےکند　　با حضورش ساز ہر دم مےکند
بے خبر از کارِ اغیار است و بس　　بے خبر از خیر و شر دور از ہوس
از ثوابش از عذابش باک نیست　　تکیہ بر غیر یعنی تارِ تاک نیست
رفتہ بالا از مکانش تا مراد　　سروِ باغش شاخ و تن دارد آزاد
از غلام شیشہ سازد یار را　　بنگرد در شیشہ روئے یار را

بقایا مسئلہ نفس آئندہ نوشتہ شود۔ خلاصہ آنکہ نفس واقع ایک صفت مظلم دارد کہ امارت و سرکشی ہست باقی صفات جملہ نیک دارد کہ لوامت (۱)۔ ملہمت (۲)۔ مطمئنت (۳)۔ کمالت (۴)۔ راضیت (۵)۔ مرضیت (۶)۔ فنائیت (۷)۔ باقائیت (۸)۔ معرفت (۹)۔ عبدیت (۱۰)۔ قربیت (۱۱)۔ عشقیت (۱۲) وغیرہ

مکتوب گرامی نمبر ۶

۶　　بتاریخ ۱۴ اگست ۱۹۶۴ء

السلام علیکم۔ آپ کا نوازش نامہ ملا۔ جواباً تحریر ہے کہ آپ کی حالتِ استغراق پر خدا کا صد شکر ہے۔ کیونکہ یہ مراتبِ کونیہ کا سیر ہے اور وارداتِ امریہ کا نظیر ہے۔ اللہ تعالےٰ لاتخلّص و تجرّد نصیب فرماوے۔ کیونکہ

چیست دنیا از خدا غافل شدن
نے قیماش و نقرۂ و فرزند و زن

بنا بریں تعلقات کا چھوڑنا کسبِ حلال کا ترک کرنا کوئی کمال نہیں بلکہ سب پریشانی ہے۔ دنیا کا محبت اور حرص حجاب و عیب ہے۔ مگر ضروریات اور کسب و ہنر عیب نہیں ہے۔ بلکہ ایک ذریعہ کمال و اطمینان ہے۔ امور کا کرنا اور نہ کرنا اللہ کی طرف موڑو۔ صرف نظامِ حیات کے لئے اسباب میں غور کرنا کوئی منع طریقت نہیں ہے۔

اپنی امانت کو بحال رکھو۔ ذکر اور فکر کی طرف متوجہ ہر وقت رہنا اور ہوا نفسانی کا کرنا اور چھوڑنا کیونکہ ہوا یعنی حرص خلل اندازِ عمل ہے اگر ایک چیونٹی کے پاؤں کے برابر یعنی ایک ذرہ بھر بھی ہوا (حرص) اور چاہتِ نفسانی انسان میں ہو تو حجاب ارادتِ قرب کا ہے۔ یعنی ذرہ بھر بھی حرص اگر انسان میں ہو تو وہ قربِ الٰہی حاصل نہیں کر سکتا+

مکتوب گرامی نمبر ۷

۷ بتاریخ ١١ ستمبر ١٩٦٣ء

اما بعد

از طرف بندہ نحیف السلام علیکم بر حضرت حاجی سید محمود شاہ صاحب شریف لقائے روحانی بذریعہ کاغذِ عرفانی بوقتِ سعید صبحگاہے ۶۳-۹-١ حاصل ہوا۔ الحمدللہ العزیز الغفار چنانچہ از مدت مدید در خاطر کسے مطرمن التجابود کہ خبر آں صاحباں بہ چہ سبب نہ آمدہ آخر آتشِ صبر حاصل شد و احوال آنحضرات آمدہ خوشنودم چنانچہ بشاشت باطن باجذب دیدار غائبانہ ثروتِ سرورِ شہادت پذیر شدہ و در شفاخانۂ حمیدیہ مسکرانہ کیفِ دیدار حکیم صاحب روبرو شدہ و سر برہنہ و آں حضور در حجرہ مشغول و متصل شدہ فائدہ و افادہ مقررہ جانبین کما ھوالعین بہ عین شدہ) استغفراللہ+

الغرض بہ کوائف محمودہ حمدِ باری باد و بدولت ذکر و فکر ہزار شکر+ نتیجہ (موحد را نظر بہ نتیجہ نباید چنانچہ نتیجہ حصۂ نفس است و در عبادت و ارادت ذات بجہت ترک حصہ نفس ہست و محبت محض باذات اقدس باید و عبادت برائے امتثالِ امر و ترکِ نواہی ایضاً برائے امر عبادت با عبادت ہست و حجاب درمیاں و حق و عبد تقاضائے نفس ہست ورنہ وصل در وصل و اصل با اصل چنانچہ انسان را دو جہت است ایک جہتِ نفس کہ عین حجاب ہست اگرچہ در صورت عبادت ہست لیکن در حقیقت توجہ بہ بُت ہست و دیگر جہت ملکوت کہ عبارت از نورانیت

عکسے ہست و تجلیات افعال ہست ایں جہت جہتِ وحدت و جہتِ مقصود ہست و دار و مدار ایں (جہت) ہردو عملِ قالبیہ لطیفہ ہست کہ عبارت از عمل صوری ہست و یکتائے نیست عبادت از عمل معنوی باطنی ہست کما ھوالمقصود پس اُفَوِّضُ امری الی اللہ۔ خلافِ نفس ہست در حال و قال و خلافِ نفس قرب حق است آسان۔ و ایں فراغت ہست کہ عبادت از خوشئ دل و اطمینان دل و حضوریٔ دل یعنی ارادۂ مجردہ از خلق و عمل مفردہ از حصۂ نفس اگرچہ عقبیٰ باشد کما قال شمس الدین شیرازی"

بفراغِ دل زمانے نظرے بہ ماہ روئی

بہ از آنکہ چترِ شاہی ہمہ روز ہائے ہوئی

بہ فراغِ دل۔ جمعیت با احدیت یزدانی۔ زمانے اندک ساعت+ نظرے۔ یک نظر کہ عبارت از رسائی است+ بہ ماہ روئی بطرف ذات اقدس کہ ظاہر صفت ہست+ بہ از آں کہ چترِ شاہی ہمہ روز ہائے ہوئی۔ از تمام عمر و بسیار عبادت ظاہری کہ باشور و اشاعت باشد بہتر ہست پس حضور اہلِ حضور کہ عبادت از یکتائے عمل ہست از عبادتِ دہر بہتر ہست پس نتیجہ خود حجاب ہست و عافیت کہ عبارت از صحت ارادت است از علت ماوراء و معاونِ فراغت ہست و ایں بہ سہ (۳) قسم ہست+ (١) عافیتِ شریعت کہ بجا آوردن اوامر و اجتناب نواہی ہست و (۲) عافیتِ طریقت کہ عدم اختلاط عوام الخلائق ہست و (١) عافیتِ

حقیقت کہ ترک ہوائے نفس و تسلیم قوائے ظاہری باطنی و ایں عافیت بتائیدِ ربانی جل شانہٗ پردہ امن درمیان بندہ و گناہِ بندہ پیدا می شود کہ از گناہ کردن مانع شود و ایں پردہ معنۂ مغفرت ہست چنانچہ حق سبحانہٗ و تعالےٰ پردہ از تجلیے صفتِ غفور درمیاں بندہ و عصیانِ بندہ نازل کند و گناہ گناہ گار مناقشہ نہ کند و ایں حساب لہسو گویند اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا کہ از شمارِ بدن گناہ درگزشت کند بعقل خود + واللہ اعلم و ھذا شرح المغفرۃ والعاصین والفراغۃ عند جنون الگزنگ و ایں درس و تدریس درمیاں اُستاذ و شاگرد مدتے خواہد کردن کہ عبارت از تربیت ہست و تربیتِ پیرتا آں وقت باشد ضرور کہ مرید را حال و قال (ظاہر و باطن) یعنی ہمہ معاملات باسنت شود و از سرِ موئے خلاف سنت نباشد + و از ہوائے نفس بقدر یک پائے مور و پر مور نباشد یعنی از خواہشاتِ نفس چیزے نماند و در عمل بغیر سنت دیگر چیزے نماند۔ پس اگر از تربیت پیر دور باشد باک نیست ورنہ تربیت از حد ضروری باشد + واتقا (یقین) پیر درایں راہ کبریتِ احمر ہست مرید را باید کہ پیرِ خود را خدا رسیدہ داند۔ اگرچہ قاصر باشد و تقلیدِ پیر در امورِ جائزہ مسنونہ مشروعہ ضرور خواہد کرد + ایں تدریسِ باطن ہست و حضراتِ چشت را دار و مدار بہ آداب پیر زیادہ باشد و تدریس دل را از دیگر تدارس ضرور داند و ہر کارِ نیک کے برائے رضائے خیر "بِیَدِہِ الْخَیْر" باشد آں را در انجام خیر باشد و شک و شبہ نباید کرد۔ چنانچہ بسط بر قدر وسیع است چنانچہ رحم بر غضب وسیع چنانچہ شیطاں در وقت غضب الاھی جل شانہٗ سوال دوام

حیات کردہ و قبول شدہ ایں ثمرۂ یقینِ شیطان بود بر وسعتِ رحم و بر ایجابتِ دعاء کہ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ ہست در عین غضب سوالِ او منظور شد (من المنظرین گشت) اللّٰھمَّ زد فزد چنانچہ جواب حضرتم چشتیہ باشد + کسب ے کن تکیہ بر جبار کن رومی علیہ رحمۃ اللہ

درد عرق النساء بہ کمال رسیدہ الحمد اللہ علیٰ رضاءُ اللہ العزیز

چوں قضا آید طبیب ابلہ شود
آں دوا در نفع خود گمراہ شود

مکتوب گرامی نمبر ۸

۸ بتاریخ ۲۳ اکتوبر ۱۹۶۳ء

مخلصِ دوران جناب شاہ صاحب السلام علیکم آپ کا نوازش نامہ موصول ہوا خلوص کوائف سے ممنون ہوں۔ قبول ناقبول جناب عالی، انسان کا جو عمل ہے۔ ان کے دار و مدار اراداتِ خالصہ تامہ پر ہے اور عمل کا اثر نیتِ جازمہ (مصمم ارادہ) پر ہے۔ اگر قبولِ خلافت میں آپ صاحب مخلص ہے۔ اور مشتاق ہے تو ترقی در ترقی اللہ العزت نصیب فرما دیں حاسداں! جناب من اس توجہ لایعنی و تقاضائے فانی کو ترک کرنا اس توجہ سے خلل در توجہ یکتائے ہے۔ اللہ جل شانہٗ کی طرف متوجہ رہنا تکوین یعنی کرنا نہ کرنا اُس کو چھوڑو "یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ وَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ" حاسداں کے دفع کرنے کا توجہ حجاب ہے۔ یہ تقاضا بعید از تخلص ہے۔

اگر جملہ جہانم دشمنانم ++
نہ ترسم چوں نگاہ بانم تو باشی
نمے گنجم ز شادی در دو عالم
اگر یک لحظہ غم خوارم تو باشی

مکتوب گرامی نمبر۹

۹ بتاریخ ۱۴ نومبر ۱۹۶۳ء

آنحضرت کا عنایت نامہ وصول ہوا۔ ارادتِ توحیدی و رموزِ واحدی سے باوفور اشتیاقِ عرفانی و عقیدتِ اُوثقانی ممنونِ ہدایت ربانی ہوں۔ وبمشاہدہ کشفِ موہوبی کہ من اللہ و کسبی کہ من جانب آنجناب از حد مشکورم اللہ تبارک و تعالےٰ معرفتِ تامہ نصیب طرفین فرماویں۔ بندہ کوئی حیثیت کا قابل نہیں مگر چونکہ آنصاحب کا تقاضائے صادق ہے۔ تو عندالملاقات دلالت و اشارت کیا جاویگا+ و بشارتِ ہدایت حوالۂ ہادیٔ مطلق ہے۔ طریقت کا دار و مدار تکمیل شریعت پر موقوف ہے۔ اور صدقِ ارادت پر موصوف ہے۔ اہل علم خود دانا ہے۔ کہ منزل طریقت از انانیت امکانی درگزر ہے+ اول قدم از رنگ بے رنگی و از خود بے خودی و اتباع ارشادات مشروعہ مرشدے حُبا" و صدقا" و تسلیما"

چیست قدوسے فقیری در فنا و در بقا
خود بخود آزاد بودے خود گرفتار آمدی
عبدالقدوس گنگوہی علیہ

اگر معانی نظر سے کام لیں تو بندہ کا طولِ بیان بنا بر شرائع ہے۔ دل رنجیدہ نہ ہو بیعت کا کام خود فروخت کرنا ہے طریقت کا معنے رستہ بنانا ہے قلب سے اللہ تک اس راستہ میں تین منزل ہے۔ منزلِ اسمآء۔ منزلِ صفات۔ منزلِ ذات۔ و اسباب سفر اتباع سنت و ذکر و مشقت+

مکتوب گرامی نمبر۱۰

۱۰ بتاریخ ۲۰ نومبر ۱۹۶۳ء

نوٹ: ان دنوں حضرت صاحب علیہ لاہور میں مقیم تھے۔ چونکہ طبیعت ناساز تھی لہٰذا یہ خط ملک محمد یار صاحب سے لکھوایا گیا۔ مضمون حضرت صاحب کا ہی ہے۔ لیکن ضروری حصہ ہی درج کیا گیا ہے+

آپ کی واردات خوش آیند ہیں۔ اور دونو آیاتِ مبارکہ کا مطلب آپ بخوبی سمجھتے ہیں "تبتل" کے لئے تو میں نے کوشش کی اور اللہ تبارک و تعالےٰ نے آپ کو سمجھا دیا۔ دوسری آیات بھی اپنے معانی میں بالکل واضح ہے۔ آپ عالم ہیں بخوبی جانتے ہیں کہ یہ شکر پر موقوف ہے طبیعت میں بسط نہیں ہے۔ پھر کبھی اس موضوع پر گفتگو ہوگی۔
حضرت مجدد صاحب علیہ ایک دفعہ رات کو دائیں پہلو کے بجائے بائیں پہلو پر لیٹ گئے۔ اللہ تعالےٰ نے فوراً متنبہ کیا دوبارہ چارپائی سے نیچے اُتر کر دائیں پہلو پر لیٹے۔ جس کا مقدر اچھا ہو تو اُسے خلافِ سنت کام ہو جانے پر انتباہ کیا جاتا ہے۔ لیکن خبردار کیئے جانے کے باوجود پھر خلافِ سنت عمل کیا جائے تو یہ سخت بات ہے۔
مسئلہ۔ درجہ فراغت کے بعد عافیت کا درجہ ہے۔ وہ انشااللہ تعالےٰ

دوبارہ ملاقات کے وقت اگر آپ میں شوق و جذبہ پایا گیا تو ایک نکتہ میں حل ہو جائیگا۔ اور ہر قسم کی تکلیف و گرمی وغیرہ دور ہو کر طبیعت پرسکون ہو جائیگی۔ اور مشقت سے بچ جائینگے +

مکتوب گرامی نمبر ۱۱

۱۱ بتاریخ ۱۸ دسمبر ۱۹۶۳ء

آپ کا نوازش نامہ موصول ہوا۔ کوائف خریت پر مشکور ہوں)
تحقیق (زالۂ پالنگ غلبۂ حال صاحب پالنگ ہے۔ جس کو نزولِ رحمتیے کہتا ہے + سبز و سفید راستہ: تجلیے صوری آثاری ہے اسمآءِ کا۔ اللہ زیادہ فرماویں۔ رنگ کے تبادل انوار جلالے و جمالے و کمالے و ہے جس کو عجائباتِ قلب کہتے ہیں۔ یہ شہادت ہے۔ ولایت ذاکر پر اللہ پاک عزّ اسمہٗ یک سوئی نصیب فرماویں۔
بیخودی سُکر توحید ہے۔ جس کو فنائے شہادت و بقائے غیبت کہتا ہے۔ چنانچہ امکان کا دو طرف ہے۔ ایک عالم شہادت ہے۔ یعنی ممکن دوسرا طرف غیب ہے۔ جس کو مقصود اور ذاتِ احدیت کہتے ہیں۔ اگر یک سوئی نصیب ہو جاویں تو شہادت کی طرف فنا ہو جاتا ہے۔ اور غیب کی طرف بے کیف وا یں نظر آتا ہے۔ اور اس حال کو بقا کہتے اور شکر توحید اور سکر یہ ولایت ہے وصل و قرب اجمالی کا اس سے اضافہ نصیب ہونے سے خود بخود معرفت بن جاتا ہے۔ بہرحال ذکر کریں خلوصِ دل سے اور تصوف کا کوئی کتاب ہاتھ میں نہ لینا اور نہ

مطالعہ کرنا کیونکہ ہر ایک مصنف کا مذاق علیٰحدہ علیٰحدہ ہے یہ نہ ہو کہ آپ سے آپکا مذاق بدل جاویں ہاں اگر اپنا رابطہ محکم ہو اور عقیدت میں کوئی خدشہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں آپ کا اخلاص تو ملاحظہ ہے کہ آپ ہمارے تکلیف کے لحاظ سے اپنا لفافہ روانہ کرتا ہے اللہ پاک مقصود کا راستہ بنا دیں۔ زیادہ دعائے مغفرت و عافیت و فراغت کریں بندہ کے حق میں۔

مکتوب گرامی نمبر ۱۲

۱۲ بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۶۳ء

التماس غلامیہ۔ عرض ہے کہ واردات پر غرور نہ کرنا۔ مقصود کی طرف قدم اُٹھانا مقامِ رضا سے مشکور ہونا۔ حیاتے منزل بہ قدم اخلاص طے کرنا تادمِ آخر آخر کو پانا۔ زیادہ شوقِ دیدار

مکتوب گرامی نمبر ۱۳

۱۳ بتاریخ ۱۱ جنوری ۱۹۶۴ء

ابتدآء برنام رحمٰن الرحیم
انتہا برنام سبحٰن العظیم

بیکراں گویم درودش با سلام
بر حضورِ سیّدِ خیرالانام

اے شہانامہ رسید مژدہ وار
وارداتِ تو مبارک باوقار

اے شہادم سازِ رازِ حمیدیہ
نامہ ات آمد بوقتِ سعیدیہ

درمیانِ حلقہ مولانا شفیع
خواندہ اہلِ ذکر کل بودہ سمیع

گرمیٔ حلقہ شدہ گرمیٔ تو
دردگو وارد شدہ گرمیٔ تو (یا دردیٔ تو)

اے شہا بگزار حبسِ دم مکن
ذکر مہکن حبس دم راغم مکن

بہرِ بندہ کن دعائے مغفرت
باھکہم گو سلامِ مرحمت

جامہ دوزے را مشینے کن تیار
با مشین سازے کہ دارد اعتبار

حالِ احمد جاں حاجی مہکن بیان
تادلِ بیدل شود اندر آماں

مکتوب گرامی نمبر ۱۴

۱۴ بتاریخ ۲۸ جنوری ۱۹۶۴ء

خط آپ کا ملا۔ واردات سے واقفیت ہوئی۔ کشف میں اس قسم کے واقعات ہوتے ہیں کیونکہ یہ کشف صوری ہے۔ معنوی کشف میں اس قسم کے خطرات نہیں ہوتے۔ یہ بھیڑیں خطرات عجائباتِ قلب ہیں جو کہ آپ کے پاس پہنچ کر ذکر کی برکت سے ختم ہو جاتے ہیں۔ اس کا علاج چار طرح سے ہو سکتا ہے۔

۱۔ اپنے آپ کو اپنا پیر تصوّر کیا جائے
۲۔ نورِ شریعت میں فکر کیا جائے
۳۔ اعوذ باللہ اور استغفار مراقبہ کی حالت میں خطرہ کے وقت پڑھا جائے۔
۴۔ بوقت ملاقات انشااللہ بیان ہو گا۔

مکتوب گرامی نمبر ۱۵

۱۵ بتاریخ ۱۰ اپریل ۱۹۶۴ء

آپ کا خط ملا۔ پڑھ کر حالات معلوم ہوا۔ جواب میں دیری ہوا طبیعت میں کچھ علّت تھا۔ القائے: الکعبۃُ والخطوم۔ یہ ایک دورانِ حقیقت ہے حقیقت کعبہ میں جس کا مراد تجلّی قلب ہے۔ اور خطوم انورِ

حوالیٔ قلب ہے۔ یہ ولایت کا خصوصی مقام ہے۔ بے نظیری پیر۔ چونکہ مرشد ایک مربی حقیقی ہے جس کا دار و مدار آپ کے ارادے پر ہے۔ اور کذالک نودیہ ابراہیم۔ یہ اشارہ ہے مشربِ ابراہیمی کی طرف اور بشارت ہے اطمینانِ باطن کے لئے کہ "الہام کے اجتہاد" اور موہوبا"+ وسعتِ مسجد: یہ وسعت ہے۔ نورِ شریعت باطن کا اور تکمیل مطابعتِ شریعت ہے صورتاً اور ایک اشارہ مسجد شریف کی وسعت کے لئے تاکہ آپ کی مسجد شریف وسیع ہو۔ اور حکیم صاحب کا شمالی مینار پر ہونا۔ یہ ہمتِ استمدادیہ دعائیہ اور حمیدیہ ہے اشارہ اجابتِ دعاء حکیم صاحب ہے۔ چنانچہ لشکرِ گدایانِ خدا ہمتِ باطن ہے بہرحال جمیع واردات محمود و مسنون ہے۔

مکتوب گرامی نمبر ۱۶

۱۶ بتاریخ ۲۸ اپریل ۱۹۶۴ء

حالاتِ محمودہ و وارداتِ ستودہ پر شکریہ + بدن کا حرکت کا شرح چنانچہ ارادہ ذاکرہ سے ذکر اختیاری قلبی غیر اختیاری حال ہو جاتا ہے اور بدن پر غلبۂ ذکر سلطان الاذکار بن جاتا ہے اور ارادہ سے بند ہوتا ہے یہ تبدیلِ حال ہے شکر بر شکر از دیادِ حال ہے + اِتَّخَذُوْا من دُوْنِہٖ الخ بشارتِ توحید ایقانی ہے مادون پر اعتماد و اعتقاد نہ کرنا۔ اسباب سے درگزر تکیہ ایقانے در امر تکوین بر کائین واحد باید کرد۔ شغلِ اسباب ذریعہ مقصود داید + الدین الخالص۔ دین کا معنے احکام خداوندی و قانونِ یزدانی

ہے۔ در امتثال اوامر و اجتناب نواہی عزم اللہ العزیز باید و نزد اہل باطن ہمہ اسباب و تدابیر لایعنی ہے عندالاستحضار پس عمل برائے عظمت الوہیت و ابتغائے مرضیت باید یہ اشارت بر توحیدِ ذاتی ہے۔ بحث نفی و اثبات یہ لفظ آنصاحب کے سامعی تمیز نے جدا نہ کیا ہے یعنی لفظ بحث یہ بعد ہے یعنی بعد از نفی و اثبات کہ عبارت از ذکر ارادی مخلوطی ہے چنانچہ خاصۂ ناسوت شرک و دوئی ہے۔ تو ناسوتی ذکر نفی و اثبات دونو ہے کہ لاالہ الااللہ ہے اس ذکر ناسوتی کی تکمیل کے بعد ذکر جلالی جبروتی ملکوتی لاہوتی کہ خاصۂ ملکوت و توحید و تقدیس ہے۔ تو خیرالعمل اسم ذات اشارت بہ عبدیت خصوصی ہے و ہولا شبہات للذات الاقدس جل شانہ؛ عملاً و عزماً" + واذہا" سفید روشنی درمیان پیشانی تجلّٰی نورِ اخفائے ہے۔ چنانچہ بطرف حقیقت کعبہ مائل ہو گیا و ہدایتِ صوری طرف بن گیا الحمداللہ الحمید

کعبہ ہوا پر۔ یہ نور حقیقت کعبہ مصور شدہ بصورت کعبہ و دورانِ حقیقت کعبہ ہے جو آنصاحب کے پاس نازل من اللہ ہوا۔ کمال تربیت یزدانی ہے۔ ولایت علیہ ہے۔ من جانب اللہ ہے۔ چنانچہ محض عطائے خداوندی و بشارت قرب و ربوبیت یزدانی ہے زیادہ کوائف را حاجت نیست چنانچہ آنصاحب خود ہی سلوک دان ہے +

دوسرا خط کا جواب جو ملاقات ہوا صبح کے وقت آنصاحب سے یہ تعلق حقائق ہے من جانبین و سفید پگڑی و لباس و بشاشت سوال اور دال ہے فضلِ یزدانی پر کہ ہمارا شریعت مضبوط اور کامل کریں اور لغویات سے

بچاویں اور غرور سے نجات دیویں اللھمّ اھدنا الصراط المستقیم بندہ کے نزدیک صراط مستقیم تعلق مع اللہ ہے۔ یہ مسئلہ میجر صاحب کے فیض القا ہوا ہے۔ چنانچہ میجر صاحب (محمد شریف راقم خطوط ہذا) کی صحبت میں تعلق قوی پیدا ہو جاتا ہے ذالک فضل اللہ +

مکتوب گرامی نمبر ۱۷

۱۷ بتاریخ ۱۹ جون ۱۹۶۴ء

آنجناب کا عنایت نامہ موصول شدہ از حد مشکورم اللہ العزت آپ کا عزت داریں و احترام عقبائے و دنیائے درتزادِ مزید مضاعف وارید گویا کہ ملاقاتِ ایصالی بواسطۂ قرطاسی (بذریعہ کاغذ یعنی خط) و بیانِ عیانی سرور افزوں شدہ ثمرۂ فرحت و مسرت شدہ دیگر وارداتِ قرانی مژدۂ حقیقتِ عرفانی و نورانیتِ تکمیل ایقانی ہے۔ اللھم زد فزد دیگر القائے معانیٔ الشراقی عَلَمِ صغیرِ جسمانی کَمَا ھُوَ جُزْءٌ مِنْ اَجْزَاءِ الْاَرْضِ عینِ حقیقت و معنویت ہے۔ رَبِّ زِدْنِی عِلْماً + القائے فَذَکِّرْ الخ بشارت و اشارت بیانِ معارف و حقیقتِ حقائق ہے پس بہ طرف انشراح صدر سے توجہ کرنا خود بخود حقائقِ لدنی و معارفِ غیبی مشاہدہ و معائنہ ہو گا) اسم ذات (در کلماتِ قرآن جلوۂ اسم ذات) حقیقتِ قراں و نورانیت قراں و وحدت لفظیۂ قراں کہ صفتِ امری ذات اقدس ہے۔ دراسم ذات اقدس جلوہ شدہ اشارت بکثرتِ ذکر و عنایت بہ تکمیل فکر ہے۔ پس دوامِ استحضار از دوامِ افکار ہے۔ کَمَا ھُوَ قِسْمَتُ اہل الاکرام پس باید کہ در حق بندہ دعائے مغفرت و عافیت باید از روئے کرم و بہ جناب حکیم

عرفاں صاحب درخواست دعائے مغفرت ہے۔ کما قال جامی ؒ

گناہِ من از نادری در شمار
ترا نام کے بودے آمرز گار
من نہ گویم کہ طاعتم بہ پذیر
قلمِ عفو برگناہم کش ++

مکتوب گرامی نمبر ۱۸

۱۸ بتاریخ ۱۱ مارچ ۱۹۶۴ء

آنجناب کا عنایت نامہ موصول شدہ از عنایات و عطیات یزدانی مشکورم (الحمد اللہ علی کُلِّ حالٍ حَسَنٍ واعوذ باللہ من کل حالٍ قبیحٍ) + لقائے دوست | تمنائے دوست = تعلیم و تعلّم ہے یعنی اشارت ہے و بشارت ہے اشارت ہے تعلیما" موہوبا یعنی وصل و قرب یزدانی ذاتی صدق ارادت باطن ہے۔ و در ارادہ بغیر آرزو و چاہت و حاجت و مقصود چیزے دیگر از دوست نباید و ارادہ یکتا داشتہ تاکہ موصوف بہ صفتِ عشق گردد یعنی تمنائے ذات کہ عبارت از مشاہدہ و معائنہ ہست عین وصل ہست پس بشارت ہے وصل پر اور اشارت ہے تعلیم تمنا پر + تِلْکَ حُجَّتُنَا الخ القائے واردات ولائل ولایت ہے۔ ولایت اعطائے درجات و منازلاتِ قرب ہے۔ واشارتِ مشربِ ابراہیمی ہے مبارک باد + وَ فَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ الخ۔ چنانچہ صفتِ علیم غیر متناہی ہے اور علوم کا انتہائے غیر مدرک ہے پس غرور نہ باید بلکہ حصۂ علمی از عطایاتِ ربانی تصور کرنا و شاکر بہ نعمت علمیہ باید شد و مباح امور کا

مقصود خود بخود ظاہر باہر ہے کہ مباحات شرعیہ پر مشغول ہونے سے حجاب مشاہدہ و معائنہ بن جاتا ہے اور مقصود وصل و قرب ہے۔ ثواب اہلِ خواص کے نزدیک حجاب ہے کیونکہ ثواب نفس کا حصہ ہے۔ سالک عارف موحد کو مناسب ہے کہ دوام استحضار سے کام لیویں و محبت محضہ اختیار کریں و ذکر حرفی بہ ذکر معنوی بدل کریں و تمیز درمیاں حرف و معنٰے کریں تاکہ حرف سے فانی ہو جاویں اور معنے سے باقی ہو جاویں۔ چنانچہ مغز بادام از پوست بادام' تیل بادام از مغز بادام۔ درخت بادام۔ دانۂ بادام' تیل بادام کے وقت دیگر چار اجزا کا کوئی وجود ارادہ میں باقی نہیں ہوتا ہے یہ ذاتی تمنا ہے۔

مکتوب گرامی نمبر ۱۹

۱۹ بتاریخ ۸ جولائی ۱۹۶۴ء

السلام علیکم بر شاہ صاحب عرفاں سبحانی جل شانہٗ۔ نامہ نوید آمیز باتمیز رسیدہ مشکور از کوائف مسرور شدم الحمداللہ العزیز علی کلِّ عطاء

(۱) بندہ کے حق میں اللہ الکریم آنصاحب کا دعا منظور فرماویں اور آپ کا حسنِ ظن کا علم عین ظن یقین بناویں اور بندہ کو اپنی بندہ گی سے سرفراز کریں با جمیع دوستاں آمین+ (۲) وارداتِ تبتّل پر کہ عبارت از وحشتِ اغیار ہے الحمداللہ الحمیدیہ غلبۂ ملکوت ہے ناسوت پر+ (۳) فطرۃ اللہِ التی الخ کونِ انسانیتِ انساں صفات باری تعالےٰ پر ہے اس فطری اضطراری ثنا میں تعارف میں کوئی تغیر و تبدیل نہیں کیونکہ

وجود امکانی دال ہے لامکاں پر اور دال اور مدلول کے درمیاں تعلق تعظیم الوہیت بلا تکلف ہے۔ صرف تغیر و تبدل در تعلق اختیاری ارادی عزمی ہے۔ کہ انسان مکلّف ہے اختیاری ثنا پر کمالا یخفٰے+ (۴) اس شکل کی ◎ سفیدی سرخی تجلیاتِ انوار عجائبات قلب ملکوتی ہے جو قلب ناسوتی میں نظر آیا یعنی اخذ کیا گیا ہے اللّٰھُمَّ زد فزد+ (۵) [شکل] یہ شکل لطیفۂ اخفٰے کا نورِ نازلہ ہے بہت محمود ہے یہ سب مخلوقی انوار ہے جو طرفِ مقصود کا دعوت و دلالت ہے عین مقصود نہیں ترغیب الی المقصود ہے+ (۶) وسیع میداں عرشِ عظیم یعنی عرش کے داہنے طرف ہے جو صالحین مقربین کے حقائق کا مجمع اور ماوآء ہے جو بندہ کے مزاق میں قرب صوری کیفی ہے و تربیتِ امری کا خلقی طرف ہے واللہ اعلےٰ+ (۷) سفید روشنی تجلیات تدبر امری (یُدَبِّرُ الاَمْرَ فِی السَّمَآءِ+ (۸) حجرے میں ملاقات۔ مربی حقیقی کا تربیت ہے جو ایک دوسرے کے ذریعہ فیض بن جاتا ہے۔ اور آپکا تعلق صادقانہ کا عکس ہے+ (۹) لاہور کا احباب بعض مخلص ذاکریں کا حقائق ہے جو ایک دوسرے سے بذریعہ محبت باطنی قلبی کشش سے ملاقات کرتا ہے اور فیض وصول کرتا ہے۔ کما ھو دستور اہل اللہ العزیز الکریم الرحیم+ (۱۰) دو چادریں سفید رنگ دیگر بوسکی ریشمی و لباس التقوای ذالک خیر+ سفید رنگ شریعتِ غرّا ہے جو ظاہری اعمال کا دارومدار ہے۔ ریشمی رنگ حقیقتِ طریقت ہے۔ جو باطنی اعمال کا مدار ہے+ (۱۱) قبول کرنا۔ اطلاع احوال محمودہ ہے۔ آپکے جو سبب خوشی ہے

اور بھی ایک تعبیر ہے و اللہ علیٰ کل شئ قدیر + (۱۲) سرہانے کے نیچے سے نکالنا اور بندہ کو دنیا یہ اظہار و بیان کوائف واردات کا اشارہ جو بیان کرنا اطلاع دینا سبب مزید علمیت ہے

آیات شریف اَلَمْ تَرَاَیَ الخ کا معنے ہو بہو حقیقت ہے ٹھیک ہے۔ صرف ایک حرف میں کمی، بلاغت کی ہے۔ کہ "محضراً" سے انوار یعنی وفورِ انوار رحمانی کا تعبیر سب درست ہے + حجرہ یعنی ارادہ ہے صدق کا وہ آپکا باطنی محبت ہے جو حجرہ کے ساتھ مشکل ہوا + چارپائی پر ہم۔ یہ مقامِ ادب ہے جو آپ کو بصورت چارپائی نظر آیا آپ کا خود بخود اپنا ارادہ ہے اُس کا صورت نظر آیا۔ الغرض بندہ کا جنوں بھی کبھی کبھی دور دراز افکار گیر ہوتا ہے۔ اگر ہم پورا تعبیر تحریر کروں تو پریشاں طوالتِ لایعنی کا سبب بن جائیگا۔

مکتوب گرامی نمبر ۲۰

۲۰ بتاریخ ۱۴ ستمبر ۱۹۶۴ء

عرض ہے کہ آنجناب کا نوازشنامہ موصول ہوا پڑھ کر سببِ فیضانِ باری جل شانہٗ ہوا کوائف موہوبہ پر شکر ہے اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ آمین کلام مخالفہ کا سننا یہ کشفِ کلام ہے شاید باتمیز ہو جاویگا اگر منظورِ قدرت ہو ورنہ واللہ اعلم کیونکہ احوال موہوبی ہے کسی کو دخل اس میں نہیں حوالۂ قدرتِ قدیر مطلق ہے بہرحال شاغل بہ مقصود رہنا یہ ثمرات مقصود ہے۔ مقصود رضائے ذات و ذات اقدس ہے + آیاتوں کا تفصیل آپ خود جانتا ہے بندہ کا انشراح الیوم کمزور ہے بوجہ کچھ اشغال کے اگر

ضرورت ہو تو عندالانبساط بیان کیا جاویں انشاءاللہ العزیز الغفار + دیگر عرض ہے کہ کیف کیفیتہ السعیدہ اللہ معکم و کیفیتکم معہ حیاتاً روحانیتہ" و معیشتہ" بشریۃ و درساً و تدریسا" + دیگر عرض ہے کہ حکیم صاحب نے ایک عجیب خط ارسال فرمایا جو احباب دیکھتا ہے حیراں ہوتا ہے ہم بھی اُن کے جواب دینے سے حیرت زدہ ہوں اور اخلاص اور اعتقاد پر تعجب شدہ ہوں + بندہ آج ہنگوام جاتا ہوں حاجی احمد جان صاحب کا دعوت ہے اور جناب حضرت مظفردین صاحب رحمت اللہ ولد و فرزند ارجمند جناب قبلہ پیر صاحب کا وہاں رونق افروز ہے اُن کی قدمبوسی کے لئے جاتا ہوں +

مکتوب گرامی نمبر ۲۱

۲۱ بتاریخ ۲۵ دسمبر ۱۹۶۴ء

السلام علیک یا شاہِ زماں
اے ظہورِ نورِ سالارِ جہاں

من چہ گویم از جوابِ آنجناب
تربیت یا بندہ از رمزِ کتاب

حمد بے پایاں است ذاتِ پاک را
نورِ ایقان دادہ مشتِ خاک را

خُذُوْ مَا الخ
نورِ قراں مے نمائید بندہ گی
نورِ عرفاں مے سرائید زندہ گی

کارِ عرفاں را نباشد حدّ و عدّ
کارِ قراں بستہ شد در حد و عدّ

با نہایت کارِ قرانی بود
بے نہایت کارِ عرفانی بود

ذاتِ یکتا را نباشد غایتی
پس چہ گونہ معرفت را غایتی

ہمتِ اہل ھمم محدود نیست++
منزلِ شاں دوراز مقصود نیست

منزلِ رفتار عشق است کوئے یار
مسکنِ دیدار عشق است روئے یار

دل بہ دلبر خود جوابِ ہر سوال
خط وخالش قابلِ ہر یک و بال

اے خدا شکرانۂ ذاتِ جمال
پردہ بکشا از جمالِ بے زوال

تاقیامت دار با سوز و گداز
در حضورش ایں غلامِ راز و ناز

آں غبارِ آسماں اسفید رنگ
از تجلیٔ جمال است زیبِ رنگ

(ذات)
از تدلیٔ قریب است ایں نزول
بر حقیقت قبضہ کردہ از عزول یکتائی

دادہ تمکینش مقامِ قرب را ++
فارغ از تلوین یقین است قرب را

نردبانِ عشق شد فکرِ صفات
منزلِ وصال باشد ذکرِ یار (ذات)

حکم تنزلی تمیز خیر و شر
حکم اسمائے مشیرِ خود اثر

ہر اسم گشتہ مہارِ ہر کسے+
سوکشد تا خود قطارِ ہر کسے

نور قرآں مے نماید سوئے یار
بوئے یار و کوئے یار روئے یار
عبدیت صفات ذات

شاہ " سید پورسے خریدار غلام
مے فروشد باز بر خیرالانامؐ+

کے تواند شرح کردن ایں رموز
از بیانش باز آیم خود ہنوز

حکیم صاحب
دارِ حکمت راسلام پر نمک
آں فقیرِ ذات بر تراز ملک

در سعادت باد شکرِ آں سعید
زِدْفزِدْ یارب سعادت با سعید

باجید امجد بگو از ما سلام
مایۂ عبدیتش بادا تمام

مے نہ تانم تا نویسم خونِ ناب
نقطۂ عرفانِ حق در ایں کتاب

قوتِ پیدا کہ دارم ایں زماں
با کسے گویم رازِ توحیدِ عیاں

در حضورِ نور محمد گو سلام+
آں صوبہ دارندۂ خوئے تمام

مکتوب گرامی نمبر ۲۲

۲۲ بتاریخ دسمبر ۱۹۶۴ء

مریدِ زیارتِ حجاز وحیدِ حقیقتِ نیاز شاہ صاحب محمود شاہ صاحب
السلام علیکم بر جناب اخلاص نامہ از طرف بندہ غلام ربانی+ صورتِ ویزۂ حجازسے سفونتِ تجویزہ معنوی باد و دعوتِ فیضانِ مکی باد عوتِ فیضانِ مدنی نصیب باشد۔ الحمدللہ علی التوفیق استغفراللہ عن التقصیر+ اعوذ باللہ من الردِ ثلاثاً ہر ۳ جملہ را خواندہ و نظر بہ تائید ربانی و قبولیتِ سبحانی و تسلیم عملی و علمی و عینی و شکر بر عطائے قوائے موہوبی و اسباب مقبولی داشتہ و حقیقتِ شکر کہ دعوت بیت اللہ دعوت ذات اللہ ہست بجا کردہ

وقبول دعوت شہنشاہے وصلتِ شاہے است و وصولِ حقیقت کعبہ کہ تمام ولایت کبرا ہست عین خلعتِ وصل ہست۔ حقیقتِ کعبہ منزل روح و صورتِ کعبہ منزلِ مظہرِروح و روحِ حاجی رازِ کائنات و بدنِ حاجی حال راز و روح عندِ جنوں گڑنگوال یعنی غلام عکسِ صفت اوّل ہست و ھوا لعمات الذاتی للواحدِ الاحوال الحمد الذی لم یکن الیہ کفواً احد والکفو ھوالاحتیاج فی وجودِ الذات و الکھف والدیں استغفراللہ کجا بودم کجا رفتم+ و طوافِ کعبہ طوافِ ذات اقدس+ زیارتِ مدینہ زیارتِ رحمت۔ رحمت صفتِ رحیم رسائے رحمت رسائے عین رحمت ھوالذات واحد جل شانہٗ+ الکعبہ والمدینہ رمضان من رّموزات القرب صورتا والوصل معنا" والحاجی مربوبٌ بالعزم الاستقبالِ لاول و آخراللہ العزیز+ الغرض چنانچہ حقیقتِ شما متوجہ بہ حقیقتِ کعبہ و بزیارتِ مدینہ مے باشد ازیں وجہ واردات کم مے آید چنانچہ حقیقتِ حاجی را حقیقتِ محمدی ؐ اصل ہست و حقیقتِ محمدی ؐ را حقیقتِ کعبہ اصل ہست و حقیقتِ کعبہ ذات اقدس ہست پس چنانچہ اصل با اصل مشغول ہست و صاحب تمکین گشتہ برائے تلوین فارغ نیست چنانچہ ازواردات آیات شریف فستمتھم الخ اشارت و بشارت ہست کما لا یخفی علی اللبیب الوقت

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ؎ اے لقائے تو جوابِ ہر سوال
مشکل از تو حل شود بے قیل و قال

گڑنگ= بہر بندہ دربیابانِ حجاز+
مغفرت خواہ یاد دارم در نیاز
انشا اللہ من بروح اندر حجاز
توبہ صورت سیرتم رادر نواز
در حضورِ خواجۂ ماگو سلام
رحم خواہ از سیّدِ خیرالانام ؐ

مکتوب گرامی نمبر ۲۳

۲۴ بتاریخ مارچ ۱۹۶۵ء

آں صدیقِ وقت عرفان کرم
آں شہِ محمود دوراں کرم

باحکیمِ معرفت ہمراہ توئی
ہم دم و خوش وقت ہمراہ توئی

زندۂ انفاس آوان(۱) شما
مردہ افلاس بدخوانِ شما

(۱) ساعت

نامہت موصول پہ اسرار شد
خاطت مرقوم پہ انوار شد

شورش دل شد شاق شاق از اشتیاق
جان شد پاش پاش از انفراق

آمدن راچوں تیاری میکنم
از قضا در نامدن کاری کنم

دوستاں گویندہ تاشبِ برات
رفتنت نیست سوغاتِ نجات

انتظار ما مکن کن کار خود
خویش و خویشاں رابخواں تا بار خود

مکتوب گرامی نمبر ۲۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۴ بتاریخ ۵ جولائی ۱۹۶۵ء

آنصاحب کا عنایت نامہ عنبر شمامہ وصول شدہ از مدت مدید تمنائے قصید پورہ شدہ کوائف سایہ اگر واقعی ہے تو عنایتِ یزدانی کا تربیتِ خاصہ و عنایت وافہ کا اشارت و بشارت ہے۔ الحمدللہ علی عنایت عطاءاللہ مبارک

بادی و عنایت باری ہے کہ تمدید سایہ تمدید فیضان الی الخلاق کا دار و مدار ہے و از طرف مغرب و فور فیضان مدنیہ طیبہ و تربیت مکمہ شاملِ کون صاحب مکہ مکرمہ ہے و رضوانٌ مِنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ و ذاتی رضا کا دولت از ذات اقدس عطاء" ہے و شکر کرنا مناسب حال ہے+ دیگر اصلی مقصود وغیرہ سے چنانچہ امکان جملہ اظلالی وجود ہے اس ظل کا اصل ذات اقدس ہے ذات اقدس کو ہر وقت معبود و مقصود و موجود فی الموجودات تصور کرنے کا اشارہ بالواسطہ ہے از برائے تفہیم و توثیقِ عقیدت باسباب کہ مصداقِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا الخ ہے

وجود کا گم ہونا وجود میں+ آپ صاحب خود جانتا ہے مربی حقیقی کا تربیت ہے بالاسباب و ذرائع کہ آنصاحب کو بتایا گیا زیادہ ہم بیان نہیں کر سکتا ہے کیونکہ شرم آتا ہے خداوند کریم سے اور آپ صاحب سے بھی کیونکہ آنصاحب سے بھی کیونکہ آنصاحب ہمارے عقیدہ جزو ایمان ثانی کا فرع ہے یعنی اولاد ہے آن ذات بابرکات صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے
تعلق مع اللہ رضائے اللہ ہے خواہ اسباباً ہو یا ذاتاً

مکتوب گرامی نمبر ۲۵

۲۵ بتاریخ ۲۹ جون ۱۹۶۵ء

مدت مدید گذشتہ کہ از کوائف جناب خبر نشدم بندہ بمرضِ مرض گرفتار ہست و آنصاحب را در خواب دیدم و شخصے دیگر از پیش ماؤشما آمدہ گوید کہ شاہ صاحب از حج فارغ شدہ کاغذ خواہد فرستادہ چنانچہ از ہر

عبادت فراغت آساں ہست لیکن از ذکر فراغت تا یوم القیام حیات نباید چنانچہ ذکر دوام ایمان ہست و دائیم ایماں باذاکر باشد کہ اللہ الکریم ہست و غیرِ ذاکر را ایمان تقلیدی باشد و ذاکر را ایماں تحقیقی تحذیری (خوف) اختیاری باشد غیرذاکر را اضطراری + بہرحال از نہ آمدنِ کاغذ پریشانم +

پریشاں کاروبار آشنائے
پریشان ترمرے ہو رنگیں نوائے

اقبال ؒ

مکتوب گرامی نمبر ۲۶

۲۶ - بتاریخ ۲۰ ستمبر ۱۹۶۵ء

نوٹ: پاک - بھارت جنگ ۱۹۶۵ کے دوراں حضرت صاحب ؒ اپنے وطن کرکشک سے کئی ایک مجاہدین لیکر جہاد میں شامل ہونے کی غرض سے اوگی پہنچے۔ لیکن حکومت پاکستان کی سرکاری افسراں متعینہ اوگی نے جہاد کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے حضرت صاحب ؒ کو محاذ پر جانے کی اجازت نہ دی۔ بہرحال حضرت صاحب وہاں سے سیدھے اپنے مریدین کے ہاں لاہور تشریف لے گئے جہاں سے اس احقر کو جو اُن دنوں سیالکوٹ محاذ پر تعینات تھا۔ ملنے کی خاطر گوجرانوالہ تشریف لائے۔ اُس وقت حضرت صاحب ؒ کے ہمراہ جناب ملک یار محمدؒ صاحب ساکن برکت ٹاؤن۔ شاہدرہ لاہور بھی آئے۔ قریب تین گھنٹے قیام کے بعد واپس لاہور تشریف لے گئے + مندرجہ ذیل خط جہاد پر روانگی کے سلسلے میں ہی جناب نے شاہ صاحب کی طرف اوگی سے بھیجا۔

عرض ہے۔ بندہ آج ۱۶ ستمبر ۱۹۶۵ء اوگی پہنچ گیا جہاد کی نیت پر۔ اگر اجازت حکومت ہو جاویں۔ آگے جائیگا۔ آنصاحب دعا فرماویں +

مکتوب گرامی نمبر ۲۷

۲۷ بتاریخ ۲۷ جون ۱۹۶۶ء

بعد از خیریت طرفین معروض باد کہ آنجناب کا عنایت نامہ وصول شدہ پر از حد شکریہ ہے کہ مدت مدید کے بعد آنجناب نے یاد آوری اور کوائفِ واردی سے شاد فرمایا۔ ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ۔ کاغذ کے دیر سے سبب زیادتِ اشتیاق طرفین ہے۔ چنانچہ حال قبض از حال بسط اولیٰ ہے اگرچہ طبیعت ناگوار ہے۔ خاص کر کے ذات ملاقات کے بعد کچھ توقف باعث محبت و کشش ہوتا ہے + گرمی چونکہ ایک ذریعۂ طبعی ہے اور سُستی در حرکت ہے تو دال بر بے پرواہی نہیں بلکہ قوتِ داعیہ عملیہ کا تبہ مقصود ہوتا ہے و بغیر داعیہ عملیہ فعلِ فاعلہ ناتام و ناکام ہے الغرض واردات منصوصہ سے از عطائے کریمانہ ایک عطائے موہوبی ہے اور دعوت ہے بطرف جلالتِ تکوینی و تقدیسِ امری کما وردہ واللہ ذات خداوندی غالبؒ مختار باارادِ خود در تکوین خود و غیر مجبور و غیر مقہور است در تکوین امری و در وجود آوردن اشیاءؒ
ولیکن در کیف تکوین او اکثرالناس مِن عام المومنین و من الغافلین و من المحجوبین والفاسقین والمنافقین لایعلمون ادراک غلبۂ امر و عظمتِ جلالیتِ بے کیفی و بے چونی نتواند کرون عبرتاً و ایماناً و ایقاناً و شہوداً و معائنتاً" کہ این حرکتِ نظامی و این سکونِ امکانی از تصرف صفات فعلیہ فاعلیہ ذاتیہ امریہ ہے بلکہ از ذرائیع دلالتِ ذاتیہ ناخبر چنانچہ غفلت خاصہ جن و انس ہے دیگر ممکنات

از عظمت جلالت باخبر ہے۔ وایں انسان باوجودِ استعدادِ ادراکیہ توحید
یہ جلالیہ جمالیہ کمالیہ ناخبر ہے و نا آشنا ہے ہاں عارفاں از معرفتِ جلالیہ
جمالیہ کمالیہ خبردار ہے و عاشقاں وجودِ ذاتیہ مطلوبیہ موجودیہ معبودیہ کو
نگاہ دار و بادیدار ہے در آیات مذکورہ اشارت و بشارت ہے برائے
دعوت ذاتیہ و برائے امریہ تربیت ہے و ایں
دعوت برائے خاصان ذاکریں ہے

واللہ غالبٌ تصرف ذات اقدس اختیاراً برامر خود و تصرفِ امر
تکویناً بر فعل و تصرف فعل بر آثارِ امکان کہ دلالت بر فعالِ حقیقی اَلَّذِیْنَ
آمنو و عَمِلِ الصالحٰتِ سَیَجعل لھم الرحمٰن وُدّاً برائے اہل
یقین کہ تابع سنت است یعنی اَلَّذِیْنَ آمنو برائے اہلِ ایمان و اہلِ یقین بر
ذاتِ باری و عمل الصالحٰت و برائے متابعین سنت کہ رسالت است
سَیَجْعَلُ لَھُمْ الرحمٰن وُدّاً تربیت ایشاں زیر تجلّٰی اسم وَدُوْد است
در دنیا کہ توفیق عمل و در عقبٰی کہ اجرِ عمل بلاحساب است یہ ایک بشارت
قبولیت عمل صالح ہے یعنی اتباع سنت ہے +

خُذُوْ ما اٰتَیْنٰکُمْ در عمل آراں احکام کہ نازل کردم بر شمابقوۃ بہ
اختیار تامہ و تکمیل و صدقِ شاملہ اعتقادیہ عملیہ محبتا" و شوقاً و
اخلاصا" + وَاذْکُرُوْ مافیہ مِنَ الذات والصفات والافعال والجزآء
والسزآ والقیامۃ والموت والحیات یعنی استحضار حاکم و احکام و
قدرۃ و جلالت و جمالت بہ استحضار ذریعۂ نجات ہے + باقی واردات و
عروج ثمرۃ تجلّٰی اسم ذات اقدس ہے و شہر کا نظر آنا عجائبات قلبیہ و
انکشاف عملیہ صوریہ ہے اللہ العزت شانِ معنوی نصیب کریں

مکتوب گرامی نمبر۲۸

۲۸ بتاریخ ۱۵جولائی ۱۹۶۶ء

آنجناب کا عنایت نامہ وصول شدہ پر مشکورم وارداتِ محمودہ ستودہ سے
ممنونم شجرۃ الکون خود بخود تعبیر ہے یعنی تجلّٰی افعالی تھا جو بصورتِ
درخت نمودار ہوا جس کا نزولِ انتھائے (انتہائے) آپ تھا تربیتا"
از حقیقت کعبہ یعنی نزول از طرف کعبہ یعنی از امر ربی نزول تکوینی در
صورتِ تکوینی واز مفصلِ خلق و تکلم امر تمیز کرد و طرف امری قدسی بود و
طرف خلقی شہودی بود کہ موسوم بہ اسم خطیرۃ القدس بود۔ خطیرۃ
القدس عبارت از آں انوار ذات ہست کہ بالائے عرش نزول کردہ
بصورت ایک چشمہ واز آں چشمہ نوریہ تصرفیہ تجلیات افعالی نظامی مستفید
شدہ و نظام تربیت از ایں جاری شدہ دایں چشمہ را شاہ صاحب" نام
خطیرہ القدس نہادہ در مذاقِ خود ورنہ چشمہ نور خلقی نظامی تصرفی ہست
وامری طرف یعنی بہ جانبِ قدس موسوم شدہ چنانچہ از کیف
+ در مسلک اکثر حضرات دل بطرف آں چشمہ متوجہ دارد و وصول انوار
باطن میکند کیفیت بدن بدلنا بہ خاصۂ بروئتہ خانہ آثار وصول شدہ و
قبول شدہ ناسوت بود کہ از آثار او تربیت شدہ محسوس کشت و ھذا من
فضل ربی۔ واللہ یختص برحمتہٖ من یشآء دیگر آپ تعبیر خود کر
سکتا ہے چنانچہ اس فن کا مذاقی علوم درسی علوم سے مستفید ہے کیونکہ
درسی تشریعی علوم تفسیر و تعبیر قرانی ہے وایں مذاقی علوم تدبیر و تفہیم و

تحقیق حقائق قرانی ہے ایک برائے دیگرے معاون و محافظ کیونکہ قران میں علوم احکامی و علومِ اسراری ہردو یکے احکام محتاجِ اسرار + و اسرار مشتاقِ احکام

آنصاحب نے کاغذ میں سعیداللہ کو سلام نوشتہ کیا اس عمل پر بندہ کا دل بہت شاکر ہے کیونکہ ذرائع رابطہ قوتِ رابطہ ہے جزاک اللہ العزیز

مکتوب گرامی نمبر ۲۹

۲۹ بتاریخ ۳۱ اکتوبر ۱۹۶۶ء

عنایت نامہ وصول شدہ پر شکر ہے۔ اس طرف سے خیریت ہے واردات کی کمی کوئی نقصان نہیں۔ اگر شجر تقوی بجا ہے تو ثمر تقوی کا کچھ ضرورت نہیں اگر ہے تو سبب ازدیاد شکر ہے اگر نہیں تو سبب یکتائے فکر ہے جو محمود و مقصود ہے + آیات شریف

خُذِ العَفْوَ۔ احکامِ خداوندی کا پابند ہو چنانچہ عفافتِ تشریعی اتباع احکامِ تشریعی ہے اور عفافت طریقی بلا تعلق ہونا ہے جو ترکِ لایعنی ہے اور عفافتِ حقیقی از حظوظِ نفس درگزر ہے و ایں عفافت بعد فنائے قلبی ارادی ہوتا ہے لیکن بلادوام اور بعد از فنائے نفسی نصیب ہوتا ہے۔ علی الدوام اللھم الرزقنا + چنانچہ بقاباللہ علی الدوام بعد از فنائے نفسی ہوتا ہے بلا تکلف و بعد از فنائے قلبی باتکلف کیونکہ فنائے قلبی فنائے ناقصہ ہے جو احتمال نزول الی الناسوت میدارد + وَأْمُرْ بِالعُرْفِ۔ اجرائے احکام خداوند کرو تبلیغا" و تعلیما" توجھا" و تفکرا و نورا و القاء" حقائق ذاتی

و حقائقِ صفاتی بیان کرو اور احکام و قانون خداوند واضح کرو و تمیزِ خالق و مخلوق بیان کرو تعارفا" و توحیدا و تجریداً

وَأَعْرِضْ عَنِ الجَاهِلِينَ و برطرف شو از اہلِ حجاب یعنی از محجوبین تشریعی و از طریقی محجوبینِ حقیقی و از آں کہ از احکام خداوند ناخبر باشد۔ واز صفات و از تصرفاتِ صفات خدا ناخبر باشد۔ و از ذات اقدس خداوندی ناخبر باشد و از معرفتِ فرضی ضروری ایقانی ایمانی ناخبر باشد از آں لوگ برطرف شو یعنی از اعمالِ او و از اقوالِ او و از احوالِ او پرہیز کن چنانچہ مطلب ازا ایں اعراض نفرت ذاتی نہیں بلکہ امر بالمعروف ماموربہ ہے چنانچہ وامر بالعرف فرمان ہے بلکہ از اعمال اہلِ حجاب پرہیز کن و ترک تبلیغ نہ کن یعنی از ذاتِ جاھلین اعراض مکن بلکہ اوامر کا تبلیغ کرو جناب عالی مطلب بہت دور دراز ہے۔ یہ ملاّلوگ کا کام نہیں عرفاء کا کام ہے بندہ کچھ معمولی عرض کردیا کیونکہ آج ہم نے ایک دانت نکالا ہے درد کی وجہ سے + مضمون تو اللہ العزت کے فضل سے بہت ہے لیکن وقت تنگ ہے۔ یہ مضمون حکیم صاحب کو ضرور بتانا ھذا من فضل اللہ العزیز الحمید۔ باقی خواب کا تعبیر جو آنصاحب نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا یہ آنصاحب کے حقیقت کا دوران ہے حقیقتِ احمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں جو مقام جلالت و جمالت دونو ہے اور دوبارہ اپنا مکان میں آپ صاحب کو پانے یہ نزولِ حقیقت ہے جو دورانِ خود سے واپس ہوا یہ بہت قرب کا مقام ہے جو حقیقت محمدی سے آگے ہے یعنی مقام برزخِ کبرآء ہے جو اللہ العزت اور حقیقتِ احمدی صلی اللہ علیہ وسلم

کے درمیان ہے واللہ اعلم بحقیقت المراد و بحقیقتِ نوم والاراد۔
جناب حکیم صاحب کو سلام میجر صاحب کو سلام

مکتوب گرامی نمبر ۳۰

۳۰ بتاریخ ۱۰ دسمبر ۱۹۶۶ء
دیگر دشمنوں کے بارے صبر سے کام لینا واللہ مع الصٰبرین یہ ایک وقت
مقررہ تک توقف ہے

مشکلے نیست کہ آساں نشود مرد باید کہ ہراساں نشود+

دیگر اہل لاہور بہت شوق رکھتا ہے اور روزانہ دو تین کم بیش بیعت ہوتا
ہے ذکر فکر کا ایک بڑا چرچا ہے دعا کرو
تراوتِ ذکر سے قلب پر اثر نور پڑتا ہے پھر قلب سے سرایت کر کے
یعنی نور تو روح پر اثر پڑتا ہے روح تجلیات توحید میں غوطہ مستغرق ہو کر
بے ہوش یعنی بدن ناسوت بے ہوش ہو جاتا ہے یعنی ناسوتی حصہ از تمیز
کردن عاجز و بیکار ہو جاتا ہے۔ یہ ہے سکر توحید+ اللھم زد فزد

مکتوب گرامی نمبر ۳۱

۳۱ بتاریخ ۲۸ دسمبر ۱۹۶۶ء
عرض ہے کہ آں جناب کا عنایت نامہ وصول شدہ پر از حد خوشی ہے اور
کوائف عجیبانہ سے دل مسرور و مشکور ہیں۔ اللہ العزت سب کو اپنا

رضوان میں رکھیں اور فیوضاتِ عرفانہ و ارادت عاشقانہ و عمل مخلصانہ
مقبولانہ سے نوازیں آمین ثمہ امین و خاتمہ کثرت بکرم و حدتِ ذاتیہ
قدسیہ راضیہ مرضیہ کریں و ایں گردابِ حیاتِ عارضی را بدوام حیاتی
ابدی برائے رضائے ذات خود بسر کریں امین۔ دیگر از کوائف خبر شدم
حاجت بہ جواب ندارد آنصاحب خود انندہ ہے۔ ربِّ زدنی علماً+

مکتوب گرامی نمبر ۳۲

۳۲ بتاریخ ۵ جنوری ۱۹۶۷ء
عرض ہے کہ نوازشنامہ وصول شدہ خیریت جانبین پر شکر ہے۔ درمیان
حصہ ھذا (ق) مقام ایقانِ قلبی ہے جو ذاکر و فاکر و عابد و بندہ ہے ارد
گرد انوار جلالی و جمالی ہے سرخ انوار اسمِ ذات جلالی+ سفید انوار اسم
ذات جمالی ہے جو سبحانہٗ محجوباتِ قلب ہے+ گم ہونا وطن سے دوسرے
جہاں عالم فنافی الذکر و بقابہ انوار تجلیات ہے۔ اللّٰھمّ زِدْ فَزِدْ+ مشاہدہ ابر
چلتا ہوا لیفان قلب نورانی ہے جو از تکرارِ ذکر منتشر ہوتا ہے اور عروج
کرتا ہے کبھی یہ لیفان قلب پر نازل ہوتا ہے وہ نزول انوار صفاتی اسمائی
ہے کبھی قلب سے نکل کر عالم ملکوت تک جاتا ہے تا جبروت و لاہوت حسب
مناسبتِ قرب و بعد عملاً و عزماً+ یعنی قربِ مناسبہ و بُعدِ مناسبہ+ فوج سید
پوری رحمۃ اللہ علیہ کا مشاہدہ۔ واقعی ایک ہنگامہ عشق ہے جو لاہور میں برپا ہے۔
مرد و زن از حد بیعت شدہ اور روز بروز ترقی ہے بندہ کو از حد تھکاوٹ
ہے۔ کسی وقت فرصت نہیں۔ ایک مکان چالیس روپیہ کرایہ پر خرید ا ہے

برائے ذکر۔ ۹ بجے سے ۱۱ بجے تک عورت لوگ کا وقت ہے گیارہ بجے
سے شام تک مردوں کا وقت ہے۔ دعا فرماویں کہ یہ عمل اللہ العزت
سبب رضائے ذات اقدس خود بناویں

لمعان ۔ ایک باریک نور ملوّن بطرز چادر جالدار و ریزہ ریزہ شدہ رواں و
دواں عروجاً و نزولاً و انتشاراً واللہ اعلم الحقیقت امرہٖ

مکتوب گرامی نمبر ۴۳

۴۳ بتاریخ ۱۴ مارچ ۱۹۶۷ء

آنصاحب کا خواب اشارت و بشارت ہے۔ بندہ کے پاس آنا ذریعہ قرب کے
پاس آنا ہے۔ رُخصت ہونا تکمیل ذریعہ ہے۔ پانی آنا مقام معارف و توحید
عرفانی ہے۔ مشکل گزرنا و کسی سے مدد مانگنا۔ طلب واسطہ ہے۔ خود
کودنا۔ سیر بلا واسطہ کا بشارت ہے جو حقیقتِ عارج کا دوران ہے + اوگی
پوہنچنا مقصودِ ملکوتی کا وصول ہے دودھ کا اچانک ناسوتی بدن میں'
انوار و عرفان کا وصول ہے اور علوم لدنیہ کا اشارہ ہے۔ خود پینا ساتھی کو
دینا مخلوق خداوندی کو فائدہ ہوگا آپ سے +

دیگر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول تعبیر من تصوّف جس نے اپنے آپ کو صوفی
خیال کیا (ولم یتفقہ) اور احکام تشریعی سے ناخبر ہے اور معرفت اسمائے
معرفت صفاتی معرفت ذاتی و تقدیس ذاتی سے ناخبر ہے۔ تو وہ زندیق ہے
یعنی اہلِ حجاب ضالہ سے ہے یعنی علم توحید علم عرفاں ظاہری سے خالی ہے۔

وَمَنْ تفقہ ولم یتصوّف فقد تفقہ یعنی جس نے علوم ظاہری توحیدی
عرفانی حاصل کیا اور تعلق مع اللہ و انقطاع عن غیراللہ نہ کیا تو حجابِ اکبر
والا ہے کیونکہ ان کا مذاق خالی ہے ذوق معرفت سے اور انوار
مذاکرات سے ومن جمع بینھما فقد تحقق

جس نے علوم عرفانی علوم توحیدی علوم احکامی قرانی بھی حاصل کیا اور
علوم انواری علوم تقدیسی علوم مذاقی علوم حالی و یکتائی ایرادی و جمیعت
قلبی و قطع تعلق عن غیراللہ حاصل کیا تو وہ از اہلِ تحقیق و مومن محقق و
عارف مدقق ہے اللّٰھمَّ ارزقنا لنا ۔ جناب عالی آپ کو اور جناب
حکیم صاحب کو مبارک بادی ہے۔ حکیم صاحب کو اللہ العزت نے حالا"
سمجھایا اور آپ کو نوما" و علما" تربیت کیا۔ جناب حکیم صاحب کا ایک
رجسٹری آیا ہے بندہ نے اب تک جواب نہیں دیا۔ میجر صاحب کا خط بھی
آیا وہ عجیب مضمون ہے جو بندہ کا ایک نکتہ زمانہ مدید سے حل ہو گیا
ذالک فضل اللہ الخ

جناب عالی آپ ہر تینوں پر اللہ العزت نے رحم کیا بندہ کو دعائے
مغفرت میں یاد کریں۔ کانذ کو حکیم صاحب کے روبرو پڑھیں اور ہاتھ
اُٹھا کر دعا کریں +

مکتوب گرامی نمبر ۴۴

۴۴ بتاریخ ۱۵ اپریل ۱۹۶۷ء

عنایت نامہ وصول شدہ پر از حد شکر ہے۔ کوائف مندرجہ سے مسرور ہے

خواب کا تعبیر حقائق اجتماعیہ کا تعلق ذاکرانہ ہے جو بطور حلقہ مشاہدہ ہے۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ بلا واسطہ نزول انوار و اسرار قرانی ہے جس کے ذریعہ شفائے روحانی مثل اطاعت و عبادت و اخلاص و یکتائے ارادت و عزم و نیت خالص للمومنین اہل ایقان و ایمان کے واسطے و رحمۃ" عطائے محض جو لائق شان ذات اقدس ہے۔ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اہل حجاب و اہلِ غفلت و منکرین احکام و متکبریں کے واسطے کوئی فائدہ مزید نہیں ہے اس رحمتِ نازلہ (یعنی انوار قرانی) خصوصہ غیرِعامہ سے منکر در حق اہلِ حجاب خسران ہے جو تضیع اعمال و عمر ہے وانقضائے ایشاں عذاب و عتاب ہے العیاذ باللہ العزیز جناب سب اشارتِ اطاعت و بشارتِ مقبولیتِ اعمال ذاکرانہ فاخرانہ ہے۔

مکتوب گرامی نمبر ۳۵

۳۵ بتاریخ ۲۹ مئی ۱۹۶۷ء

حسب تحریر آں جناب ہردو واردات و کیفیات نہایت محمود ہیں۔ اول قراں کریم کی آیات۔ دوئم ذکر میں اسمائی کیفیات۔ قرآن کریم کی آیات صفاتِ ذات کا مقام ہے۔ اور ذکر ذات کا مقام ہے۔ ہردو واردات الحمدللہ از حد مبارک ہے۔

نوٹ:۔ یہ خط حضرت والا کے صاحبزادہ جناب سعید اللہ صاحب نے حضرت صاحب ﷺ کے ایما پر شاہ صاحب کو تحریر فرمایا۔ کیونکہ ان دنوں حضرت صاحب ﷺ کی طبع علیل تھی خط سے صرف ضروری اقتباسات ہی درج کیے گئے ہیں۔ باقی مضمون چونکہ ذاتی معاملات کے متعلق

ہے لہذا درج نہیں کیا گیا+

مکتوب گرامی نمبر ۳۶

۳۶ بتاریخ ۸ ستمبر ۱۹۶۷ء

آنصاحب کا عنایت نامہ صداقت و عقیدت موصول شدہ پر سرورِ باطن پیدا ہوا صدق ارادت و عقیدت پر شکر ہے اور صلۂ صداقت اللہ العزت کے پاس ہے وہ ذات پاک صادقین کو تربیت ذاتی سے پالتا ہے۔ دیگر اسم ذات اقدس کا گول گول چھ نقش جو نظر آتا ہے وہ لطائفِ ستہ کا نور ہے جو بصورت قلب مصور ہو کر برنگِ زرد نظر آیا چنانچہ منظورِ الواں رنگِ زرد ہے چنانچہ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا الخ نور کا احاطہ بدن پر غلبۂ حال ہے صورت ناسوتی پر اللہ العزت نصیب فرماویں۔ الحمدللہ کہ آنصاحب ثمراتِ ذکر و لمحاتِ فکر سے بہرہ مند ہیں۔ اسم ذات کا ذکر ذات کا قرب و وصل ہے۔ دیگر سعید اللہ غریب کو سلام میں یاد کرنا بڑا خوشی کا سبب ہوا چنانچہ اُستاد کا شفقت فیض در فیض ہے۔ دیگر خلافِ نفس مقامِ عظمتِ خداوندی ہے اللہ العزت نصیب فرماویں امین

مکتوب گرامی نمبر ۳۷

۳۷ بتاریخ ۹ دسمبر ۱۹۶۷ء

آنجناب کا نوازش نامہ وصول شدہ از کوائف ارادت مشکور و مسرور خروش ذکر غلبۂ حال ہے قالبہ لطیفہ پر جو قلب سے سرایت کر کے

اطراف کے طرف موجزن ہوا بار دیگر واپس ہو کر اپنا اصلی حقیقت جامعہ کے ساتھ تکین ہو جاتا ہے شکر بر وفور نعمت فیضانہ + خواب۔ جو کیفیات گوناگوں پیش نظر ہے وہ عجائباتِ قلب ہے جو حقیقت کے درپیش مصور ہوتا ہے اس سے اکثراوقات بے ہوشی پیدا ہوتا ہے جس کا نام سکر توحید ہے ذاتی۔ اللہ پاک اس سے زیادہ سرگرمی نصیب فرماویں۔ جناب عالی آپ کی حقیقت مقامات کے دوراں چاہتا ہے اس کے زیادہ مراقبہ کا ضرورت ہے۔ اسم ذات اقدس جل شانہٗ کے تصور میں استغراق وصول کریں تاکہ فائیدہ یک سوی اقدام کریں اور فراغت کی کوشش کریں جس کا ابتدا قوی ہوتا ہے تو اُن کا انتہا قوی ہوتا ہے۔ سستی کا مقام نہیں غنیمت کا مقام ہے ذکر از حد کریں خود بخود اللہ پاک سبیلِ ہدایت عطا فرماویں گے

لَآ	الٰہ	الا اللہ	محمد الرسول اللہ
فنائے عدم	مظہر الوہیت	کثرت دال بر اثبات	بواسطۂ رحمتِ عالم

نظم فارسی

لائیے نافی رمز نافی بر عدم
عاشق و معشوق اندر زیر و بم (۱)

درشہادت ہم فنائے مظہر است
ظاہر و باطن بقائے انور (۲) ہست+

احدیت معشوق و وحد عاشق است
عکسِ وحدت (۳) شورِ کثرت(۴) فائق است

ہُوِیَّت(۵) اندر ماہیت(۶) مخزون بود
حُسنِ لیلےٰ شائق مجنون بود++

مظہرِ معبود نامعلوم بود++
در ایراد حرفِ الٰہ مفہوم بود

(۱) اول و آخر بقا (۲) ذات اکرم (۳) صفات (۴) کثرت (۵) عالم شہادت (۶) ذات اقدس

حرف اِلاّ دال برحسنِ کمال
عاشق و معشوق غوغائے جمال

قائدِ رحمت شدہ(۱) صورت پذیر
سوئے امکانش عطائے بے نذیر

حرفِ لا دال ہست بر حالِ فنا(۲)
حرفِ اِلاّ دال برذاتِ بقا(۳)

تا ازیں جارفت افکارِ غلام
زمرۂ توحید ز از من سلام

-----☆--☆-○○-☆--☆-----

(۱) محمدیت (۲) امکان (۳) بقا

خطوط بنام جناب حکیم عبدالحمید صاحب

مکتوب گرامی نمبرا

ا بتاریخ ۱۹ جون ۱۹۶۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	نحمدہٗ	ونصلی
۷۸۶	۱۰۷	۱۰۰

آنجناب کا عنایت نامہ وصول شدہ از شفاقتِ محبتِ الٰاھیہ حمداً" بعد حمداً" و شکراً علی شکرِ اللہ العزت اعمالِ باطنی و ظاہری آنجناب منظور فرماویں الغرض از عرف شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

ارباب حاجتیم زبانِ سوال نیست
در حضرتِ کریم تمناچہ حاجت است

(حکیم صاحب!) حضور نے فرمایا ظلمتِ نفس ایک حقیقت ہے اور بندہ اس ظلمت میں مبتلا ہے

(نوٹ :۔ یہ خط حکیم صاحب کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا۔ مندرجہ بالا جملہ میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ حکیم صاحب سے مخاطب ہو کر تحریر فرماتے ہیں اور پھر حکیم صاحب کی تحریر کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں)

((غلام) یعنی حضرت صاحب)۔ نفس ایک مُلوّن مظہر الوہیت ہے جو ملون ہے بہ تلوین مشیت قدرت و ظلمت او مقامِ تعارف نورانیت صفتِ نور ہے۔ اگر ظلمت نہ ہوتا تھا تو نور کا تعارف و تلاطف کہاں ہوتا تھا۔ پس ظلمتِ نفس کمالیتِ مظہرِ نورانیت ہے۔ و مقامِ تمیز ہے۔ چنانچہ نور مشتاقِ ظلمت ہے اور ظلمت محتاج نور ہے اور احتیاج اور اشتیاق کے درمیان ایک رابطۂ قرب ہے فضلاً" و ایک سبیلۂ بُعد ہے غضباً" و ہردو منظورِ قدرت ہے حکمتاً" + اگر نور نہ ہوتا تھا تو احتیاجِ ظلمت کہاں تھا۔ اگر ظلمت نہ ہوتا تھا تو اشتیاقِ نور کہاں و عند جنونِ گرنگ ھوالازم و الملزوم ھوالخالق و المخلوق ھوالمالک والمملوک ھوالطالب و المطلوب ھوالعاشق(۱) والمعشوق(۲) ھوالعابد(۳) والمعبود(۴) ھوالسِّرّ والمسرور ھوالذکر والمذکور۔ بہرحال ظلمت کے دو طرف ہے امری و خلقی و درمیانِ امر و خلق تعلق عزمی و ارادی ہے پس اربابِ عشق از شمار و قطار بیزار ہے و مراقب بمراقبۂ یار ہے و فارغ از اغیار ہے اختیاراً" نہ اضطراراً" و ھوالعجز الامکانی للمکان کہ جلوہ گاہِ لامکان ہے پس توجہ نفس حجاب ہے در مقابلۂ توجہ ذات باری جل شانہٗ و بعید از مقاماتِ تسلیم ہے۔

کما قال عارف نظامی رحمۃ اللہ علیہ

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حسابِ کم و بیش را

(۱) نور (۲) نفس (۳) نفس (۴) نور

قولہٗ سپردم بتوالخ۔ نزد غلام (حضرت صاحب) یہ ایک قسم دعوۂ نفس ہے و بقائے حصۂ نفس ہے کہ جس کا نام تسلیم اختیار ہے و نسبتِ تسلیم بہ نفس خود دعوۂ نفسی ہے و کمال از فنائے تسلیم ہے کہ تسلیم و نہ تسلیم را فراموش کردہ بمشاہدہ عظمتِ الوہیت علماً ہو یا عملاً بہرحال تصور حضور ذات کافی جملہ احوال ہے۔ و آسان وصل ہے کہ بے خبر از فصل ہے کما قال عارف شیرازی

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی+

(تیغ) عبارت از درد و اضطرابِ عشق ہے و دوام حضور ارادی ہے خواہ معنوی ہو خواہ عملی خواہ اختیاری ہو خواہ اضطراری

گر شمارے بے شمار است ایں شمار
از شمارش اے غلاما درکنار (۱)

تو کجا بودی و رفتے تا کجا
السلام بر شاہ (۲) و میجر (۳) بادعا

رونقِ عبدیتِ ربّ المجید
در شبابِ (۴) عبدیت بادا مزید

(۱) بس کن (۲) محمود شاہ صاحب (۳) میجر محمد شریف (۴) نوجوان

روبرو بر کرسئ فیضان نشین
جلوہ حمدیتِ فیضاں بہ بین

اے حکیمِ معرفت از ما بگو
السلام برعبدِحق از بگو

ابرِ دیدار(۱) ولم باراں شدہ
آبِ بامِ چشم در جریاں شدہ

ختم کردم خط نہ تانم(۲) بعد ازیں
تانویسم راز دل با راز بین

شاہ صاحب کو خط کے پڑھنے میں شریک کریں تاکہ مسئلہ القایۂ نفس کو سنیں۔ استغفراللہ العزیز الغفار +

نوٹ :۔ مندرجہ بالا خط کے جواب میں حکیم صاحب سے کچھ توقف ہوا لہٰذا حضرت صاحب علیہ الرحمۃ نے بذریعہ محمود شاہ صاحب جو اُن دنوں حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کے وطن مبارک گئے ہوئے تھے۔ مندرجہ ذیل اشعار حکیم صاحب کی طرف تحریر کئے۔

اے نشستہ بر سرِ دارالشفآء
صد سلام از بندہ گویم بادعا+

۱) حال گریہ (۲) نتوانم

از فوارِ ذکرِ تو قطر الشفآء
بر مریضاں او فتادہ از دوآء

مسئلہ نفس آمدہ یا نامدہ++
چوں جوابش تا ہنوزش نامدہ

بارِ بردارِ اُلوھت ایں غریب
رازِ اظہار خدائے ایں غریب

یا

رازِ برداشِ امانت ایں عجیب

عرض ہے کہ رمضان (حضرت صاحب کا مرید جو راولپنڈی میں ہی مقیم ہے) نے ایک خواب دیکھا ہے عطر کا شیشی وغیرہ' انکے تعبیر شریعت کا نقصان ہے۔ بندہ نے اُن کو نوشتہ کیا ہے کہ حکیم صاحب پاس جانا تربیت وصول کرنا اگر وہ نہ آیا تو بھی آپ صاحب اُنکو بلاکر بیدار کریں کیونکہ شیطان اپنا کام روزانہ ہرلحہ کرتا رہتا ہے اور مسلمان مسلمان کی غمخواری سے بے غم ہے اس ملک میں تربیت و عقیدت کے سوا ہر کام کامل نہیں کمال تربیت اور مصاحبت میں ہے

صحبتِ صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ

بندہ کے حق میں آپ صاحب دعائے خیر و مغفرت کریں بندہ کا تعلق بغیر اہل اللہ سے اور کسی کے ساتھ نہیں الحمد اللہ علے التوفیق +

مکتوب گرامی نمبر ۲

۲ بتاریخ ۲۸ اپریل ۱۹۶۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد از طرف بندہ حقیر غلام ربانی عفی اللہ الغنی۔ بحضورِ معارف آگاہ و حقائق نگاہ حکیم صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ آنجناب کا متواتر چند خطوط بدُر نموط بہ عالمِ دل نور افزا ہوا و ارادتِ شرقی و غربی از تجلائی جمالِ غیبی و مضامینِ خلوصی سرورِ دیدار گشتہ الحمدللہِ علیٰ کُلّ حالٍ حَسَنٍ وَ نَعوذُ باللہِ مِنْ کُلّ حالٍ قبیح حال روحانی گشتہ از غلبۂ دیدار جمال ملیح و کیفِ عین نو تح شدہ الحمدللہ علی الحبّ اللہ اللّٰھم زِدْ فَزِدْ اَللّٰھُمّ نَوّرْ قلوبنا بنُورِ صفتَ الودود دعا جلاً و آجلاً" دائماً" و قائماً" یا حیُّ یا قیّوم برحمتکَ اَستغیثُ یا غیاثَ المُستغیثین اَغثنا آمین، دیگر شابِ معرفت و شابِ معانقت عارفِ محمدیت شرافت آمدہ کوائف تربیت آنصاحب بیان کردہ مشکور بجانم۔ ابتدائے عریفِ محمد شریف صاحب انتہائے شدہ از

طرف بندہ مژدہ بر حکیم صاحب و مبارک باد وا یں ہمہ نتیجۂ اخلاص حکیم صاحب ہست الغرض آنجناب کا ہمت دربارۂ میجر صاحب منظورِ قدرت شدہ کامیاب ہوا تربیت استحضار و انقطاع از اغیار لایعنی لوازم حال میجر صاحب ہست، چنانچہ در طریقت دو جز لازم ہست یعنی مرید را التزام متابعت پیر و پیر را التزامِ تربیتِ مرید کما ھوالمقصود فی ھذہِ الواقعۃ و استعدادِ میجر صاحب اسم ذات ہست بوقت قبض و پریشان طبع و تصور ذات ہست بوقت بسط و خصوصیتِ حقیقی روحانی +

زیادہ بر جناب عبدالمجید صاحب السلام علیکم

استغفراللہ الغفار الستّار

مکتوب گرامی نمبر ۳

۳ بتاریخ ۲۰ مئی ۱۹۶۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ نصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد معارف آگاہ و حقائق پناہ جناب حکیم صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ عرض ہے۔ کہ آنحضرت کا عنایت نامہ وارد ہوا مثل وارداتِ ایقانی و سرورِ مضامینش در دل بقائے گرفتہ جزوِ و صالت شدہ بندہ بے تکلف ممنونِ احسان ہے و احسانِ اہلِ احسان بعزم مومن موقن (1) ہے کما قال القرآن الباری جل شانہ کونو مع الصادقین الخ پس محبت اہل اللہ جل شانہ فرض ایقانی ہے رَبّنا لاَ تَجْعَلْ فِی قُلوبنا غِلّاً لّلّذِیْنَ الخ و ھذا توفیقٌ من رب

(1) ایقان مراد ہے۔

العالمون وَ هَبَ (ويله للمحبين المخلصون) شاہ صاحب آمدہ از دیدارش مشکور شدم و نیز از تشریف آوری آنجناب خبر شدم از حد مشکورم باوجودِ اینکہ بندہ ایں قدر قابل نیست کہ آں ہستیِٔ حمیدیہ در ایں ملک غضبیہ بیاید و تکلیف برداشت کند پس بندہ عزمِ آمدن بہ پنڈی میدارد چنانچہ زیارتِ میجر صاحب و دیگر دوستاں کہ در لاہور ہست چند اشخاص را در مسجد مولانا صاحب عبدالحق صاحب با اوشاں ملاقات خواہم کرد انشاء اللہ العزیز تا بیست ۲۰ تاریخ ارادہ آمدن ہست دیگر حاجی کھوکھر صاحب کراچی سے خط و کتابت جاری دارَد با اُوہم ملاقات در پنڈی خواہم کرد انشاء اللہ العزیز الغفار

آناں کہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

مکتوب گرامی نمبر ۴

۴ بتاریخ ۲۰ جولائی ۱۹۶۴ء

بہ حکیم صاحبِ عرفان ۷۸۶ از غلام حیراں

مقامِ عشق

درمیان چشم تر دردِ جگر
عشق میدارد مقامِ شور و شر

کیفِ عشق

شعلۂ(۱) رخسار حسن(۲) دلربا
در دلِ بیدل،(۳) چو خیزد از قضا(۴)
چشم میگرید(۵) ز دردش زار زار
درد بر درد(۶) است غم باغم قطار(۷)

عملِ عشق

حالِ خیالش، (۸) فکر و ذکرش یادِ یار
کاروبارش (۹) نا قرارش (۱۰) خوارِ خار(۱۱)

حیاتِ عشق

بانیازش (۱۲) نازبرغم میکند
با حضورش (۱۳) ساز ہر دم میکند(۱۴)

فراغِ عشق

بے خبر از کارِ اغیار ہست و بس
بے خبر از خیر و شر (۱۵)دور از ہوس(۱۶)

---

(۱) گرمی (۲) ذات جمال مطلوب (۳) ارادہ عارف یکتا (۴) فرزند موہوبی (۵) عشق (۶) مدام (۷) پے در پے (۸) دوام تصور (۹) عمل (۱۰) ذاکر جلال و جمال (۱۱) خواندہ (۱۲) عجز (۱۳) حضور (۱۴) موافقت تمام عمر (۱۵) سود و زیاں (۱۶) حظوظِ نفس

ثمرۂ عشق

از ثوابش از عذابش باک نیست
تکیہ بر غیرش (۳) چو تار تاک (۴) نیست

سیرِ عشق

رفتہ بالا (۵) از مکانش (۶) تا مراد (۷)
سروِ باغش شاخ و تن دارد آزاد

کسبِ عشق

از غلامی (۸) شیشہ سازد (۹) یارا
بنگرد در شیشہ (۱۰) روئی یار (۱۱) را

بقایا مسئلہ نفس آئندہ نوشتہ شود خلاصہ آنکہ نفس واقعی ایک صفت مظلم دارد کہ امارت و سرکشی ہست باقی صفات جملہ نیک دارد کہ لوامت و ملہمت' مطمئنت۔ کمالت۔ راضیت۔ مرضیت۔ فنائیت۔ باقائیت معرفت۔ عبدیت۔ قربت۔ عشقوت وغیرہ

(۳) مخلوق (۴) بیخ انگور (۵) عروج (۶) دنیا (۷) ذات
(۸) بدن (۹) مظہر (۱۰) امکان (۱۱) جمال ذات

مکتوب گرامی نمبر ۵

۵ اقتباسات از گرامی نامہ

الغرض مقدر نہ تھا کہ دیدار ناسوتی عملی ہو جاویں اگرچہ معنوی روحی ملاقات ہے۔ دیگر آنکہ دل پکڑ شنک میں سکون پذیر نہیں۔ آپ کے رو برو کرسی پر دائر و حاضر ہے اور کرشماتِ فیضان کا ذائق و فائق ہے۔ دیگر جناب ڈاکٹر صاحب کا ہیبت مبارک پیشِ نظر ہے۔ الغرض اگر تفصیل سے ہریک کا بیان کیا جاویں تو پریشانی کا سبب ہے بدن یہاں ہے دل وہاں ہے۔ اگر خزینہ محبتِ باطن بیان کیا جاویں تو سرورِ سوزِ دیدار میں کمی آئے گا تو پورا بیان کا کیا ضرورت۔ ھل جزاءُ الاحسان الاّ احسان + دیگر آنصاحب کا احسانات و اخلاصات بار بار احسار ہوتا ہے۔ دعائے ہے کہ اللہ العزیز ہریک اخلاص مالی و جانی کو منظور فرماویں بطور شکریہ یاد شدہ مَنْ لَمْ یَشْکُرُ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرُ اللہ +
الحمدللہ علی التوفیق استغفراللہ عن التقصیر +

مکتوب گرامی نمبر ۶

۶ بتاریخ ۱۵ اگست ۱۹۶۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم از طرف احقر الناس غلام السلام علیکم بر اعلیٰ حضرت حکیم صاحب عشق نامہ وصول شدہ از کوائف مندرجہ و

ظرائف شریفہ مشکور بہ ایقانم۔ عذراً بدستور جواب عرض ہے کہ بندہ کا علم و فہم قصیر القصور ہے اور گفتہ گو نقیص النقیص ہے۔ معاف فرماویں۔ چنانچہ بندہ کا معمول ہے کہ اگر کوئی نیا مضمون پیش آویں تو ہم ضرور کسی قدر داں دوست کو پیش کرتا ہوں کہ بندہ کا اصلاح کیا جاویں ورنہ ہم کیا ربّنا اغفرلنا ذنوبنا و اسرافنا فی امرنا اور اگر کچھ مسئلہ پیش آتا ہے تو وہ عکس ہے شمس عرفانِ سید پوری رحمت اللہ علیہ کا وہ بھی ہم سنبھال نہیں کر سکتا ہے ورنہ عنایت در عنایت ہے اور مزید مرحمت ہے الحمد اللہ الحمید +

بے حجاب است نورِ شمسِ سید پور
عکسِ نورش ایں غلامِ بے شعور

رنگ بر رنگ است رنگ سید پور
چنگ بر چنگ است چنگ سید پور

آں سطورِ عشق مکتوبِ جنوں
آں پریشاں کن خیالِ پر سکوں

جلوہ گاہش خاطرِ فاطر شدہ
از شعاعِ شمس جاں نائیر شدہ

ورنہ کے تانم بیان ایں رموز
خاص در پیشِ خواصان ہنوز

زندگی را قوت ازیاراں بود
بندہ گی را عزت از خاصاں بود

از شما بیدار گردد روح ما
آفریں بر روحِ تاں از روحِ ما

قلم زکارِ اعتذار(۱) عار میدارد
ارادہ در ہوشت خوار زار بیازد

پس جواب جملہ اقوال زبون
نظم اقبال است تلویس جنون

یعنی بہ آں مقام رسیدم الخ شرحش مقام یعنی عمل ختم شدہ و تمیز کفر و اسلام و نیکی و بدی و ثواب و عذاب شمار قطار ختم شد فنا فی الذات کہ نامش حیرت و جنون و سکر و مستی و مدہوشی و جذب الجذب ہے پیدا شد

(۱) از بیان پریشان

واز کیف وآین و چوں و چند و دوئی و دورنگی بے خبر شدم چنانچہ مناسب حال وصل سکر ہست و سرورِ سکر تربیت ربوبیت ہست چنانچہ کلوروفارم مریض از مرض واز تصرف ڈاکٹر واز ذاتِ ڈاکٹر واز مرض ناخبر ہست این خیر و مناسبت مریض ہے ورنہ از وہم و خوف واز درد اپریشن مردہ خواہد شد پس مناسب حال وصل و قرب مدہوشی و حیرت ہے و جنون عندالعوام و علوم عندالعلام اللھم ارزقنا یارزاق (واللہ اعلم کہاں سے کہاں چلا گیا) (مقام رسیدم بذریعہ اعمال صالح کہ ذرائع ختم شد)

ارشادِ عالی۔ رضائے حق کا طریقہ

وصول الی اللہ موہوبی ہے۔ اور فضلی اور ہدائی عنایتی عطائی اور کسبی بھی ہے لیکن کبھی جتنا چیز ہے یعنی جملہ احکام اسلام وہ ذرائع وصول کے اور ان ذرائع کا توفیق من اللہ پس جس کو عمل کا توفیق دیویں تو وہ فضل و عطا ہے کما ھو خلاصۂ الاسلام پس جملہ ذرائع کے لئے یعنی وصول ذرائع کے لئے ایک آلہ ہے وہ آلہ اصلاحِ نفس ہے اصلاحِ نفس کا دو طریقہ ہے ایک آسان ایک گران۔ آسان طریقہ ایک یہ ہے۔ کہ وقت میں یہ شمار کرنا کہ ہمارا فلاں عمل خراب ہے فلاں نیت خراب یعنی اپنا عیوب ثابت کرنا اور دوسرے لوگوں کا نیکی اور صفائی اور کمالات ثابت کرنا۔ دیگر گران طریقہ یہ ہے جو لوگ آپ سے ضعیف اور ذلیل ہے۔ ان کا عزت کرنا اور جوتہ راست کرنا اور احترام کرنا اور سب مخلوق سے اپنے آپ کو ذلیل و گناہ گار خیال کرنا جب نفس کو یہ تأدیب دیا جاویں

تو امارت، تکبر۔ سرکشی۔ فسق۔ فجور۔ ناز۔ عجب۔ ریآء۔ سُمعت۔ اشاعت۔ بدعت۔ معصیت سے گزر کر کے مطیع بن جائے گا۔ آگے اطاعت کے ذریعہ سے لوامت۔ ملہمت۔ مطمئنت۔ کمالت۔ رضائیت۔ مرضیت وصول ہوگا۔ مرضیت سے آگے آخری درجہ ہے۔ جو رحمتِ عالم ﷺ کو اور جملہ انبیآء علیٰ نبینا و علیھم الصلوات و سلام کو حاصل تھا۔ وہ عبدیت ہے۔ چنانچہ فادخلی فی عبادی سبحان اللہ عبدیت کا کیا بلند شان ہے خطابِ عبادی پر غور کرنے سے پتہ لگتا ہے جو عین رضائے ذات و قربِ ذات ہے۔ اللھم ارزقنا۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطاب ہے عبدہٗ و رسولہٗ۔ عبد کا خطاب رسول پر مقدم ہے آپ خود جانتا ہے ورنہ ہم کچھ کہتا تھا۔ باقی مسئلہ نفس گویا ختم ہے سارے بدن جو ہے تمام اجزائے نفس سے خالی نہیں اور تمام بدن نماز پڑتا ہے روزہ رکھتا ہے۔ تلاوت کرتا ہے۔ ہر توحید ہے۔ تو پھر کافر کیسا ہوا اور مظلم کیسے ہو سکتا ہے۔ ہاں قبل اصلاح خطرہ ہے۔ کہ کفر۔ کبر۔ فسق۔ فجور۔ معصیت۔ نفرت عن الحق وغیرہٗ جب اصلاح کیا جاویں تو خیر' خلاصۂ اسلام اِمْتِثَالِ اوامر بلاعوض و بدل و اجر ہے و این ضبط نفس ہے از حظوظِ خود+

کما قال عارف:۔

قرب حق را دو قدم راہ ست دیگر راہ نیست
آں یکے بر نفس خود نہ و آں دیگر در کوئی دوست

دربارہ سعیدہ اللہ از ارشادات و عنایات و مرحمات سے مشکورم الوقت

آلائی میں ہے۔ منگا کر کے روانہ خدمت کیا جاویگا اگر منظور قدرت ہوا اور اُن کا بخت اگر بیدار ہے تو آپ کا کرم نوازی تیار ہے اللہ العزت منظور فرماویں بندہ کی طرف یہ ہے۔

سُپُردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حسابِ کم و بیش را

(نظامی گنجوی ")

بندہ کے نزدیک جملہ شرائع و قواعد مفید اور مستفید ہے۔ ترتیب کے لحاظ سے اگر زیادہ قیود ہو تو بھی ضرور ہے۔ شاہ صاحب کو السلام علیکم آنجناب نے جو عارف اقبال ﷺ کا نظم نوشتہ مجھ کو بہت رونا آیا اور شرح آپ نے خود ختم کر دیا۔ تائید ؟ عرض ہے

قول اقبال (۱) است استقبالِ (۲) حق (۳)
معنئیے قولش بود وِیصالِ حق

جناب عالی چار یوم سے مجھ پر منزل کا مسئلہ نزول ہے اور غلبہ ہے جس چیز پر میں مشغول ہوں اور چیز یاد نہیں آتا۔ منزل انسان کا ہر حرکت خواہ نیک ہو خواہ بد ہو سب منزل الی اللہ ہے رضاء" و غضبا"۔ اگر عمل موافق سنت ہے تو رضائے حق کو پہنچتا اگر خلافِ سنت ہے تو غضب حق کو پہنچتا ہے۔

(۱) عارف وقت
(۲) منزلِ (۳) طرف/ذات

زیادہ تفصیل کا وقت نہیں آپ خود غور کریں مثال کے طور پر آپ کا دوائی مریض کو دینا اگر خدمت حق برائے رضائے حق ہو تو دوائی کے پورا منزل الی اللہ ہے باوجود قیمت لینے کے۔ اگر دنیا و جاہ کے واسطے ہو تو العیاذ منزل الی الدنیا ہے اور دنیا غضبی ہے معنیتا" نہ ضرورتا" کیونکہ اگر دنیا نہ ہوتا تھا اللہ العزت کا معرفت و ذات کا علم کہاں ہوتا تھا یہ دنیا ایک بڑا مشین و آلۂ عرفان ہے مظہرا" عِبرتا"

نوٹ :۔ مندرجہ بالا خط کے ساتھ حضرت صاحب ﷺ نے اپنے ایک دوست حاجی علی گوہر صاحب جو گکڑشنگ کے ہی رہنے والے ہیں۔ اور جو اس مذکورہ خط کے تحریر کرنے سے دو ہفتہ پہلے راولپنڈی میں حکیم صاحب کو ملنے آئے تھے کے بارے ایک خط حکیم صاحب کی طرف بھیجا۔ دورانِ ملاقات حکیم صاحب نے حاجی علی گوہر صاحب سے دریافت فرمایا تھا۔ کہ آپ نے حضرت صاحب ﷺ کی صحبت میں کیا چیز وصول کی ہے۔ حاجی صاحب نے جواب دینے کے بجائے خاموشی اختیار کی۔ اور واپس گکڑشنگ جا کر حضرت صاحب سے حکیم صاحب کے سوال کے بارے عرض کی۔ اس کے جواب میں حضرت صاحب نے حاجی علی گوہر صاحب کی طرف سے حکیم صاحب کو خط بھیجا جو حسب ذیل ہے۔

بحضور جناب حکیم صاحب السلام علیکم از طرف علی گوہر۔ بعد از سلام عرض ہے۔ کہ آنصاحب خفا نہ ہو آنے کے وقت ملاقات نہوا۔ چنانچہ بندہ پر کچھ پریشانی تھا اور جوابا عرض ہے آنجناب نے پوچھا کہ تم نے کیا

چیز وصول کیا۔ بندہ نے شرم سے کچھ نہ کہا۔ کیونکہ بندہ پر آپ کا تاثرات غالب تھا اُن انوار کو جذب کرتا تھا اسی لئے جواب نہ دیا اسوقت + عرض ہے کہ بندہ نے درد و طلب وصول کیا کیونکہ ہمارا ہمراہ استاذ جی کا نام غلام ہے تو ہم غلامی کا دردمند اور طالب ہے کیونکہ غلامی رضائے مولا کا ذریعہ ہے اور درد اور طلب غلامی کا ذریعہ ہے۔ آپ کی دعا کی حاجت ہے۔

متفرق ارشادات

(۱) علوم کا نکتہ فقط دو نکتہ ہے۔ معدوم کو چھوڑنا اور ذات کو پکڑنا۔

(۲) توحید کے معنی ہے ماورآء کو اللہ کی صفات کے مقابلہ میں نہ ماننا۔ یہ عملی توحید ہے اور علمی توحید یہ ہے۔ کہ عمل موافق توحید نہیں کرتا ہے۔ اور بیان کرتا ہے اور ایقان میں توحید کا ذائقہ وصول نہیں کرتا ہے۔ جس کا دار و مدار حال ہے۔

(۳) آیت کریمہ پارہ ۱۱

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ ...... بِهٖ فِىْ نَارِ جَهَنَّمَ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِىْ بَنَوْا رِيْبَةً فِىْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّاۤ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ۔ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

الا ان تقطّع قلوبھم کا یہ مطلب نہیں کہ بعد فنا و موت کے راحت ہو جاویگی بلکہ دوام حسرت ہے اور یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ حقیقتہ" دوام

حسرت کو مفید ہو کیونکہ موت سے محلِ ادراک یعنی قلبِ حقیقی کو موت نہیں آتی پس تقطّع کبھی محقق ہی نہ ہوگا اسلیئے حسرت بھی کبھی منقطع نہ ہوگی۔

(۴) امکان کا تعریف نہ واجب الوجود اور نہ ممتنع الوجود۔ عبد کا معنے در پیشِ مالک سر نہادن +

(۵) توجہ کا مفہوم آجکل اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ طالب کے ذمہ کام نہ ہو اور مقصد بھی حاصل رہے جو کہ حقیقت پر نہیں ہے۔ ارادہ اور عمل (صالح) طالب کے ذمہ ہے اور ساتھ ساتھ دعا رب العزت کے دربار میں۔ باقی قلب کا میلان ہونے پر انشاء اللہ کام ہوتا رہتا ہے۔

(۶) عبدیت کے معنی نیت کا اختیاری فنا ہے

(۷) مثلی قرب سے مراد امکانی قرب ہے جو کہ دنیا میں رہتے ہوئے امکان و حدود کی وجہ سے بعد رکھتا ہے۔ قرب امکانی سے مراد بندہ اپنا تعلق ذکر سے پیدا کر کے قرب خداوندی حاصل کرتا ہے۔

(۸) بیعت ایک نوری نطفہ کا حمل ہے جو حقیقت انسانی کے ارادہ انکو قبول کرتا ہے، جس کا نام فیض ہے۔ وہ القائی چیز ہے اعتقاد سے پیدا ہوتا ہے اور تعلق جانبین کا محتاج ہے اگر تعلق میں کچھ فرق ہوتا تو کامیابی مشکل ہے۔

(۹) "کونِ[1] انسانیتِ انسان" صفات باری تعالے پر ہے۔ اس فطری

(۱) کون معنی تخلیق

اضطراری ثنا میں تعارف میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کیونکہ وجود امکان دال ہے لامکان پر اور دال اور مدلول کے درمیان تعلق تعظیم الوہیت بلا تکلف ہے صرف تغیّر و تبدّل در تعلق اختیاری ارادی عزمی ہے کہ انسان مکلّف ہے اختیار ثنا پر کمالا یخفی

(۱۰) ذات اقدس کا تصور "قلب ارادی" میں کرو۔ چنانچہ فقیری نگاہ بانی کا نام ہے۔ مراقب ذات اقدس در ارادہ انفس رہو۔

(۱۱) ارواح مغضوبہ کا تدافع ارواح مرحومہ سے ہوتا ہے اور روئی تکوین اسبابی ہے

علم آں باشد کہ ایقان زایدت
نور ایمان از نگاہت زایدت

در حضورِ حق مقام دل گزیں
اندر آں منزل جمالِ حق بہ بیں

بے حضوری ہر عبادت کاسد است
بے نگاہے ہر ریاضت فاسد است

بر شباب بندہ گاں عبدِ مجید
ہم بہ میجر گو سلام از ایں عبید

از علوم انکشاف میجرت
مژدہ بادا مبارک ایں نکت(۱)

یہ علوم انکشافیہ میجر صاحب آپ کو مبارک کیونکہ آپ کا تمنا تھا۔ اللہ العزت نے پورا کر دیا اسم ذات کی برکت سے۔ فتبارک اسم ربک ذوالجلال والاکرام+

(۱۲) ذاتِ خداوندی اپنا تصرفِ حکمی امری پر مختار ہے۔ واللہ غالبٌ علی آمرہٖ

مکتوب گرامی نمبر ۷

۷ بتاریخ ۲۵ اگست ۱۹۶۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بحضور جناب عرفانِ ربانی حکیم صاحب السلام علیکم۔ آنجناب کا دو خط تواتر سے آیا دیکھ کر کے مشکور بہ ایقانم و ممنون بہ احسانم۔ اللہ العزت اعمالِ اقوالی و اعمالِ احوالی و اعمالِ آثاری اعضائی افعالی آنصاحب را مقبول و مقروب فرماویں و از آفات درونی و بیرونی محفوظ فرماویں بندہ ہیچ ناہیچ ہے۔ صرف آنصاحب کا مہربانی جو روزانہ از طرف قضاو قدر صادر ہوتا ہے و ذاتِ آنصاحب اس قضاو قدر کا تنزل ہے جو عکس توحید مصوّر شدہ ہیت حکیمانہ مہربانہ ہے و دال بر ماہیت یکتائی ہے و رمزِ منزلین من اللہ

(۱) نکتہ

کثرتاً والی اللہ عبدتاً ہے قائم و ثابت بوجودِ واجب ہے توحیداً و تفریداً کما ھوالمقصود والحیات الابدیہ) جناب نے فرمایا حیاتِ جاوید) اس کا معنی یعنی حیاتِ جاوید کا معنے تصوّر و حضورِ باری جل شانہ، ہے ناسوتاً علی الدوام و ملکوتاً علی القیام، بمقام مشاہدہ کسبیاً" و در عقبیٰ شہودِ ذات ہے موہوباً غیر کسبیاً" و مرگ ایک عارض انقلابی وعوتی ہے پس یہاں پر اللہ اللہ اور عقبیٰ پر اللہ اللہ ہے پس حیات جاوید ذاکر فاکر کا ہے+ ورنہ حیات، حیاتِ حیوانی فانی دنیوی ہے جس کا حکم خسر الدنیا والآخرہ نعوذ باللہ منھا+

معنے یاراں

چیست یاراں اعنی اہلِ اولیاء
درد منداں و طلبگارِ خدا

کاروبارش بہرِ حق یاری بود
بندہ گی ذات دلداری بود

منزل حق در غلامی ختم شد
سرفرازی در غلامی ختم شد

یہ آلۂ قرب ہے+

مکتوب گرامی نمبر ۸

بتاریخ ۴ ستمبر ۱۹۶۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(اعتذار از جواب)

الحمد للہ الذی اھدالنا
والصلوٰۃ یعنی بر خیرالورآء

لاجواب است و جوابِ آں کتاب
آنکہ رنگین است برنگ چوں اناب

حرف حرفاً جملہ جملہ ہر کلام
چند روزش بار بارش خواندہ نام

آفریں بر فکرِ کامل آفریں
ربِّ زِدْنِی علم بر علمِ بریں++

لنگ شد خیلِ خیالم از دوید
تنگ میدانِ جوابش نا پدید+

خواندہ چوں احباب فن مضمون را
برگریباں ریختندش خون را

چند پر سیدش کدام است ایں جواں
ایں سرِّ عرفانِ حق مردِ زماں

من تعارف کردہ رمزِ حال را
بابیان سادہ طرزِ قال را

جملہ گفتہ از جوابش چوں بود
لاجواب گفتم جوابش ایں بود

قطرہ از جام سید پورے " سے چکید
بردلِ نادارِ خشکم چوں رسید

تازہ ترگشتہ خیالِ فکرِ من
بار برسر باثمر شد فکرِ من

شاخ بر شاخ است دانہ دانہ بر
برگ با برگ ہست گل چوں سیم و زر

پیکرِ مضمون جمالش آفتاب
سر برآوردہ ز روزن بے نقاب

چوں آغازم کرد تحریرِ جواب
ناگہاں شد یاد لفظِ لاجواب

باز آیم لاجواب است ایں کتاب
لاجواب زیبِ غلامی از جواب

حمد حق رمزی سوی ذاتِ حمید
از حمیدش از مجیدش دو عبید

باسعادت باد احوالِ سعید[۱]
از شہا منظور ارشادِ مزید

(۱) سعید اللہ صاحب

مکتوب گرامی نمبر ۹

۹ بتاریخ ۱۸ اپریل ۱۹۶۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مقامِ حضور

(الحدیث شریف۔ راقب اللہ تجدہٗ تجاھک)

امابعد

از تعلق پختہ گردد دلبرے
از تعلق ہار گردد گوہرے

از تعلق خوں گردد آب چوں
از تعلق آب گردد خوں چوں

از تعلق آب گردد چوں بشر
ازِ تعلق بزرگردد چوں شجر

از تعلق در زمین شاخِ چنار
چند روزے باز گردد چوں چنار

از تعلق بیدلرزاں از ھوا
در زمین اش پائے او دارد قوا

از تعلق لا مکاں اندر مکان
از تعلق ایں مکاں در لا مکاں

از تعلق روح باشد چوں بدن
از تعلق مشتِ خاک آید بدن

از تعلق برق گردد تارِ مس (۱)
از تعلق نار گردد کارِ(۲) حس (۳)

از تعلق دوستے پیدا شود
ہمچوں گل در شاخ باغوغا شود

از تعلق روغن آتش ناک شد
از تعلق گلبن آبش ناک شد

(۱) تانبہ (۲) عمل (۳) عقل

از تعلق وعدۂ پارینہ را
یاد آید ایں دلِ خارینہ را

از تعلق وعدۂ قَالُوْا بلیٰ
تازہ گردد ایں دلِ غانودہ را

از تعلق خاک اکسیرے بود
سیبِ کوہے سیبِ کشمیرے بود

از تعلق میدود آہن چوں باد
باہزاراں بوج(۴) مے پرد چو باد

از تعلق مرغ چوں، انسان پرد
دریک زماں صد منزل و مرحل بود

ریڈیو گوئندہ باشد بے زبان
از تعلق ساز و سوزش دربیاں

(۴) کوہستان

از تعلق دور و نزدیکش نماند
در کلامِ تار تکلیفش نہ ماند

از تعلق معرفت پیدا شود
ناشا چوں آشنا ہمتا شود

از تعلق ناز پیدا مے شود
از تعلق راز غوغا مے شود

از تعلق سینہ گردد گلشنے
از تعلق گُل بروید گلخنے

از تعلق طبع خنداں می شود
از تعلق طبع گریاں مے شود

از تعلق عظمت معبودِ من
از تعلق رویتِ مقصودِ من

از تعلق حال شد حکم ترک
یا از او پیدا شود حکم ترک

از تعلق راقبِ موجود شو
اندر امکاں زائرِ موجود شو

از تعلق راقبِ موجود باش
از تعلق طالبِ مقصود باش

از تعلق بندہ شو معبود را
از تعلق سجدہ شو مسجود را

از تعلق روئے موجود' اندروں
از تعلق کوئی مقصود' اندروں

از تعلق ذات معبود حاضرہ
از تعلق ذات معبود باصرہ

از تعلق غیرِ حق گردد فنا
از تعلق ذاتِ حق گردد بقا

از تعلق فکر یکتائی شود
از تعلق ذکر یکتائی شود

از تعلق بندہ گی گردد قبول
از تعلق زندہ گی گردد قبول

از تعلق نیک عمل دہ۱۰ چند شد
از تعلق یک ہمت(۵) دہ۱۰ چند شد

از تعلق خاک بر افلاک شد
بے تگ و پو ایں سفر چالاک شد

از تعلق زندہ گی شد مردگی(۶)
از تعلق مردہ گی شد زندہ گی(۷)

از تعلق بے شمار است ایں حیات
از تعلق بے قطار است ایں ممات

(۵) نیت (۶) مومن کی حیات (۷) بے اختیاری

از تعلق محوہ شد بارِ عمل
از تعلق یارشد کارِ عمل

از تعلق پختہ شد نورِ یقین
از تعلق جنت شد زورِ یقین

از تعلق باز گردد چشمِ دل
از غیوب آید خبر(۸) در چشمِ دل

از تعلق عشق غوغا می شود
از تعلق وصل پیدا می شود

کارِ ایماں از تعلق در کمال
یارِ ایماں (۹) از تعلق در جمال

از تعلق نار ایقان در جلال
از تعلق یار (۱۰) ایقاں بے زوال

(۸) نظر (۹) مراد عمل (۱۰) ایمان

از تعلق الصلوٰۃ والسلام
از تعلق بر در خیرالانام ﷺ

از تعلق طائفِ بیت الحرام
از تعلق زائرِ خیر النظام ﷺ

از تعلق فیض احمد ﷺ در برش
از تعلق نور محمد ﷺ بر سرش

از تعلق تاک (۱۱) می گردد شراب
سُکر او پیدا کند در چشمِ خواب

از تعلق نطفہ می گردد بشر
از تعلق شد پسر مثلِ پدر

از تعلق شاخ باشد در ثمر
از تعلق ہم ثمر شد شاخ در

(۱۱) انگور

از تعلق آسماں گردد زمین (۱۲)
از تعلق لغو گردد ہر کمین (۱۳)

از تعلق فرش گردد عرش وش (۱۴)
از تعلق عرش گیرد رنگِ فرش (۱۵)

از من اللہ یا الی اللہ ہر عمل
از نزول است یا عروج است ہر عمل

از تعلق ہر نگاہ تکوین (۱۶) شود
از آثارِ کون ہر تلوین شود

از تعلق باد و باراں رزق شد
قوت عبدیت اندر رزق شد

عبدیت راصورتِ ناسوت بس
معرفت را سیرتِ (۱۷) ناسوت بس

(۱۲) نزول و انکشاف (۱۳) حجاب و پردہ

(۱۴) نزول من اللہ (۱۵) عروج الی اللہ (۱۶) فعل باری جل شانہٗ در مظاہر (۱۷) ملکوت

از تعلق حسن خوباں عشق شد
عشقِ عاشق حسن راچوں فتق (۱۸) شد

از تعلق آں دوا گردد شفاء
از شفا پیدا شود نورِ قوا

از تعلق محوہ صندل در شراب
از تعلق شربتِ صندل ز آب

آں بنفشہ از تعلق شد خمیر
از تناول روح از او گردد منیر

از تعلق نار شد شربت انار
از انار و آب میگردد تیار

از تعلق صالحِ کارِ جیگر
شربت انار آمدہ خونِ جیگر

(۱۸) ظہور و کشادگی

از تعلق دل پریشاں جمع شد
از تعلق چشم گریاں دمع(۱۹) شد

دل دلبر از تعلق شد حضور
از تعلق وجد شد حالِ سرور

شمسِ مشرق از تعلق غرب شد
از شعاعش نوریاب ایں غرب شد

از تعلق شورِ بلبل (۲۰) در بہار (۲۱)
در کنارِ گل (۲۲) چرا رویدہ خار

از تعلق خار(۲۳) ہمراہ گل است
از تعلق عطر ہمراہ گل است

از تعلق گُل ز گِل پیدا شود
از تعلق مُل (۲۴) زگُل پیدا شود

(۱۹) آنسو (۲۰) عارف (۲۱) وفور فیض (۲۲) فیض (۲۳) قبض حجاب (۲۴) شراب

از تعلق گامِ دل بر لا مکان
از تعلق کامِ دل از لا مکان

از تعلق وردِ دل شد روئے یار
از تعلق وردِ دل شد روئے یار

تارِ زلف است از تعلق فکر یار
یار جفت است از تعلق ذکر یار

از تعلق سیر و منزل(۲۵) ختم شد
از تعلق غیرِ منزل(۲۶) ختم شد

از تعلق یار جُز اغیار شد
با تمیز ہر کار ہر گفتار شد

از تعلق شد تنابِ (۲۷) دل بہ یار(۲۸)
بے خبر از بارِ(۲۹) اغیار (۳۰) است کار (۳۱)

(۲۵) ذات (۲۶) دنیا (۲۷) ارادہ (۲۸) ذات (۲۹) دخل (۳۰) غیراللہ (۳۱) عمل

از تعلق شد غلام شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ
چاکر و نوکر خدیمِ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ

اول آخر از تعلق زندہ شد
دین و دنیا از تعلق زندہ شد

از تعلق نوکر آخر میجر است
از شراب اسم ذاتی مے خور است

پس بہ میجر می رساں ایں نامہ را
اے حکیمِ معرفت نیک نامہ را

باسعیدم گو دعائے نیک را
با مجیدم گو ندائے نیک را

السلام بر شاہ محمودم تمام
السلام بر فیض رحمٰن السلام

○○○

مکتوب گرامی نمبر۔۱۰

۱۰ بتاریخ ۴ مئی ۱۹۶۵ء

الغرض چند ایام سے خط نہ آیا طبیعت پریشان تھا الحمدللہ الحمید کہ آنجناب مرحمت فرماکر کے خط عنایت فرمایا چنانچہ بندہ نے سعیداللہ سے دریافت کیا کہ جناب حکیم صاحب کو مسئلہ تعلق کا خط پوہنچا ہے یا نہیں۔ جناب عالی آج کل ثواب کا اور شیخ و زہد کا طالبان و شائقان بہت ہے لیکن ذات اقدس کا طالب و عارف کم ہے بلکہ عدم ہے۔ اسواسطے بندہ آنصاحب کو بار بار تکلیف دیتا ہے۔ کیونکہ بندہ پر اگر ایک مسئلہ طلب مطلب مل جاذیں تو آنصاحب کو پیش کرتا ہوں اگرچہ آنصاحب اس مسائل سے واقف و عارف ہے۔ لیکن اس فن کا قدر دان کہاں ہے الحمدللہ الحمید کہ میجر صاحب واقف راز ہے اور صوبہ دار نور محمد صاحب سخن دان فن ہذا کا ہے۔ چنانچہ عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتا ہے۔

سینہ خواہم شرح شرح از فراق
تا بگویم شرح دردِ اشتیاق

مکتوب گرامی نمبر۱۱

۱۱ بتاریخ ۱۵ اگست ۱۹۶۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ و کفی والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ امابعد از طرف بندہ غلام ربانی السلام بر جناب حکیم صاحب و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ الغرض آن صاحب کا رقعہ میمونہ مژدیانہ وصول شدہ از کوائف خیریت خبر شدم

چنانچہ از تہہ دل مشکورم کہ اللہ العزت نے مکرمی عبدالمجید صاحب کو شرف صحت عطا فرمایا یہ محض عنایت ربانی و رحمتِ رحمانی ہے بندہ کہ ادراک سے انوار و اسرارِ صحتِ شافی مستور ہے جس کا نام صحت و راحت و آرام و خوشی ہے صرف اس قوت کاملہ کے آثار کا احساس ہے اور کیفِ قوتِ شافی از ادراک بیروں و بیچون صفت ہے۔

تصرف قوتِ ضارّہ از عیانِ بیان پاک ہے۔ صرف اس فعلِ ضارّہ کا اثر زیرِ احساس ہے۔ جس کا نام تکلیف و بیماری ہے۔ اللہ العزت از روئے تربیت و بیداری و ہوشیاری مایانِ جناب عبدالمجید صاحب کو زیرِ تجلّی ضارّ کے تربیت دیدیا اور ہم کو اپنے علوم اور فنون سے خالی کر کے متوجہ الی الذات اقدس کر دیا۔ یہ دعوت الی اللہ تھا بذریعہ مرض عبدالمجید صاحب ورنہ ہم یہ دولت شفا سے غافل و ناشاکر تھے۔ وہ نعمت خور دانت جو گوناگوں نعمت کو میدہ کر کے فرو بہ شکم بردہ از احترام آں نعمت دندانہ ناخبر تھا۔ چنانچہ مسئلہ دنداں دراز است۔ مختصر ایں است ایک مظہرے آلۂ تربیتِ رب الکریم است و خزائن لذائذ ہضمیہ حلویہ ذاقیہ ذائقیہ تعلق بہ دنداں میدارد و ایں ہضم ابتدائے بذریعہ دنداں حاصل شو باقی درجات ہضم تعلق بہ معدہ آوردہ و جگر حرارت و ارکانی بخارات تصفیہ می دارد تا بہ خون چوں خون گردد بعد از ہضم خون قوت حیوانیہ تمیزیہ عقلیہ۔ علمیہ فہمیہ ادراکیہ احساسیہ لامسہ شائمہ ذائقہ شامیہ باصرہ سامعہ وغیرہ از ہضم دم پیدا شو یعنی ایں دم در ہریک مقام علیحدہ صورت پذیرد و بعد از جملہ ہضوم قابلِ قبولِ روحانیت گردد کمالا یخفی عند العارفین الارکان +

مکتوب گرامی نمبر ۱۲

۱۲ بتاریخ ۱۶ ستمبر ۱۹۶۵ء

۸۶ے

مقامِ توکّل

مالکِ ہر کار ہر گفتار ہے
ذات باری یارِ ہر بے یار ہے

درمیان نار او نگاہ دار ہے
آن خلیل علیہ السلام ذوالیقین را یار ہے

زیرِ حفظِ حافظ آمد ہر مکیں
ساکن علوی ہو یا اندر زمین

بے غم آمد صاحب ایقان(۱) زموت
بے دم (۲) آمد کاملِ ایماں ز موت

معنۂ موت (۱) انقلابِ (۲) حال (۳) ہے
غلبۂ روحی بہ صوری حال ہے

(۱) متوکل عارف (۲) رضا بر قضا

(۱) مرگ (۲) بدل کرنا (۳) غلبہ ملکوت یعنی مغلوب شدن ناسوت + موت معنۂ مرگ غلبۂ ملکوت بر ناسوت یعنی حال روحانی را غالب کردن بر حال ناسوتی صوری کہ جسم عنصری است ایں انقلاب را بر موت نامید کہ عکس صفت میت است

ایں حیات[6] مظہر برائے ظاہرے[7]
بہر باطن[8] شد حیاتِ[9] آخرے[10]

خواہ آخر خواہ دنیا باخدا
دائما باشیم باقدرت بقا

پس چہ اندیشم از موت و حیات
چوں حیاتِ ما، نمی دارد ثبات

چند روزے سوزِ دل را زندہ ام
چند روزے دردِ دل را مردہ ام

بعد زاں عہ روزے شود دائم حیات[11]
از حیاتِ غضبیاں[12] خواہم نجات

عہ بعد از دنیا و برزخ کہ عبارت از قبر باشد چنانچہ پردہ درمیان آخرت و دنیا، عمر جدائی درمیان روح و جسم ہست و بعد از محو شدن پردہ حجابیہ

(۶) دنیوی (۷) وصف ظاہر (۸) مظہر اسم باطن (۹) زندگی (۱۰) عقبا (۱۱) مرحومہ کہ حیات بندہ مومن باشد (۱۲) از حیات مغضوبہ کہ حیات کافر باشد۔

برزخیہ حیاتِ ابدی باشد۔
نکتہ عجیب در معیت خداوندی کہ اکثر اہلِ علم ظاہر در شک است کہ خدا اگر ذاتاً باباشد حلول آید و آں کفر و اگر نباشد از نصوص معیت انکار باشد (نحن اقرب الیہ من حبل الورید)

تمیز در جنونِ غلام

ذاتِ حق از ذاتِ من باشد جدا
از تصرف قدرتش دارد بما

ذاتِ آفتاب است دور از ذاتِ من
تابِ آفتاب است جفتِ ذاتِ من

از تصرف ایں نظر در منظر ہست
نے کہ در ذاتِ نظر ایں منظر ہست

دور تر پاک ایں نظر از منظر است
ذاتِ ہریک دیگرے از دیگر است

اسباب موت پیکِ(۱) دعوتم
خواہ بم باری(۲) بود یا علتم

الغرض بندیم در اوصافِ حق(۳)
از تضادش (۴) شور در اوصافِ حق

تصرف مثالاً

چوں بنفشہ در کفِ علمِ حکیم
خواہ خمیرہ خواہ شربت از نعیم

یا

(خواہ خمیر کردہ یا شربت قویم)

---

(۱) قاصد (۲) امراض ارکانی عنصری از تغیر آفات فساد و ہلاک + (۳) اسمآء و قدرت صفاتی، ذاتِ افعاتی ارادی فعلی مجبور باشم (۴) از تقاضائے مختلفہ اسمآء باری جل شانہ مظہر تماشائے قدرت قادرہ ذات برائے ذات و ھو علی کل شئی قدیر ○ صلح و جنگ۔ موت۔ حیات۔ علت رحمت۔ غفلت ہدایت۔ فنا و بقا۔ قبض بسط۔ نیکی بدی۔ خوشی خفگی الغرض نظامِ امکانی نمائش انقلابِ قدرت است۔
ہذا جنونِ غلامی

مکتوب گرامی نمبر ۱۳

۱۳ بتاریخ ستمبر ۱۹۶۵ء

مقامِ دل فاکر (بطور تحفہ)

دل درونِ سینہ گر گویم کہ دل ہے دل نہیں
دل فرازِ عرش میدارد مقامِ دلبری

ایں صنوبر صورتے یک مظہر آثارِ دل است
اصل دل در لا مکاں دارد مقامِ سَروَرِیْ(۱)

فقر شدنام نظر(۲) نامِ خبر(۳) از روئے پاک
دیدۂ بیدارِ دل حاضر بہ بامِ مہتری

دین و ایمان است دیدارِ دوامِ روئے ذات
قاعدا یا جانباً یا در قیامِ پروری

---

(۱) حضور ذات اقدس (۲) حضور (۳) شریعت

بندہ گی ہے فکر کردن در جلال و در جمال
عبدیت ہے دعوتِ اسریٰ نوازِ خُسرَوی

سر بطرز عبدیت تسلیم کرنا بے بدل
نورِ اخلاص استروشن در غلامِ کہتری

مکتوب گرامی نمبر ۱۴

۱۴ بتاریخ ۲۹ دسمبر ۱۹۶۵ء

اسمِ احمدؐ رمز اوصافِ کمال(۴)
جسمِ احمدؐ جسمِ(۵) اوصافِ جمال (۶)

مجمع جملہ صفاتِ کبریاء
ذاتِ اطہرؐ یعنی ذاتِ مصطفیٰؐ ﷺ

از نزولات است ذاتِ مجتبیٰ
از عنایات است ذاتِ مہدیٔؐ ﷺ

(۴) صفات کمالی ذاتی (۵) صورتاً (۶) صفات مصور شدہ

گردِ پائے(۱) مہدیٔ دینِ من است
نقشِ پائے مصطفیٰؐ ﷺ خونِ(۲) من است

گر رسم تا مصطفیٰؐ یا ہم خدا
ناز و نعت(۳) زیرِ پائے مصطفیٰؐ ﷺ

من کہ شرمندہ غلامِ مصطفیٰؐ ﷺ
عفوہ کن یارب غلامِ مصطفیٰؐ ﷺ

دولتِ غفراں(۴) را وارث(۵) منم
شفقتِ(۶) رحمٰن را وارث منم

پس(۷) اداکن حقِ ایں(۸) نادار را
زیرِ غفراں تربیت(۹) بدکار را

تابہ مشیت(۱۰) کاروبارِ(۱۱) کارہا(۱۲)
ہر چہ خواہی میتوانے یا خدا

(۱) اطاعت (۲) حیات (۳) آرامگاہ (۴) مغفرت (۵) مستحق (۶) مہربانی (۷) اے اللہ (۸) حق مغفرت (۹) پرورش (۱۰) موقوف (۱۱) دارومدار (۱۲) تکوین باری

قدرتِ(۱) غفراں وسیلۂ من است
تکیہ بر غفراں سبحانہٗ من است

مُہر کردم نامۂ توحیدِ تو
بر محمد ﷺ تام شد تمجیدِ تو

نفی(۲) اثبات(۳) است بودِ احمدی(۴) ﷺ
نقشِ اعمال است نقش(۵) احمدی ﷺ

راہِ عشقِ تو است راہِ احمدی ﷺ
زادِ عشقِ تو است زادِ احمدی ﷺ

آمدہ کاغذ منم مشکور ازاں
اے آگاہِ رازِ عرفان و بیان

○○○

(۱) طاقت مغفرت (۲) غیر (۳) توحید ذاتی (۴) وجود مبارک (۵) عمل

مکتوب گرامی نمبر ۱۵

۱۵ بتاریخ ۱۱ اپریل ۱۹۶۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد السلام علیکم بر جناب حکیم صاحب و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ فی الدارین۔ الغرض آں مہربان کا عنایت نامہ صادر شدہ پر حمداً کثیراً و شکراً و سبحانہا" اور مزید شکریہ یہ ہے کہ آنصاحب سعید اللہ سے رضا ہے کیونکہ اگر دولت رضائے حق و استاذ ہاتھ نہ آیا تو تضیع اوقات و خسارہ مقصود ہے العیاذ باللہ العزیز یہ ایک تربیت خداوندی بالواسطہ ہے جو آنصاحب کو کفیل سعید اللہ بنایا۔ الحمداللہ الحمید+

عبرت ہے کہ آنصاحب کے محبت کا کشش نے میجر لختِ جگر کو کہاں سے کہاں تک کھینچ لایا اور معارف لُدنوی سے عارف بنایا کیونکہ معرفت جملہ اعمال کا غایت و نہایت ہے پھر معرفت بذات خود عمدہ ذریعہ تقرب خداوندی ہے جل شانہٗ اور یہ ہے "دولتِ تعلق ذات"(۱) جو معارفِ موہوبہ سے پیدا ہوتا ہے اگرچہ ذکر اذکار، اعمال تشریعیہ، علوم فنون، معارفِ کائنہ کونیہ، صفات و اسماء، مکاشفات، واردات بمقابلہ ذات اقدس کچھ نہیں اور مقصود نہیں بلکہ عندالخواص غیراللہ ہے لیکن برائے مبتدئین و متوسطین کمال یہی اعمال تشریعیہ ہے کیونکہ

(۱) الحمدللہ رب العالمین۔ عبدالحمید

برائے اہلِ ہر درجہ کے شاہ راہ ہے و تکمیل ایمان و ایقان از ایں اعمالِ میشود لیکن اس "اعمالِ خاصہ" سے اللہ العزت کے ذات کو رضا کرنا اور تقرب ذاتی و تعلق ذاتی و تصور و معائنہ ذاتی جو عبادت غایہ ہے وصول کرنا ہے چنانچہ عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ میگوید

عاشقاں چوں غرقِ ذات اند اے پسر
کے تواند (۱) در صفاتِ او نظر+

چنانچہ مقصود اہلِ عشق استغراقِ ذاتِ معشوق است پس از خط و خالِ معشوق بے پرواہ ہست اگرچہ خط و خال ذریعہ تقرب و محبت ذاتِ معشوق است لیکن عند الفنا و عند البقا ذاتِ معشوق در حضور (۲) باشد و از اوصافِ معشوق و از ذرائعہ قربِ معشوق بے خبر باشد

تو و طوبا (۳) و ما قامتِ یار (۴)

فکر ہر کس بقدرِ ہمتِ اوست
عمل۔ موافق مرتبۂ او باشد یعنی مبتدی را ذکر۔ متوسط را فکر صفات منتہی را حضور ذات۔

الغرض آنجناب نے جو شعر تحریر فرمایا وہ سب باتوں کا جواب باصواب ہے

من از آں (۵) روز کہ در بندِ (۶) تو ام آزادم (۷)
بادشا ہے ام (۸) کہ در دستِ (۹) تو اسیر افتادم (۱۰)

(۱) کند (۲) حدیث شریف (۳) تعلق بالاعمال (۴) تعلق بذات جل شانہ (۵) مقام ولایت (۶) تصور کنندۂ ذات (۷) از ماورآء و غیر اللہ فارغ از غرورِ اعمال (۸) ایک قسم بادشاہ ہوں (۹) قبضہ قدرت تو و انجذاب محبت و معائنتِ ذات (۱۰) غرق و ناظر

الغرض میجر جس کا معنے ہے مے کش یعنی شراب کش۔ فیض وصول کرنے والا فرمایا کہ ہم پریشان ہے جناب پریشانی کا اصلاح تین قسم پر منحصر ہے کیونکہ پریشاں لوگ تین قسم ہے مبتدی، متوسط، منتہی۔ مبتدی پریشانی کے وقت متوجہ الی الورد ہوگا۔ متوسط متوجہ الی الذکر ہوگا۔ منتہی متوجہ الی الذات اقدس ہوگا۔ اس وقت تفصیل را پورا نتوانم اگر منظور ہوا تو بارِ دیگر بشرط یاداش کیا جاویگا۔ میجر صاحب کا ایک خط آیا جو آنصاحب بارۂ نفس میں و استعدادِ ارکان نوشتہ کیا وہ صحیح بلکہ ہم سے بڑھ کر اُن کا علوم کا پایہ ہے۔ ہم نے بھی اُن سے علم و فائدہ حاصل کیا انکا تشریحات سے بندہ متعجب ہے+

مکتوب گرامی نمبر ۱۶

۱۶ بتاریخ ۹ مئی ۱۹۶۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد از طرف بندہ غلام ربانی عفی اللہ الغنی السلام علیکم بر جناب حکیم صاحب و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ و رضوانہٗ و فیضانہٗ علی الدوام بحرمتِ خیر الانام ﷺ۔ آنصاحب کا عنایت نامہ عنبر شمامہ ممزوج (ملایا ہوا۔ آمیختہ) بہ فیضِ شریفانہ میجرانہ وصول شدہ از کوائف مندرجہ و ظرائف محمودہ ستودہ مشکورم و بہ فائدہ و استفادہ مسرورم و از انکشافِ علوم و عروف و شروف و سرور و ورود (یعنی واردات) مشکور بہ خاطر ہوں یہ ایک عطائی کام ہے۔ جو اللہ العزت

ارادتِ صادقہ کاملہ کسی کو عطا فرماویں یہ مُراد کا کام ہے یعنی کششِ الٰہی ہے جو انسان کو اپنا طرف کھینچتا ہے بغیر کسب۔ مُرید کا کام نہیں وہ کچھ کسب کا تعلق ہے۔ دیگر ایک مضمون در معارف ذات روانہ خدمت خواہم کرد انشاءاللہ العزیز الغفار جو خالص نقطہ معرفت ذات کا آئینہ ہے اور کئی عمرو زمانہ کے بعد عطا شدہ یعنی ۶۶-۵-۳ تاریخ کو۔ فارسی کا نظم ہے۔ لیکن دل چاہتا ہے کہ روبرو بیان کروں ہاں از شدتِ گرمی معذور ہوں۔ دیگر میجر عارف صاحب کے فراغت پر بہت خوشی و حمد بے حد ہے کہ اللہ العزت نے اُن کو آزادی دے دیا اور آنصاحب کے والد بزرگوار صاحب کے حق میں دعائے صحت و مغفرت و عافیت ہے۔

عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ

سینہ خالی (۱) ز مہرِ گُل (۲) رُخاں (۳)
کُہنہ (۴) انبانے (۵) بود پر استخواں (۶)

مشک (۷) رابرتن مزن برجاں بمال (۸)
مشک (۹) چہ بود نام پاکِ (۱۰) ذوالجلال (۱۱)

○○○

(۱) باطن (۲) محبت (۳) انوار صفات (۴) پرانہ (۵) ظرف چرمین پرانہ شدہ (۶) ہڈی (۷) نور (۸) وصول کن (۹) مبارک (۱۰) اسم ذاتی (۱۱) ذکر دوام

مکتوب گرامی نمبر ۱۷

۱۷ بتاریخ ۱۲ مئی ۱۹۶۶ء

آنصاحب کا عنایت نامہ مغمومانہ و دل تراشانہ دربارہ میجر صاحب پوہنچا کوائف محزوں سے آگاہی ہوئی رضاء آبر قضا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۞ چنانچہ میجر صاحب و آپ صاحب کے واسطے صبر بہتر و اولےٰ ہے اور جناب مرحوماں میجر صاحب کے والد صاحب اور چاچا صاحب کو اللہ العزت کا قرب بہتر و اولےٰ ہے۔ پس فاتحا" عرض بحضور قدرت ہے۔ کہ اللہ العزیز الغفار

مغفرت و عافیت و فرحتِ برزخ و عقبآء ہم سب غریبوں عاصیوں کو نصیب فرماویں دیگر بندہ برائے فاتحہ ارادہ دارد اگر منظور قدرت ہوا انشاءاللہ القدیر البصیر۔ سعید اللہ کو مناسب ہے کہ میجر صاحب کے پاس برائے فاتحہ چلا جاویں اگر آنصاحب پسند کریں اور اجازت دیویں۔ دیگر بندہ نے جو آنصاحب کو اگلے خط تحریر کیا تھا کہ میجر صاحب کے والد صاحب کے بارہ دعائے صحت ہے۔ تو دل نے کہا کہ مغفرت کیوں پھر ہم نے یعنی لفظ صحت کے بعد مغفرت و عافیت لکھ دیا۔ تو صحت کا لفظ نوشتہ کیا۔ لیکن دل نے گوارا نہ کیا (واللہ اعلم)

سلوک کی ابتدا علم، نیز نیکی بدی کا شمار ہے۔ اور انتہائے سلوک میں جہل و حیرت و نادانی و نسیانی فراموشی فنآء و بقآء ہے۔ برائے عارفاں منتہیاں ہے۔ بیداری و ہوشیاری کار ابتدائی ہے۔ یعنی در معرفت ذاتِ ہمت (علوم و فنوں۔ عقل و فکر۔ وصل و قرب۔ نزاکت و ظرافت۔ مکان و

زماں۔ قید و شیب و ریب سب بے کار ولایعنی ہے)۔ کارکن فقط ایقان و حیرانی و پریشانی ہے لیکن باوجود حیرت واجب الوجود در حیرت و حیرت در واجب الوجود+

مکتوب گرامی نمبر۱۸

۱۸ بتاریخ ۲۹ر جون ۱۹۶۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ اللہ الصمدیؒ۔ بر محمد ؑؑؑ درودی

اما بعد از طرف بندہ غلام ربانی السلام علیکم بر جناب حکیم صاحب ورحمۃ اللہ۔ آنصاحب کا مبارک نامہ وصول شدہ الحمدللہ علی انعمآء الشاملۃ والآء الکاملۃ

ہزار بار بتکرار اگر ثنا گویم۔ سزائے شانِ ثنانیست اگر دعا گویم

الغرض عطائے ربانی کا قدر داں شانِ شایانِ ربانی ہے۔ انساں از ادائے شکر قاصر و عاجز ہے۔ لیکن ایں عجزِ انسانی خود بخود شکرِ شاکر ہے چنانچہ قدرِ عطیاتِ ربانی کما حقہٗ خود ذاتِ اقدس جانتا ہے۔ لیکن انسانی زمرہ مامور بالشکر ہے تو امتثال اوامر کے ذریعہ انسان شاکر ہے[1] در حقیقت عارفِ ذاتِ اقدس خود بخود ذات اقدس ہے اور شاکر ذات اقدس خود بخود ذاتِ اقدس ہے۔ صرف انسان ایک مظہرۂ شکر ہے جس کا معنی ہے قدردانی۔ تو ہمارا معرفت ناقص ہے تو شکر بھی ناقص ہے۔

(۱) کہ شکر گزاری کا اظہار کرتا رہتا ہے

مکتوب گرامی نمبر۱۹

۱۹ بتاریخ ۱۸ جولائی ۱۹۶۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام اے پیکرِ انسانیت
السلام اے ہیکلِ عرفانیت

السلام اے مظہرِ وصفِ حکیم
السلام اے رونقِ وصفِ کریم

السلام اے بر سرِ کرسی نشین
نورِ حکمت از جبینش جلوہ گیں

در مطب باطبیت[1] راز شفاء
واعیہ در دستِ تو کارِ شفاءؔ[2]

(۱) نیت کا طبیب ہونا (۲) صفت شافی کے تصرف

از شفاءٓ زور شفاءٓ وردستِ تو
از دعاءٓ داب دواءٓ پیوستِ تو

بر سعادت[۳] از خطابِ الحکیم
شکر بر شکر است اے مردِ حکیم

مکتوب گرامی نمبر ۲۰

۲۰ بتاریخ ۲۱ ستمبر ۱۹۶۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد از طرف بندہ غلام ربانی السلام علیکم بر جناب حکیم صاحب و علی من لدیکم دواما" و دائیما" آنجناب عنایت نامہ عنبر شامہ وصول شدہ پر الحمدللہ الحمید اللہ العزت آنصاحب کو صحت روحانی و صحت ارکانی عطا فرماویں و تصرفِ بخاراتِ ارکانیہ زیر تربیت ھادیہ شافیہ نوازیں واز طغیانی ناسوتی و نزولِ ملکوتی اماں در اماں رکھیں واشتغالِ ذاتی دوامی و حضور جلالتِ جمالی و فکرِ نگاہِ کمالی در نورانیت کمالی عطائے ذاتی فرماویں جناب کا عمل و اخلاص خود بخود قوتِ داعئ دعاءٓ ہے و ھذا جذبُ اجتباء اِللہ من عطاءٓ اللہ العزیز الحمید اللھم زِد فزد+

(۳) حکیم سعید اللہ

مکتوب گرامی نمبر ۲۱

۲۱ بتاریخ ۱۸ جنوری ۱۹۶۷ء

واسطۂ قرب۔ و واسطۂ بعدْ

ذات باری تعالیٰ اقدس جل شانہٗ کے درمیاں و ذات انسان کے درمیاں ایک واسطہ بمنزلہ ایک قائد روح ہے۔ جو سبب قرب و رضا ہے جس کا معاون عقل ہے جو سبب عروج ہے۔

درمیانِ ذات باری جل شانہٗ کے درمیان و ذاتِ انسان اھدنا اللہ کے درمیان ایک واسطۂ بعدُ ہے جس کا نام نفس امارہ ہے اور معاون اس نفس کا شیطان ہے العیاذ باللہ جو سبب نزول ہے+ ثُمَّ رَدَدْنَاہُ اَسْفَلَ السافلین + الاالذین آمنوا الخ۔

و برائے تمیز ہر یک قوت و ارادہ ارادیہ انسانیہ قران الکریم ہے امراً و نہیا"+

○○○

مکتوب گرامی نمبر ۲۲

۲۲ بتاریخ ۱۸ جنوری ۱۹۶۷ء

اے وجودت بروجودِ حق گواہ
ایں وجود بہرِ وجود حق چو راہ(۱)

علم و فہم و ذکر و فکرم زادِ راہ(۲)
ہر نفس مثلِ قدم(۳) در گامِ راہ

منزلِ ماہست ماوائے یقین
کوئی منزل یعنے دنیاوی(۴) مکین

از مکاں و ازبیاں و از زماں
فکر کوتاہ کن ز اطرافِ(۵) عیاں

جُز ز حسنِ یار شد ناپائدار
دیدۂ دیدار بر رخسارِ یار

(۱) سراغ (۲) زریعہ قرب تعالٰی (۳) نفس ذاکر فاکر (۴) سکونت دنیوی (۵) متعلق

اُوستادِ سید پورش اے غلام
شمسِ تاباں است بہرِ ایں نظام

التجا دارم روانہ تا وطن
دین را خدمت ضرور است ایں وطن

من ندانم کارِ تدبیرِ قضاء
چست مرقومہ بحکم اے فنا++

مکتوب گرامی نمبر ۲۳

۲۳ بتاریخ ۲۳ جنوری ۱۹۶۷ء

بہ حکیمِ عرفان

اے تنت یک شعبۂ نظمِ حیات
مظہر زورِ حیاتِ ذاتیات(۱)

مدتِ تاخیر در تحریر شد
شغلِ یکتا فارغ از تدبیر شد

(۱) اوصاف کمالیہ

پس سلام باد با شوقِ دیدار
آں دیدارِ حسنِ پاک روئے یار

بہرِ عاشق روزِ محشر شد حجاب
کے تواند صبر تا یومِ حساب

زاہداں صابر بہ یومِ محشر اند
عاشقاں ناظر بہ یومِ حاضر اند(۱)

مدعائے عاشقاں دیدارِ یار
مدعائے زاہداں کردار(۲) و بار

عاشقاں را عیشِ دیدار است بس
زاہداں راکیش وکردار (۳) است بس

از غلامیٔ عمل فارغ غلام
بردرِ دیدار شو بالغ تمام

(۱) دنیا حاضر وقت (۲) صلہ عمل (۳) بدل عمل

دیدنِ دیدارِ روئے عاشقاں
دیدنِ معشوق باشد در جہاں

دوستی بادوستانِ گل رخاں
اندر امکاں است وصلِ دلبراں

ہجر ما آمدہ واپس شدہ
فارغ از بارِ ہوا واپس شدہ

در حقِ او شد دعائے تو قبول
در حقِ احقر دعاکن اے قبول

مکتوب گرامی نمبر ۲۴

۲۴ بتاریخ ۴ جنوری ۱۹۶۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ	الذی	اَھْدٰلنا
نشکراللہ	اَلَّذِی	القَالنَا
الصلوٰۃ	برسیدالکونین	باد
السلام	برسیدِ الثقلین	باد

جواب نامہ

اے کہ نامت نغمۂ پُر سوزن ہست
لفظ و حرفاً جملہ معنے دوزن ہست

آمدہ خوش آمدہ زود آمدہ
از بیاں تمکین ز تلوین آمدہ

آں سرور دو طرف دارد شرف
جلوہ زآں سو، دیدہ باشد زیں کنف

بازخواندہ، بارِ دیگر بار بار
شیوۂ دیدار باشد بار بار+++

ایں دمادم دیدار نام ہست عشق
گاہے گاہے دیدار را نام ہست فسق

تارِ ایرادی، بتارِ زلف بند
گر دیدارِ یار خواہی فکر بند +++

پس غلامی چیست بندِ بند کشاد
بند بندہ بندہ گی از بند آزاد

اے وجودت پرتوہِ برقِ حکیم
اے تمیزِ علت (۱) از طبع سلیم(۲) ++

اے تمیزِ رازِ اسبابِ شفآء
اے وجودت عکسِ انوارِ شفآء

اے فہمِ کارِ افعالِ خواص
اے شناسا از حقائق ایں خواص

اے وجودت رمزِ اوصافِ حکیم
اے حکومت(۳) شورِ انوارِ علیم

چیست انسان عکسِ (۴)ذاتی وصفِ حق
چیست ابدان(۵) شیشہائے وصفِ حق

○○○

(۱) مریض (۲) تندرست (۳) حکمت (۴) صفات از صفاتِ ذات مثل علم حیات قدرت وغیرہ (۵) بدن۔ قالب۔ جسم

ہفت ذاتی و صف شد انسان روح
چہار عنصر مظہر انسان و روح

ایک طرف واصل(۱) دیگر فاصل(۲) شدم
از تمیزِ(۳) فصل خود واصل شدم

تمثیل

چوں شجر فاصل شد از تخمِ شجر
تخم واصل بعد از آں شاخ(۴) و ثمر(۵)
فرض بر ما فصل باشد از خدا
بعد از فصل ہست وصلم با خدا

ماچہ باشم نطفۂ فاصل ز خون
از غذا(۶) فاصل شدہ الوانِ خون

از آدم فاصل شدہ ذاتِ حوآء
باز واصل با آدم شد آں حوآء

(۱) ذاتی طرف وصل (۲) عنصری طرف فصل (۳) معرفتِ نفس (۴) وحدت در کثرت (۵) کثرت در وحدت (۶) غذا

گر نبودے فصل وصلش ... بُدے (۱)
گر نبودے وصل فصلش کے شدے

فرض برما شد تمیزِ نفسِ خود
اول از حق ہست عرفِ نفسِ خود(۲)

از تمیزِ نفس بیداری بود
کارِ دلداری ز بیداری بود+

گر حقائق بنگرم باشم خدا
چوں آثارش بنگرم باشم جدا+

نَحْنُ اقرب وصفِ ذاتی در من ہست
بُعدِ اقلب جسمِ ارکانی من ہست

پُر جنوں باشند افکارِ غلام
پر فنوں باف ہست ہر تارِ کلام

(۱) بودے (۲) من عرف نفسہٗ عرفہ ربہٗ

اے شہہ عرفانِ غوغائے بیان
صد سلام باد بر تو اے جواں

شوقِ دیدارش ز بودہ فکرِ من
ذوق رخسارش چشیدہ بکر من

بکرِ فکرم چاک چاک ہست از فراق
ذکرِ فکرم پاک پاک ہست از نفاق

گر کشائیم فکر خامارے بود
گر کشائیم سینہ انبارے بود

رازِ داں سینہ می یا بم کجا
ساز داں ناز می یا بم کجا

از کجا شد تا کجا افکارِ من
کار بے کار ہست در گفتارِ من

عفوہ خواہم زایں بیانِ ناسزا
یا کریم العفو فاغفرایں خطاءٓ

السلام باشند از محمد رفیق
از وزیرالدین سلام ہست اے شفیق+

جنونِ غلام (اسم ذات پر)

فضاء(۱) جوہر ما ' جملہ طبقاتِ(۲) زمین ہست
خادمِ گوہر(۳) ما' جملہ طبقات(۴) بریں(۵) ہست

یہ اسمِ ذات ہے جو ذات سے جدا نہیں
لفظاً" جدا ہے تو معنی میں کچھ جدا نہیں

بنام صوبیدار صاحب نور محمد صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد از طرف بندہ غلام ربانی۔ السلام علیکم بر جناب صوبیدار نور محمد صاحب بعد از تسلیم و دعائے خیر معروض باشد۔ آنصاحب کا خط پر از انوارِ عرفاں پوہنچا۔ کوائف مندرجہ سے مثل تشنہ لباں سیراب و شاداب ہوا ہوں کیونکہ زمانہ مدید سے التجا تھا آخر اُدیدارِ خط سے جو عکس ارادۂ مرسل ہے یعنی صاحب

(۱) عنصر (۲) خاک (۳) بدن (۴) علم (۵) علوی

کیونکہ ارادہ کا نور جسم حروف میں مقام پذیر ہے اور حقیقت مُرسل کا دیدار و وصال پر مامور ہے گویا کہ حقیقتِ مرسل قبل از کاغذ ملاقات کرتا ہے یہ ہے ملاقاتِ ارواح مخلصانہ ذاکرانہ۔ کیونکہ تقرب اللہ کا بڑا ذریعہ ذکر اسم ذات ہے۔ اور ذاکریں عنداللہ سب قریب ہے۔ ذاکر کا بُعد جو ہے وہ بُعد ناسوتی ہے۔ جو مناسب قرب ذاتی نہیں۔ کیونکہ ذات بے مثل ہے اور تقدیس میں مقدس ہے یعنی از لوازم امکان پاک ہے۔ تو مثلی قرب ناممکن ہے اور روحانی تصوّر سے ارادی عزمی قرب ممکن ہے از طرف بندہ بذریعہ عبادت و از طرف ذات بقدرت و تصرف در ممکنات پس قرب واجب تعالیٰ وجوبی و قرب بندہ امکانی ہے۔ الغرض شکر ہے کہ آنصاحب خیریت سے ہے چنانچہ آنصاحب دانائے عرفان ہے تو مختصر بیان تحریر ہے آں صاحب کے خواب کا جواب قوّتِ رابطہ استحکام ہے اور صدق ارادت کا دارومدار ہے۔

تعبیر خواب

چنانچہ مربی حقیقی نے بندہ کی حقیقتِ رابطانہ سے آنصاحب کو فیض پوہنچانا منظور کر کے بندہ کے حقیقتِ ذاکرانہ سے آنصاحب کے حقیقتِ ذاکرانہ کو توجہ دیا اور مستفید برحالِ جمالی کر دیا۔ اللہ تعالےٰ توجہ بالواسطہ و بلاواسطہ دونو نصیب فرمائیں۔ جامہ یعنی قمیص نہ ہونا وصلِ عریانی جو قطع حجاب کا دلیل ہے اور تعلق لاانانعہ کا سبیل ہے۔ عنایت فرمایا عندالتوجہ حجاب درمیان طالب و مطلوب نہیں ہوتا اس لئے آپ کو

مشاہدہ کر دیا۔ دیگر توجہ تعبیر ایک یہ بھی ہے کہ لِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ یعنی شریعت کا جامہ نیک ہے اور پائندہ ہے روح کے واسطے اور دنیا یعنی جسمِ ناسوت کا لباس ناپائندہ ہے کیونکہ ان کا تعلق فقط جسم کے ساتھ ہے روح کے ساتھ نہیں۔ جامہ نہ ہونے کا یہ تعبیر ہے۔ کہ شریعت کو قوی کرنا اور شریعت پر زور لگانا کیونکہ شریعت سے بڑھ کر کوئی حقیقت قابلِ قبول نہیں ہے۔ سب کو اللہ العزت شریعت کا توفیق نصیب فرماویں۔ دیگر میجر صاحب کا کوائف عرفان قابلِ دید ہے اور فرماویں حکیم صاحب سے کہ میجر صاحب کا عجیب غریب واروات ہے جو خصوصی عطا من اللہ ہے۔ ان کو کہو کہ چھاپ کریں جملہ کوائف کو +

نوٹ :۔ صوبیدار صاحب نور محمد صاحب ۱۹۶۴ میں راولپنڈی میں مقیم تھے۔ اُن دنوں وہ حکیم صاحب عبدالحمید صاحب کے مطب میں تشریف لایا کرتے تھے وہاں ہی اُن کی حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے باریابی ہوئی۔ اوائل ۱۹۷۰ء میں معلوم ہوا کہ وہ ان دنوں چوہڑ کانہ ضلع شیخو پورہ میں قیام پذیر ہیں ویسے اُن کی خط و کتابت بند ہے۔ آپ بڑے مخلص اور عارف انسان ہیں۔

مکتوب گرامی نمبر ۲۵

بنام حکیم صاحب

۴ بتاریخ فروری ۱۹۶۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ از طرف بندہ نحیف غلام ربانی۔ السلام علیکم بر جناب حکیم صاحب دامت برکاتہ بعد از خیریت طرفین حامداً و شاکراً عرض ہے۔ کہ عنایت نامہ وصول شدہ از کوائف مندرجہ

کوائف ذاتیہ آں ذات مظہر صداقت و کرامت آگاہ شدم با اطلاعات سعیدیہ مربوبیہ آں مربی صوریہ اظلالیہ عکسیہ ناسوتیہ اللہ العزت ایں محبت و ایں شفقت سببیہ رضائے ذات اقدس خود بناویں آمین!۔ دیگر آنصاحب نے فرمودہ کہ بر نفس غالب نتوانم شدن جناب عالے اگر نفس کو مغلوب کرنا ارادہ ہوجاویں تو یہ ایک قسم کی توجہ الی النفس ہوگا جو حجاب در حجاب ہے بلکہ اس نفس بر حالِ خود چھوڑنا اس سے حکمتاً" کام لینا ہے۔ یعنی اس کو متوجہ الی الغالب ذاتِ باری تعالیٰ کرنا تو یہ خود بخود مغلوب ہو جاویگا۔ غلبہ توجہ یکتا ہے +

چنانچہ نفس متوجہ الی الحظوظِ خود ہے اس کو مجبوراً کرہاً و طوعاً متوجہ در ہر عمل صادرہ ارادیہ علمیہ عملیہ ظاہریہ باطنیہ قیامیہ۔ قعودیہ۔ جنوبیہ بطرف ذات اقدس کرنا وھو عبدیتہٗ مقبولتہٗ محبوبتہٗ

اگرچہ نفس در ارادۂ امری از اوامرِ دنیا و عقبا خلل پیدا کند در نیت لیکن وہ غیر اختیاری ہوگا۔ عمل اضطراری پر مواخذہ نہیں بلکہ مواخذہ در عزم ہے العیاذ باللہ العزیز الغفار

علاج نفس غالب عاند توجیہ کردنِ اوست بحضوری ذات غالب واحد اقدس وھو سہل یعنی آسان ہے +

مکتوبات گرامی

بنام

جناب میجر محمد شریف صاحب دامت برکاتہم

مکتوب گرامی نمبر ا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطوط بنام میجر محمد شریف

بتاریخ ۱۰ مارچ ۱۹۶۴ء

برادرم محمد شریف صاحب

السلام علیکم وعلی من لدیکم عرض ہے۔ کہ آنجناب کا عنایت نامہ و شرح نامہ موصول ہوا از ارادہ صادقہ و جذباتِ مشفقانہ مشکورم ہوں۔ جواباً تحریر ہے۔ کہ آنصاحب کا تعلق جس کے ساتھ زیادہ ہے تو اُن کے بیعت پر صبر کریں اور تربیت خود حکیم صاحب کرے گا۔ کیونکہ اس امور میں تربیت کا بہت ضرورت ہے آپ صاحب خود دانا ہے اور بندہ کا تو آپ کی ساتھ تعلق ہے دوستانہ۔ اگر آنصاحب بیعت کریں تو ہمارا کتاب کا دستور بیان جو ہے وہ دستورِ عمل بناویں اور تربیت حکیم صاحب کرے گا۔ کیونکہ ہم دور ہے۔ اول قدم اتباعِ سنت دوسرا قدم ترک ہوائے ہے۔ تیسرا قدم قربِ مولا ہے۔

حکیم صاحب کے پاس ضرور جانا اور یہ کاغذ اُن کو بتانا ضرور پھر دوبارہ مشورہ کریگا۔ تصوف کا معنی بے اختیاری تو اختیار شریعت کا ہے۔ جن اور انس پر شریعت حاکم ہے۔ حاکم سے خلاف کرنا اور حاکم کے قرب ڈھونڈنا مشکل ہے۔ آپ کے پاس علم عقل پورا ہے۔ خود میزان کرنا

اور اندازہ لگانا جب آپ خود مشتاق نہیں تو صوفی صاحب کی بیعت نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ بیعت اختیاری چیز ہے۔ چنانچہ ایمان اختیاری چیز ہے۔ اور عمل بھی اختیاری چیز ہے۔ اضطراری بیعت نہیں ہوتا ہے۔

مکتوب گرامی نمبر ۲

بتاریخ ۱۴ اپریل ۱۹۶۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم امابعد

صادق ارادت معرفتِ یزدانی شریف محمدیت رحمانی۔ جناب میجر صاحب محمد شریف صاحب۔ السلام علیکم۔ امابعد وعلی من لدیکم۔ آپ کا نوازشنامہ پوہنچا۔ کوائف مندرجہ و ظرائف موہوبہ سے مشکور ہوں۔ آپ صاحب کے پوہنچنے پر حکیم صاحب کے پاس اور خویش و دوستاں کے ساتھ ملنے پر الحمدللہ الحمید' آپ کے حیاتِ باطن پر شکر' حکیم صاحب کے دعائے و سعی ہم سب کے واسطے اللہ العزت منظور فرماویں۔ اور اُن کو جزائے دارین نصیب فرماویں۔ شاہ صاحب کو اللہ پاک ترقئ عرفاں نصیب کریں۔

شجرِ کثرتِ امکانی بذر توحید یزدانی ہے۔ چنانچہ بذرِ توحید ارادی شجرِ کثرت امکانی شدہ و ثمرہ عظمت الوھیت بار دار شدہ کہ رنگ او افکار و اذکار ہے۔ اور ذائقہ سرور و حضور غذائے روحانیت و لقائے قوتِ و صلت از فصلت کثرت طرفی دال بر وحدتِ ناطرفی ہے الحمدللہ الکریم۔

پس شجر و ثمر عکس بذرِ صوری ہے و بذرِ صوری عکس بذر ارادی ہے۔ ا
باغ بانِ او آمرِ کونی ہے۔ کہ صورتش صورت حرف کن ہے۔ و معنے اثر
ذات اقدس ہے۔ کہ الغرض عرفان فرضے (۱) منصبِ انسانی ہے و شرا
عرفانِ ذاتی اسمِ ذاتی ہے چنانچہ اسم ذات جامع ہے ہر اسم کو اور ہر ورد و
تسبیح کو چنانچہ الکریم کون ہے۔ اللہ ہے۔ رحیم اللہ ہے۔ رزاق اللہ
ہے۔ پس بہ دیگر اوراد ضرور نباشد۔ فرض ذکر ہے اور اسم ذات کا ذکر
مامور قرانی ہے۔ وَاذْکُرِ اسْم الخ۔ پس دیگر اسمآء ھکوس اسم ذات ہے
فروع اسم ذات ہے۔ عارف و عاشق را کافی اسم ذات ہے۔ اَلَیْسَ اللّٰہ
بِکَافٍ عَبْدَہٗ ط لفظ اللہ سے ذات اللہ معلوم ہوتا ہے۔ بلاواسطہ و دیگر اسمآ
سے بھی لیکن بالواسطہ۔ چنانچہ اسم کریم وغیرہ صفت ہے اور صفت
موصوف کے تعارف و توصّل کا واسطہ ہے۔ جس میں کچھ تکلیف ہوتا
منزل میں کیونکہ اول ذکر صفت پھر اسم صفت پس اسمِ صفت سے
موصوف تلک حضور بنتا ہے۔ اور اسم ذات اگر بغیر حضور ہو تو بھی مفید
کیونکہ اجازت یزدانی قرانی ہے۔ وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا۝
پس بلاغت قرانی و لغتِ قرانی دونو دال ہے اسم ذات پر اگرچہ بے حضور
ہو اور مشاہدہ اور تجربہ سے ثابت ہے۔ تاثیراتِ اسم ذات' چنانچہ دل
میں تصوّر اسم ذات سے تصوّر ذات پیدا ہوتا ہے۔ فوراً دائما" اور باقی
اوراد سے وقتاً و حالاً فائدہ ہے۔ دوام نہیں۔ کیونکہ جو تبرک اسم ذات
میں ہے۔ وہ تبرک دیگر اسمآء میں بوجہ اتم و اکمل نہیں طبعا" ہے۔

---

(۱) فرضی (فرض کیا ہوا)

کیونکہ اسم ذات کا تبرک منصوص ہے۔ فَتَبَارَکَ اسْمُ رَبِّکَ
ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام
دیگر اسم ذات میں توحیدِ ذاتی ہے منصوصاً۔ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا"
بہرحال اسم ذات کا استحضار قلب میں ذات کا استحضار ہے قلب
میں یعنی ارادہ میں۔ کثرتِ استحضار دوام سے "ارادہ" اللہ بن جاتا
ہے۔ وھو المقصود الاعبادات + پس
سبحان اللہ وبحمدہٖ۔ منصوص باید کرد
لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہٗ۔ باید کرد منصوص
الحبیبُ ہر فروع اسم ذات۔ لاحاجت لہ
سبحان اللہ (۳۳) الحمدللہ (۳۳) اللہ اکبر (۳۴) ہر نماز کے بعد
منصوص باید کرد
سبحان اللہ منصوص حسب طاقت کیونکہ تسبیح فطری و اختیاری دونو
منصوص ہے۔ باید کرد بلا قید) فَسَبِّحْ لیلا" الخ اللہ اکبر منصوص وَ
رَبَّکَ فَکَبِّرْ منصوص۔
رحیم عظیم رحمٰن وغیرہ فروع اسم ذات ہے۔
اَھْلُ المشکلات غیر منصوص بلکہ ممنوع کیونکہ قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ
اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی واحل پس من
الحسنٰی۔ درود شریف منصوص ضرور باید استغفار منصوص باید کثرت
سے + الغرض اسم ذات کا سفر آسان ہے۔ کیونکہ اُن کا منزل ذات ہے۔
اسم ذات کا دوام کریں اور استغفار درود بھی پڑھے) وقت پیش آنے

کا ہے۔ کہ بغیر اسم ذات اور کچھ نہ ہو سکیگا+ آپ کا خواب جو بچہ ۶
سال کا اور دریا یہ بچہ آپ کے حقیقت ہے۔ اور دریا معرفت مصوّرہ و
جلوہ شدہ بشکل آب ہے۔ کہ عبارت ہے رضائے کبریا سے عنقریب پار
ہو جاویگا یعنی کسبی رضا حاصل ہو کر موہوبی رضا تک پوہنچنا ہے اللّٰھمّ
رزقنا جس کا تعبیر قرب و وصل ہے۔
چارپائے بے چادر صوفی صاحب اور آپ صاحب + یہ سب الحبیب کا
اشارہ ہے کیونکہ حدیث ہے اللّٰھمّ حاسِبْنِی حِسَابًا یَسِیْرًا۔ حبیب کا
ورد حساب کا آثار و انوار و تجلیات پیدا کرتا ہے تو حساب چاہنا کیا
ضرورت بلکہ آسانی چاہنا ضرور ہے) کپڑے نہ ہونا دیگر ولباسُ التقوٰی
ذَالِکَ خَیْرٌ۔ شریعت کا قصور پر دال ہے دونو کا لازم ہے کہ شریعت کا
احترام کریں۔ چائے پینا صوری عمل کرنا ہے صوری عمل سے معنوی عمل
کرنا افضل یعنی قلبی اعمال ایک جو کے برابر سونے کے اُحد پہاڑ سے بہتر
ہے۔ دل میں اللہ اللہ کرنا اور نقشبند کے ساتھ عقیدت زیادہ رکھنا علاج
ہے۔ رخصت ہونا صوفی صاحب سے خلاصۂ اعمال ہے انشاء اللہ تسکین
ہو گا۔ صوفی صاحب اپنا تصوّف کرے گا آپ صاحب اپنا معارف کریگا و
علی اللہِ توکّلنا۔ دل کے تنگی یہ رحمتِ نزولِ انوار ہے جس کے برداشت
مشکل ہے اسم ذات جامع جلالے تجلیات اور جمالی تجلیات کا خوف نہ کرنا
تسلی رکھنا۔ ذکر کے وقت خیال یعنی حرف "ھا" کو لامکاں تک عروج کرنا
پوہنچانا اللہ حرف لام کو مد دیگر "ھا" کو لامکان پر یعنے اللہ العزت
کے ذات اقدس پر ختم کرنا۔ بوجہ ختم ہو گا عروج انوار سے بدن حالی

(حال مراد ہے) و خوش) + شمالی پہاڑ کگر شنگ دریا۔ یہ تجلیات توحید
اور فیض ہے اللہ العزت دائم قائم رکھیں۔
لفافہ کے باہر مرقوم ہے۔ اسم ذات کا عروج خیالی زبان سے ارادے
عزمی زبان منہ کا زبان بند رکھنا+

مکتوب گرامی نمبر ۳

۳ بتاریخ ۹ مئی ۱۹۶۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد۔ از طرف بندہ غلام ربانی۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عرض ہے کہ دائرۂ تعین اولیٰ کہ اسماء
حسنٰی ہے پوہنچا مشکورم۔ اللّٰھمّ زِدْ فَزِدْ معنے حسنٰی از احسان کہ
عبارت از معائنہ ذات و استحضارِ ذات ہے۔ چنانچہ اسمائے صفاتی
مقام تعارف ہے اس واسطے عارفاں‘ اول عمل مشاہدہ کرتا ہے یعنی تصور
صفات بعد ازاں عمل معائنہ یعنی تصوّر ذات کرتا ہے۔ کہ عبارت ہے ذکر
روحی سے کیونکہ حرف و تکرار و شمار سے در گذر کر کے جلالیت ذات
اقدس کہ عبارت از خوف ہے و جمالیت ذات انور کہ عبارت از امید
ہے۔ لازما" و دائما" تصوّر کرتا ہے کیونکہ ذکر کا معنے یاد کرنا ہے اور
دوام یاد‘ حضور سے ہوتا ہے۔ و دوام حضور سے "عظمتِ الوھیت"
ثابت ہوتا ہے کما ھو المقصود اور دل کا حرکت اور دھڑکنا ذکر نہیں ہاں
اگر فکر و ارادۂ ذکر ہو تو ذکر ہے ورنہ نہیں اگر ہے تو مبتدیوں کے
واسطے ہے منتھی کے واسطے شغل حروف و کلمات مانع استحضار ہے

اور دل کا جو حرکت و دھڑکنا شدت سے جو ہوتا ہے وہ حرارتِ نوری ذکر اسم ذات کا گرمی ہے چنانچہ دل سے سرایت کر کے تمام جسم میں ایک کیفیتِ جذباتے پیدا کرتا ہے اور یہ "نورِ اسم جلال" ذریعۂ تعلق ہے چنانچہ آپ کا مذاق شدہ ہے اور ہو بہو درست اور صحیح ہے اور یہ ایک خصوصی عطا ہے آپ کے واسطے چنانچہ واردات و انکشافات (۱) برائے بچہ گانِ طریقت ایک قسم کا تسلّی ہے جو نورِ یقین کا معاون ہے۔ مقصود طریقت نہیں مقصود صرف عبدیت ہے۔ برائے رضائے ذات اقدس اللّٰھم ارزقنا ⊙ ہاں دولت علمی ہے جو لدُن کے ساتھ تعلق ہے یعنی بلاواسطہ و بلاکسب تعلیم و تعلّم ہے فضل و عطا ہے شکر مزید کا التزام ہے اور اس دائرہ کو اور دیگر واردات کو چھاپ کر کے شائع کرنا ہے۔ ہر یک سالک و عارف و عاشق کا مذاق علیحدہ علیحدہ ہے کیونکہ علم خداوندی غیر محدود ہے اور سُبلِ قرب بھی غیر متناہی ہے۔ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا۔ اللّٰھم علّمنی بحقائق الاشیآء الخ۔ ہر یک مخلوق کا معیت و مذاقیت اللہ جل شانہٗ کے ساتھ جدا جدا ہے کما قال عارف +

اے ترا با ہر دلِ رازِ دیگر
ہر گدارا بر درت نازِ دیگر
در ربابِ عشق تارِ بیش نیست
ہر یکے را نغمہ و سازِ دیگر

(۱) الحمد للہ رب العالمین

بہرحال آپ کا مذاق ہمارا خیال ناقص میں درست ہے اور صحیح ہے۔ حکیم صاحب عارف نے جو فرمایا کہ میں آپ کو مکمل طور پر آگاہ کروں گا ہمارا بھی یہ ہی خیال ہے کہ روبرو سمجھانا بہت موثّر ہوتا ہے وہ آپ کو تفصیل کے ساتھ بیان کریگا اور بندہ کے طرف اجمالاً" عرض ہے کہ مقصود اس ذرائع سے آگے ہے جو چیز خیال و نظر میں آتا ہے وہ مقصود نہیں مقصود ماورآء الورآء ہے جو ادراکِ امکانی سے باہر ہے لیکن ادراکِ ایقانی سے باہر نہیں ہے ایقان محیط ذات ہے۔ اگرچہ یہ لفظ مشکل ہے لیکن یہ قوّتِ ایقانی صفتِ ہُدا کا برق ہے جو "ارادہ انسانی"(۱) اس کرنٹ ہدایت سے تعلق مع اللہ کا آلہ ہے و کارکن ہے و صراطِ مستقیم ہے۔ چنانچہ اِنَّ اللّٰہ ربّی و ربّکم فَاعْبُدُوْہ هٰذا صراطٌ مستقیم الخ چنانچہ شریعت غرّا سراسر محبت و عشق ہے) اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہ فاتّبِعُوْنی یُحْبِبْکُمُ اللّٰہ ہدایت کرنا محبت الٰہی ہے۔ عبادت کرنا و اطاعت کرنا محبتِ انسانی عرفانی ہے پس تعلق مع اللہ محبت در محبت و اطاعت رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم و اتباع سنت او صلی اللہ علیہ وسلم کا تکمیلِ محبت ہے وھو (۲) الاستحضار الدائم حالاً کان اَوْ فکرًا کَانَ ایقانًا" کَانَ اَوْ جذبًا" کیونکہ عشق کا معنے ایک کیفیت وجدانی بیداری ہے خواہ طبعی ہو خواہ روحانی ہو خواہ غضبی ہو خواہ رحمی ہو خواہ دنیاوی خواہ عقبائی ہو خواہ نفسانی ہو خواہ رحمانی ہو بہرحال کیفیت وجدانی آثاری جلبابی ہے۔ پس اتباعِ رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم محبتِ رسولؐ

(۱) الحمد للہ رب العالمین' عبدالحمید (۲) نکتہ ربانی

ﷺ ہے جناب محمدیت وصول کرنا صورتاً و سیرتاً جناب عالی ہم نے اجمال
کا عرض کیا لیکن بات لمبا ہوا استغفر اللہ العظیم

کرنٹ (۱) جو آپ نے فرمایا نور سے ہوتا ہے سولہ آنہ بات ہے کیونکہ
قرآن بھی نور فرماتا ہے + قلوب کے اندر یعنی ارادہ اگر نوری نہ ہوتا
توحید کا دولت کہاں تھا) + ککڑ شنگ کو خیال جانا یہ دوران حقیقت سے
اصل واسطہ کی طرف جو غیر اختیاری طبعی ہے بندہ نے جس جگہ اپنے
مرشد انور رحمت اللہ علیہ سے اجازت لیا تھا وہ مقام وہ وقت وہ دن
کیف ابھی تک ہم سے جدا نہیں اگر یہ معاملہ آتا ہے تو اُن کے ساتھ تعلق
نہ بنانا غیر مقصود ہے اور معاون فیضِ طبعی ہے۔ اگر آپ صاحب اختیار
نہیں کرتا ہے تو کیا ذائقہ کچھ نقصان نہیں خود بخود بدل جائے گا۔ وقت
ذکر میں تصور شیخ صحیح نہیں اگر اختیاراً کیا جاوے تو منع ہے لیکن بطور محرک
اولٰے و بطور بٹن دبانے کا کچھ فائدہ ہے لیکن ہریک انسان اس کا تمیز
نہیں کر سکتا اس لیئے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

جناب عالی اگر علوم معارف (۱) و قربِ یزدانی بطور آسانی در کار ہو تو
اسم ذات پر زور لگاویں اگر تصوراً نہ ہو تو قلبیا" کرنا اگر قلبیا" نہ ہو تو
لساناً یعنی کبھی طبیعت تصور سے تنگ ہوتا ہے تو قلبیا" کرنا اور قلب سے
تنگ ہو جاویں تو لساناً زباناً کرنا۔ اگر ذکر کسی وقت اعضاء پر گراں ہو جاتا
ہے تو استغفار اور درود شریف اور تسبیح کرنا یہ طبیعت کا ایک خاصہ
ہے)+ جو دولت ہاتھ آیا ہے۔ وہ اسم ذات کا برکت ہے "فتبارک

(۱) الحمد للہ' عبد الحمید

اسم ربک ۔" الخ آپ کو خود معلوم ہے کہ صفات' ذات کا تابع ہے اگر
ذات نہوتا تو صفات کہاں سے ہوتا تھا۔ اگر اسم ذات نہوتا تھا تو اسمآءِ صفاتی
کہاں ہوتا تھا اور اسم ذات کے تکرار کے وقت ذات کا خیال رکھنا یہ
آسان کام ہے۔ اور فائدہ بہت ہے۔ اتنا وقت جو آپ صاحب دیگر
اوراد نوشتہ شدہ پر خرچ کرتا ہے اگر اسم ذات بابرکت سے خرچ کیا
جاویں تو امید واثق ہے کہ جلدی سے جلدی قرب رضائے ذات اقدس
بنجاویں۔ جناب عالی تسبیح و تہلیل و تقدیس و تمجید و تکبیر و عظمت و
کرامت و ہدایت وغیرہ سب بتمامہٖ اسم ذات میں ہے تو کیا ضرورت اپنے
لئے عروج سے نزول اختیار کرے چنانچہ ذات کا ذکر و فکر لاھوتیت ہے
اور صفات و اسماء و تسبیح و تہلیل جبروتیت ملکوتیت ہے تو آپ خود خیال
مفید کون چیز ہے ذات ہے یا اسمآء و صفات دیگر آنکہ عشق کے اُصول
سے خلاف ہے۔ کیونکہ عاشق کو بغیر ذاتِ معشوق کے اور کسی چیز کا حاجت
نہیں تو اسم ذات کا معنی ذات ہے تو اسم ذات کا ذکر ذات ہوتا ہے۔
اوقات کو بغیر ذات ضائع نہ کرنا۔ ایضاً

دیگر آنکہ اوراد کو بہ نیتِ ثواب کرنا منافیٔ مقام تسلیم ہے کیونکہ تسلیم
میں شمار و قطار نہیں رضا بالقضا ہے جو آسان عبادت و وصالت ہے۔ ایضاً
ذات کو چھوڑ کر کے اسمآء و صفات کے طرف آنا نزول ہے۔ بعد
الوصول و عروج' اگرچہ اوراد بذاتہٖ کچھ نقصان والا چیز نہیں بلکہ محمود
ہے لیکن کسی کے واسطے محمود کسی کے واسطے محجوب کیونکہ اس میں تعلق
ہے یعنی اوراد و اسمآء و صفات میں کائنات کے ساتھ اور کائی تعلق

حجاب (۱) منزلِ ذات ہے۔ نعوذ باللہ العظیم۔ دیگر نقشہ کا تغیر و تبدل
یہ محمود ہے کیونکہ جو چیز انوار و الوان سے جو نظر آتا ہے۔ وہ مخلوق
اور مخلوق (۲) قطارِ آفلین سے ہے یہ کچھ کمال نہیں صرف اللہ العزت
نے اسم ذات کا تابع یعنی صفات آپکو منقش کر کے دکھلا دیا ہے۔ و نمایاں
کر کے آپ کا تسکین طبعی ترقیٔ علمی کا ذریعہ بنایا بڑا رحم اور کرم ہے اور
ہمارے مسلک کے لئے عزت و حرمت ہے کہ اہل اللہ کو اللہ پاک کیا کیا
علوم منکشف کرتا ہے۔ سب اسم ذات کا برکت ہے۔ اور ذات کا
مرحمت ہے۔ مسالک اگر یک حال پر رہ جاویں تو سالک نہیں بلکہ صاحبِ
تلوین ہے جو مانع راہِ طریقت ہے دیگر صوفی صاحب کے پاس بیٹھنا یہ اُن
حضرات کا عملی تسخیر ہے کشش ہے اُنکا جواب خود بخود روحانی تنگی ہے اگر
آپصاحب وظائف نہ کریں تو یہ معاملہ بند ہوجاویں گا۔ دیگر سانپ کا
کاٹنا دشواری سے' نفس کا مارنا مسلمان کرنا شیطان پر غلبہ پانے کا اشارہ
ہے۔ تقویٰ اس کا بڑا علاج ہے ٹوکرے میں بند کرنا نفس کو تابع کرنا ہے۔
اور ذلیل ہونے کا اشارہ ہے جو ناسوت میں یعنی بدن میں کثرتِ اشغال
سے بند ہے۔ کلہاڑی اسم ذات اقدس ہے۔ اور صدق ارادت
ہے (۳) کمالا یخفے

(۱) اوراد اور تسلیم! کانی تعلق حجاب منزل ذات ہے (سبحان اللہ) عبدالحمید۔ "یا اللہ العظیم"
حضرت اقدس استاد جی غلام ربانی صاحب مدظلہ العالی کو محبوب ترین قرب رضا بخشدے اور ہم
رائیگان کو بھی۔ عبدالحمید (۲) نکتہ ربانی :۔ ان ربی لطیف لما یشاء ان اللہ ھو العلیم الحکیم ○
عبدالحمید (۳) سبحان اللہ العظیم

آیات شریف ھوالاول کائنات سے اول' اللہ پاک ہے۔ ھوالآخر۔
کائنات فنا ہونے کے بعد بھی اللہ کا ذات اقدس واجب الوجود ہے۔
چنانچہ کائنات ایک (۲) عارضی اثر فعل ارادہ ہے بطور مظہر' جس کا وجود
و عدم وجود عند "صمدیت" برابر ہے) ھوالظاہر بہ اعتبار فنا ہونے مظاہر
یعنی اثر فعل فاعل حقیقی میں فاعل ظاہر ہے اثر فعل میں ھوالباطن بہ اعتبار
ظاہری آثاری وجودِ مظہری کے ذات باطن ہے مظہر میں کہ بلا کیف اثر
قدرت ہے۔ بلا کیف ہر مظہر اثرِ قدرت ہے + وھُوَ بکلِّ شیءٍ علیم
اشارت و بشارت استحضار ہے کہ ہر چیز کہ مراقبۂ دل شود اللہ جل
شانہ کو معلوم ہے پس جیسا باید کہ مراقبۂ مادوں کرنا ورنہ شرم و بے ادبی
ہے چنانچہ عارف (۳) کا آداب عظمت الوھیت کو ثابت کرنا ہے۔ جو بغیر
استحضار سے نہیں ہوتا ہے۔ اور اولؔ آخرؔ ظاہرؔ باطنؔ اس سے اسمآءِ
مخلوق کے بڑا تعلق ہے چنانچہ آپ کو دائرے شکل میں نظر آیا ہے۔
عارف شیرازی رحمۃ اللہ علیہ درباره طلب ذات اقدس فرماتے ہیں۔

تو و طوبا' من و قامتِ یار
فکر ہر کس بقدرِ ہمتِ اوست

(زاہد کو فرماتا ہے۔ تو و طوبا یعنی جانِ من۔ لیکن ہم ذات کا طالب
ہے۔ قامتِ یار۔ ذات یار مراد ہے۔) گویا زاہد سے مخاطب ہوکر

(۲) حقیقت کبریٰ ربانی :۔ کائنات ایک عارضی اثر فعل ارادہ ہے بطور مظہر' جس کا وجود و عدم
وجود عند "صمدیت" برابر ہے + اس پر حضرت اقدس کے لئے دعائے خاص قرب و رضا باری تعالیٰ
+ عبدالحمید (۳) سبحان اللہ' عبدالحمید۔

فرماتے ہیں کے اسے زائد تو تو اپنے اعمال[1] سے تعلق رکھتے ہو۔ اور
میں تو ذات کا طالب ہوں جناب عالی ھوالاول کا پڑھنا اختیاری نہیں یہ
توحید ِ ذات کا اشارہ ہے۔ پڑھنے کا اشارہ نہیں یکتا یکسوئی ایک راہ کا
دلالت ہے پڑھنا تفہیم بعد تفہیم ہے جب اول آخر ظاہر باطن ایک ذات
ہے۔ تو ایک ذات کا تصوّر و محبت و طلب رضا کرنا لازم انسانی ہے۔
چنانچہ نصیبۂ انسانی معرفت ہے اور نصیبۂ دیگر کائنات تسبیح و تہلیل و تمجید
ہے پس موافق فطرت[2] خود تصوّر ذات اقدس باید کرد

شعر افغانی غلامیہ

لنڈہ[3] لار[4] دہ[5] رہ حیرت منزل ئے تہ یَی[6]
پہ دسے[7] لنڈی لار غلام روانہ لہ تادی

یعنی حیرت کا ایک چھوٹا کوتاہ رستہ ہے اس کوتاہ رستہ پر غلام آپ کے
فضل سے جانے والا ہے+

سیالکوٹ کا سفر زیارت کا سرور اولیآءِ کرام سے ملنا روحا" و جسما"
بہت مبارک ہے لیکن یاد رکھو جو ولی زندہ یا مردہ سے آپ کا ملنا ہو
بہرحال ذکر اسم ذات رہے دیگر اور کوئی کام نہ کرنا کیونکہ اگر ولی آپ
سے کم درجہ کا ہو تو آپکو نقصان اُنسے نہ پوہنچیگا اور اگر زیادہ ہو تو اُن
کا عروج آپ کا معاون عروج ہو گا تو فائیدہ آئیگا کیونکہ نقشبند کا ابتدآ اسم

(۱) ثواب (۲) تقدیس اور فطرت ۔ عبدالحمید (۳) چھوٹا (۴) رستہ (۵) ہے (۶) تک
(۷) اس

ذات ہے اور دوسرا حضرات کا انتہا اسم ذات ہے تو عمل میں برابر ہے
مقام برابری درجاتِ قرب میں فرق اور تاثیرات میں بھی فرق ہے تو
بہرحال اسم ذات کے ساتھ کوئی چیز نقصان نہیں پوہنچا سکتا ہے کما قال
اللہ تعالےٰ بسم اللّٰہ الذیْ لا یضر مع اسمہٖ شئٌ فی الارض ولا فی
السمآء و ھو السمیع العلیم بسم اللہ جز الاسمآء۔۔۔

دیگر بندہ نے ترکِ وظائف پر زور لگایا۔ لیکن ماثورہ منصوصہ وظائف
منع نہیں ہے۔ دیگر قراں پاک تلاوت بہت مفید ہے۔ بقدر طاقتِ شوق و
اخلاص قران شریف کے پڑھنے کے وقت "حقیقتِ قراں" دل میں تصور
کرنا بہت مفید ہے ورنہ معنوی شان پر دھیان رکھنا+

مکتوب گرامی نمبر ۴

۴ بتاریخ ۲۱ جون ۱۹۶۴ء

بسم اللہ الرحمٰن

نَحْمَدُہٗ اللہ الصَّمَدِیْ۔ بر محمدؐ درودی

امابعد از بندہ غلام ربانی

السلام علیکم بر آثارِ حقائق آگاہ شرافت جناب مجر عرفان ہدایت اللھم

زد فزد۔ آمین یارب العالمین

از عارف شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

زمشکلاتِ طریقت دلِ خراش (۱)مدار

کہ مردِ راہ نہ اندیشد از نشیب و فراز

جوابًا عرض ہے ذکر کا دواں رواں غلبۂ حال تھا۔ و سلطان الاذکار تربیت سلوک تھا موھوبًا در اندک وقت ختم ہوا کما شانِ تربیت الربوبیت انہ ھوبی و اللّٰہ علیٰ کلّ شیءٍ قدیر چنانچہ والحمدللہ حمدًا کثیرًا) غلبۂ اسم ذات سلوکانہ تلوین تھا جو ختم ہو گیا او ایں عرض بندہ نحیف تھا اللہ العزت بلاواسطہ ختم و بلاکسب و بلا تکلیف ختم کر دیا ذالک فضل اللہ الخ پاؤں کے ناخن تک سرایت تصرف ولایت ذکر تھا ناسوتی و علم صغیر پر یعنی بدن پر حمداً علےٰ حمدٍ + کوشش بقانہ کیا مناسب یہ تھا حال حوالۂ ذالحال کما ھو مقام التسلیم الرضی وھُوَ عَبْدِیَّتُ المنتھٰی) لطف اللہ کے واسطے طاق کا

(۱) شکستہ

(نظر آنا) ذکر مقامی تمکینی دائمی کا انکشاف ہے مبارک باتبارک عنایت با عنایت کرامت باکرامت شرافت با شرافت و دعوت با عطائت ویصالت بالقائت فلاحت با ملاحت اللّٰھُمَّ نور قلوبنا بنور لِلمعرفتہ والیقین آمین۔ طاق بند ہو گیا ناسوتی دھوم دھام' شور و غوغا گرمی و نرمی' رنگ ڈھنگ ختم ہو گیا عند القربِ المناسبت سکون پذیر ہوا۔ ناسوتی ملکوتی کرّ و فر ختم ہو گیا فقط آثار ختم شدہ حال روحانیت کو ترقی دے دیا و مقامات سلوک کو انجام دہ کر کے معذور و محصور کر دیا کسی کیفیت کا تقاضا کرنا خود بخود جو دروازہ کھل جائے گا تصوّر در تصوّر و تفکّر در تفکّر رہنا)+ ذکر اسم ذات کرتا ہوں) جناب ذکر اسم ذات سے درگزر کر کے ذکر ذات اقدس کرو اور یہ مقام معائنہ ذات ہے۔ ذکر ذات مقصود ہے۔ ذکر اسم ذات ذریعۂ ذات اقدس ہے ذرائع ختم ہے ہاں اگر قدرت دوبارہ ذرائع پر مشغول کرتا ہے تو اُنکا اپنا اختیار ہے آپ بے اختیار ہے کما ھوالتصوّف عَنِ الاغیار و التّکنّف (غیر اللہ) جس وقت دل ذکر کے طرف مشتاق نہیں تو فکر کرو اگر فکر سے تنگ ہے تو درود شریف پڑھو اگر درود سے تنگ ہے تو استغفار پڑھو۔ اگر اس سے تنگ ہے تو تلاوت قرآن باتدبر کرو اگر اس سے تنگ ہے تو بال بچہ کے حقوق پر مشغول ہو اگر اس سے تنگ آیا تو سفر کرو اگر سفر سے تنگ ہے تو حضر میں رہو اگر اس سے تنگ ہے تو طبیعت کو اشعار سے بیدار کرو اگر اس سے تنگ آیا تو اہلِ ذکر کی صحبت اختیار کرو اگر اس سے تنگ ہے تو رابطہ سے مربوط ہو شیخ کے محبت و صحبت اختیار کرو۔ کما ھوالاصلاح واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

اللھم اغفرلی ولمن تبع الھدیٰ) خواب میں تہ خانہ میں آپ کا قالب ناسوتیہ جسم ہے جو بشکل تہ خانہ مجسم ہے اور جواں آپ کے حقیقت پہلوان عرفان ہے جو داڑھی کا دار و مدار پر یعنی شریعت صوری محمدی پر غور نہیں کرتا ہے۔

جو علاقہ غیر کا رہنے والا ہے۔ علاقہ سے مراد ملکوت و جبروت یعنی افعال و صفات کا اثر ہے جو دنیا سے غیر ہے۔ ماموں کا قتل نفس سے علائق و ہوائے لقائق کے ختم ہونے کا اشارت و بشارت ہے جو آپ کے ماموں کو یعنی علائق کو تہ خانہ میں یعنی بدن میں مغلوب کر دیا۔ روحانیت کو قوی ہونے کا دلالت ہے)

آپ سے خائف اور آپ اُس سے وہ از روئے روحانیت آپ سے خلاف ہے اور آپ کا ناسوت شریعت کو نہ پورہ کرنے کے وجہ خلاف ہے شاید کہ شریعت کو پورہ کرو اور حقیقتِ محمدی ؐ کا پائے بند ہو۔ آپ کے لئے دو تھان (کپڑا) لیا ہے یہ اشارت ہے کہ شریعت اور طریقت دونو کو مضبوط کرنا اور قمیص بنانے کا حکم تقویٰ کا اشارہ ہے چنانچہ لِبَاسُ التَّقْوٰی عنداللہ منظور ہے) وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ + نوکر تصرف روحانیت ہے۔ نوکر بدن ہے اور ہمت ارادہ ہے کہ ہمت کر کے کام کرنا) تہ خانہ میں قید خواہشِ نفس ہے۔ وتقاضائے نفسی سفلی چیز ہے۔ ہمت کر کے ہوا سے درگزر کرو اَللّٰھُمَّ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ اس کے بعد اپنے اپ کو آزاد الخ خود بخود ثمرہ خواب و تعبیر خواب اللہ العزت آزادی کا توفیق دیویں موہڑے والے پیر کا مرید الخ۔ جناب عالی اہل اللہ بہت ہے۔

اور سُبل قرب بھی بہت ہے لیکن نقشبند کا کام اور ہے نقشبند کا شغل اللہ العزت کا تصور ہے یعنی اپنے شغل میں رہو اور وظائف اور عملیات سے درگزر کرو کیونکہ ناسوتی تعلق کے لاہوتی تعلق میں لاہوتی تعلق کمزور ہوتا ہے۔ چھت میں سوراخ دلالت عروج ہے اور قطع تعلق از حجاباتِ دنیوی ہے۔ یہ آنصاحب کا مخلوط محبت ہے۔ ہر اہلِ طریق کے ساتھ چنانچہ آثار حُسنِ ظن ہے بہت محمود ہے لیکن عروج پذیر نہیں آپ صاحب معائنہ و مشاہدہ کا کام کرو۔ پریشانی اہل ذکر کے واسطے اگر اسبابا" ہو تو اُنکا تدارک کرو اور مناسب حال اصلاح کرو اگر سبب معلوم نہیں تو غلبۂ نور سے پریشانی ہوتا ہے خود بخود ٹھیک ہو جائیگا۔

ایک سوئی کا طالب نہ بن عالِ بن یک سو ہو جاؤ معائنہ سے یا مشاہدہ سے' یہ بڑا کمال و علم کا خواب ہے جو سراسر تربیت و خلوصت ہے دیگر جناب عالی خط کی دوران میں کسی نے ملاقات کیا تو ہمارا انشراح کو پریشان کر دیا زیادہ بیان بند ہو گیا ورنہ ایک دراز بیان تھا+

مکتوب گرامی نمبر ۵

۵   بتاریخ ۱۹ اگست ۱۹۶۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہِ الکریم۔ اما بعد از طرف بندہ نحیف غلام ربانی السلام علیکم بر عارف صادق جناب میجر محمد شریف صاحب آپکا عنایت نامہ وصول شد از باعثِ کوائف مسرت شدہ چنانچہ نصف ملاقات خط و کتابت ہے و حسرت بر بیماری آنجناب چنانچہ برداشِ مرض گراں ہے اگر

علالتا" ہو یا ابتلاء" ہو ہاں اگر تائید ربانی ہمراہی کند تو خیر در خیر و نور بر نور و عفوتِ حال و مغفرتِ تقصیرات مآل ہے باجملہ صور باعث اجر ہے و نزد صوفیہ تزکیہ و ریاضتِ اضطراری و غیر اختیاری ہے کہ دار مدارش موھوبی ہے و تذلیلِ نفسِ امارہ و تنویرِ نفس لوامہ و تقویتِ نفس ملھمہ و سکونِ نفس مطمئنۃ ہے و بلوغِ نفس کاملہ الی المراد ہے و تسلیم نفس راضیہ بالقضٰی ہے فناءً و تمکین نفس مرضیہ ہے بقاءً اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا الخ و صحتِ مرض مژدہ حیات جدیدہ و نوید مدیدہ سبحان اللہ بات لمبا ہوا معاف دیں۔ آج کل بارش کا بہت زور ہے جیپ (گاڑی) کا آنا مشکل ہے اس واسطے ڈاک میں تاخیر ہوتا ہے ہمارے ملک میں ایک طوفانی بارش ہے کئی دنوں سے۔ حکیم صاحب کے پاس بندہ نے ایک مسئلہ عشق روانہ کیا اُس پر غور کرنا۔ سعید اللہ' حکیم صاحب کے پاس آیا ہے اس کا یعنی سعید اللہ کے دل پڑنے سے منکر ہوا۔ لیکن حکیم صاحب کے ہمت اور کشش نے دوبارہ سعید اللہ کا دل صاف کر کے حکیم صاحب کے پاس گیا۔ ہم یہ تصرف حکیم صاحب کا کرامت سمجھتا ہوں اللہ العزت منظور فرماویں+

مکتوب گرامی نمبر ۶

۶ بتاریخ ۲۳ اگست ۱۹۶۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف بندہ غلام ربانی عفی اللہ الغنی عن ذنبہ الخفی والجلی السلام علیکم بر جناب عارف ربانی میجر محمد شریف سبحانی دام اللہ شھوداً و حضوراً۔

عنایت نامہ موصولہ سے مشکور ہوں اللہ العزت عزت دار یں نصیب فرماویں و عملِ عرفانی کو ترقی توحیدِ ذاتی و صفاتی و اسمائے و افعالی و آثاری و تکوینی بلاواسطہ و تکوینی بالواسطہ در تضاعت و تعارف علی التعارف عطا فرماویں۔ الغرض چنانچہ بارش بہت ہے اور راستہ آنے جانے کا خطرناک ہے اسلیئے بندہ ملاقات سے یاس ہے ورنہ آنصاحب کا دیدار انتظارِ ابصار ہے جناب علی گوہر صاحب دیدار کا عاشق ہے۔ اور آنصاحب سے انوار حکیم صاحب سے اعتقاد بلیغ رکھتا ہے اور سلام بار بار عرض کرتا ہے اور آنصاحب کا اخلاص دیکھ کر از حد ممنون ہے۔ دیگر بندہ اس وقت مکان کے بنانے میں مصروف ہے چنانچہ ایک مکان بنا ہے اور ایک چھوٹا سا مسجد بنا ہے۔ ایک خانقاہ کا ارادت قوی ہے۔ اور ایک پانی تالاب ارادہ ہے اگر منظور قدرت قدیر مطلق ہو تو ہو جائیگا۔ ورنہ ماشآءَ اللّٰہ کَانَ مَالَمْ یَشَآءَ لَمْ یکن ماتشآؤن اِلّا اَن یشا اللّٰہ+ الغرض سردی کے موسم ہم لاہور جاتا ہے۔ کیونکہ ابھی بعض مخلصون خطوط آتا ہے اور مجھے فرماتا ہے کہ جلدی سے آؤ تو دیدار کا امید وسیع ہے ہاں اگر آنصاحب اوگی کو آنا چاہتا ہے تو ہم اور جناب حاجی علی گوہر صاحب استقبالا" وہاں آئیگا آپ صاحب تاریخ وقت مقرر کر کے فرماویں اگر آنصاحب آتا ہے تو اوگی میں ذیل اشخاص کے ساتھ تعارف پیدا کر کے آویں خصوصاً جناب عبدالحمید دوکاندار صاحب و عبدالرؤف شاہ باجی صاحب و مولانا جمشید صاحب و عبدالعزیز صاحب

کوائف قبض

قبض ایک منزل ہے الی اللہ و من اللہ بعض اشخاص عاشق مزاج کو قبض ہوتا ہے۔ کیونکہ عشق کا مقام درد و غم و ہم و الم ہے اللہ العزت کسی کو قدم درد و قدمِ غم سے نزدیک کر کے پالتا ہے۔ و درد و غم سے خوش ہوتا ہے۔ کیونکہ درد و کرب و تڑپ سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں چنانچہ یہ تڑپ و تاب اخلاص کا مقام ہے و طلبِ ذات اقدس کے لئے یہ آسان راستہ ہے کیونکہ یہ تڑپ و تاب استحضار اضطراری غیر اختیاری ہے جس کا نام جذبِ الٰہی ہے و جذبِ الٰہی موہوبی غیر کسبی و تکلیف ہے ہاں یہ جذبِ الٰہی کسبی بھی ہوتا ہے جس کا توفیق یعنی توفیق کسب موہوبی ہوتا ہے تو بہرحال خواہ تکوینا" ہو یا اسباباً ہو موہوبی ہے + تو بندہ کا مقصود یاد الٰہی ہے خواہ بسط ہو یعنی خوشی ہو سرور ہو خواہ قبض ہو حزن و غم و درد و غیر سرور ہوں تو مقصود ادا ہوتا ہے جناب یہ ایک شکایت ہے مقامِ رضا نہیں تو طالب کو مناسب ہے لذت کا طالب و بندہ نہ بنجاویں سرور کا بندہ نہ ہو مولا کا بندہ ہو تربیت وہ ذات اقدس خوب جانتا ہے خواہ قبض سے کریں خواہ بسط سے کریں۔ ھذا من جنونِ غلام +

مکتوب گرامی ۷

۷ بتاریخ ۱۹ ستمبر ۱۹۶۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد

از طرف بندہ غلام ربانی السلام علیکم برجناب میجر صاحب زاد اللہ العزیز عزۃٗ فی الدارین۔ آپ صاحب کا عنایت نامہ ملا پڑھ کر کے شکریہ بر زبان اور مسرور بر جناب ہوں۔ از درگاہِ لم یزل دعا در دعا ہے کہ آنجناب کا مقاصد مطلوب ہریک کو پورا کریں کیونکہ دعا ایک عبادت اور دعوت اللہ ہے اور یہ دعوت بذریعہ تقصیرات بشریہ ہوتا ہے چنانچہ قرآن کا حکم ہے۔ اگر گناہ نہیں تو ہم اور گناہ گار پیدا کریگا جو مغفرت مانگے کیونکہ اللہ العزت غفار ہے اور اس صفت کا مظہر گناہ گار ہے تو مغفرت کا طالب اگر اپنا نفسی حصہ کے لحاظ سے بغیر بغرض رضائے ذات اقدس مغفرت مانگے۔ تو عند جنون غلام یہ مقام توحیدِ تحقیقی ہے۔ اور عبادت حقیقی ہے۔ کیونکہ گناہ نے اُس کو بیدار کر کے طالبِ ذات و رضائے ذات بنایا اور اپنے آپ کو حقیر ذلیل و بے فرمان سمجھ کر کے غرور عمل صالح سے درگزر کر کے عبادتِ دعائیہ پر مشغول ہوا اور یہ عزم و کسر نفس ہے بہرحال بہتر حال جو ہے وہ حال استغفار ہے۔ اور ندامت و زلالت عبادت خالصہ ہے۔ اللّٰھمَّ زد فزد ندامتنا عندک یا اللہ۔ دیگر بندہ کا ستر اللہ العزت کسی کو فاش نہیں کرتا ہے اگر کاشف ہو تو اپنے بندہ ذاکر فاکر کا ستر ستار تعلق خود بخود کرتا ہے۔ آپکا گناہ جس طرح ہو اللہ

العزت ان کو اور ہم کو اور سب بندہ گاں کو مغفرت نصیب کریں کیونکہ گناہ اگر اختیاری یا اضطراری۔ سب کا علاج صفت غفار ہے جو لوازم ذاتِ غفار ہے حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

گناہ گر نبود اختیارِ من حافظ
تو در طریقِ(۱) ادب کوش (۲) گو(۳) گناہِ من (۴) است

یعنی گناہ کا نسبت اپنی طرف کرو اور نادم و شرمسار رہو و مغفرت طلب کرو+

مکتوب گرامی نمبر ۸

۸ اقتباسات از گرامی نامہ

یابم او را یا نیابم جستجو میکنم
حاصل آید یا نہ آید آرزو میکنم

یہ طلبِ صادق کے بارے ہے۔ یہ عبادت خالص ہے کہ ہر حال میں انسان طالب و کاسب رہے۔

(۱) شریعت (۲) عمل کن (۳) کہو (۴) گناہ از صادر شدہ۔

مکتوب گرامی نمبر ۹

۹ نوٹ: بندہ بتاریخ ۲۲ دسمبر ۱۹۶۴ء دسوہہ ضلع لائیل پور میں تھا۔ ایک صاحب بنام منظور احمد اس احقر کو ملنے کے لئے لاہور سے تشریف لائے۔ اُنہیں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میری ملاقات کے لئے بھیجا تھا۔ بد قسمتی سے میں گھر پر موجود نہ تھا۔ اور وہ صاحب انتظار کے بعد ایک خط چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ اس خط میں اُنہوں نے اپنے آنے کا مقصد اور پھر ملاقات نہ ہونے کے بارے اور اپنے گھر کا پتہ درج کیا تھا۔ ان کی آمد کے بارے بندہ نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو لاہور میں خط لکھا (ان دنوں حضرت صاحب شاہدرہ لاہور میں مقیم تھے)۔ خط میں حضرت صاحب کے مسئلہ عشق کے شروع کے چند اشعار لکھے اور ساتھ ہی حسب ذیل شعر لکھ کر دریافت کیا کہ صوفیائے کرام کے نزدیک عجز کیا ہے اور پھر رضا اور عجز میں کیا فرق ہے۔ (یہ شعر حضرت صاحب کا ہی ہے۔ شعر

با نیازش (۱) ناز برغم میکند
با حضورش (۲) ساز ہر دم(۳) میکند

اس خط کے جواب میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سختی سے عجز کو رد کیا اور حسب ذیل نظم لکھ کر میری طرف بھیجی۔ اور ساتھ ہی حضرت صاحب نے ایک طویل نظم جس کا نام "مہجر نامہ" رکھا۔ لکھی اور اس احقر کو لاہور میں ملک محمد یار صاحب کے دولتخانہ پر عنایت کی۔ نظم مہجر نامہ میں سلوک کی مکمل تربیت مرقوم تھی۔ اور یکتائی ارادہ و یکسوئی تصوّر پر زور دیا گیا+

(۱) عجز (۲) حضور (۳) موافقت تمام عمر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ابتدا برِ اسمِ مولا می‌کنم
انتہا برذاتِ مولا می‌کنم

مبتدی را اسم باشد ابتدا
منتہی را ذات باشد ابتدا

پائیہ پایہ منزلش تا ذاتِ ذات
نردبانِ ذات باشد اسم ذات

عجز و زاری انکساری خود سفر
منزلِ تسلیم باشد خود حضر

چوں شود منظر رضائے کبریاء
کے شمارِ عجز باشد یا دعاء

کے شمارے خود بود در پیش یار
کے شمارے یار باشد در دیدار

فارغ از کار خودے رنگ خودی
در خودی یار باشد بے خودے

عجز اندر عاشقی فطری بود
عجز کسبی غیر موہوبی بود

در سماحت[1] کار از مردانگی
در عجوزت کار نامردانگی

در طریقِ وصل مردانے بود
در طریقِ فصل عجزانی بود

بگذر از کسبے عمل اے مردِ حر
تا خورے بر از دیدارِ سلیم[2] بر

بہر تو مطلق تصور بایدت
بہر غیر قیدِ تصور بایدت

(۱) بہادری (۲) جمال

رو برو آمد جوابِ آں سوال
غیر باشد قال از احوالِ حال

کن دعائے بہر ایں ناقص غلام
اے شریف دہر اے مردِ تمام

عجز توجہ الی النفس ہے۔ رضا توجہ الی الذات ہے تسلیماً" فارغاً" عن الاخیار

مکتوب گرامی نمبر ۱۰

۱۰ بتاریخ ۲۵ مارچ ۱۹۶۵ء

نوٹ:۔ اوائل ماہ میں جناب حکیم صاحب عبدالحمید صاحب نے راولپنڈی سے ایک گرامی نامہ بھیجا۔ جس میں اُنہوں نے اشارۃ تحریر فرمایا۔ کہ کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام' فرعون کے ساحروں کے مقابلہ میں تشریف لے گئے اور وہ سب ساحر یکدم سر بسجود ہوگئے۔ اور بول اٹھے۔ کہ "ہم ایمان لائے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے خدا پر"۔ تو اس موقعہ پر اس میدان متقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی احدیت واحدانیت کا کس طرح ظہور ہوا ہو گا۔ بندہ نے اس چیز پر مراقبہ کرنا شروع کر دیا۔ جو کچھ کیفیات منکشف ہوئے۔ اور پھر اسم ذات و انوارِ اسم ذات و اسم محمد ﷺ و انوارِ اسم محمد ﷺ و انوارِ قران الحکیم کا فوراً بند ہو جانے سے بندہ پر انتہائی وحشت اور خوف طاری ہوگئی۔ ان حالات کو حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کی طرف بذریعہ خط لکھ کر شک بھیجا۔ جواب میں حسب ذیل خط آیا۔ اس واقعہ کے مفصل حالات کسی دوسری جگہ لکھے گئے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم ﷺ۔ اما بعد از طرف بندہ نحیف

غلام ربانی۔ السلام علیکم بر جناب میجر صاحب و علی من لدیکم۔ آں جناب کا نوازش نامہ موصول ہوا ۶۵-۳-۱۸ کو از دست حاجی علی گوہر صاحب قریباً دس بجا تھا۔ اس کہ روبرو پڑھ کر کوائف مندرجہ سے آگاہی ہوئی کوائف وارداتِ محمودہ پر اور تجلیات و فورۂ اسمآء مبارک پر شکریہ و فخریہ کیا اور حمد آ بعد الحمد کیا عروج و نزول یعنی عروج عطایہ از تجلیات اسم ذات و عکس اسم ذات کہ اسم پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے و نزولِ رحمانیہ بذریعہ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ رحمت عالم ہے از حد مشکورم و مسرورم اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔ جناب عالی جناب حکیم صاحب نے جو تم کو ارشاد کیا کہ واحدانیت۔ توحید کا تصوّر کرنا چاہئے ہے۔ عزیز من واحدانیت توحید کا کیا معنے ہے اور کیا مقصد ہے مجھے ذرہ سمجھاؤ اور ان دو لفظوں کا معنے بتاؤ کہ یہ کیا چیز ہے اور آپ کے عقل و فکر اور مراقبہ میں کیا ماہیت مقام پذیر ہے اور ثمرہ کیا ہے + دیگر بندہ نے جو بتایا وہ کافی نہ تھا یعنی ذات اقدس' اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔ بہت لوگ اجمالاً الفاظ استعمال کرتا ہے اور ماہیت اور حقیقت سے ناخبر ہے اجمال کا بدل اجمال ہے اور تفصیل کا صلہ تفصیل ہے۔ دیگر جناب عالے قصّونکو معلوم کرنا اور فرعون اور قوم فرعون کا معلوم کرنا ہم پر لازم تھا یا معلوم کرنا کچھ مامور بہ تھا۔ یا کچھ ضروری امر تھا۔ یا لایعنی و برباد وقت کا ضائع کرنا تھا۔ سبحان اللہ فرعون کا مراقبہ کرنا اور اللہ العزت کا مراقبہ ترک کرنا کیا جرم و حجاب ظلمانی تھا۔ چنانچہ فرعون نے اپنے آپکو ظنّی وہمی خدا بنایا تھا اور اس غضب الاھی اور دعوے طغیانی میں چلا گیا العیاذ باللہ۔ فرعون سے شیطان بدرجہا افضل ہے کیونکہ شیطان آدم علیہ السلام کا مقابلہ میں اور

اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ کا دعوہ کیا اور فرعون نے اللہ العزت کے ذات اقدس کا مقابلہ کیا اور اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کا دعوہ کیا تو آپ صاحب نے ایسا دعی نا حق کا مراقبہ کیونکر کیا۔ اس مراقبہ کو چھوڑو۔ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا مراقبہ کرو اور نور شریعت کا مراقبہ کرو اور حقیقتِ محمدیؐ اور مقاماتِ حیاتِ محمدیؐ صلی اللہ علیہ وسلم اور معرفتِ ذات بلا واسطہ کا مراقبہ کرو اس طریقہ سے کہ اول نور شریعت کا التجا کرو اور فرض کرو کہ ہمارا دل پر شریعت کے نور کا چشمہ آرہا ہے اور ساتھ اسم ذات کا ذکر کرو۔ پھر اس طریقہ سے حقیقتِ محمدیؐ صلی اللہ علیہ وسلم پھر اسی طریقہ سے مقاماتِ حیاتِ پیغمبر علیہ السلام کا پھر اس طریقہ سے حقیقت معرفتِ ذات اقدس کا۔ تھوڑا تھوڑا وقفہ کے بعد تواتر سے کرو تو نورِ فیضان در ترقی ہو گا۔ دیگر جب ساحروں کو ہار ہوا جناب علے موسیٰ علیہ السلام کا جانا فرعون کے طرف) ابتلاء تھا فرعون کے حق میں اور ہدایت تھا ساحروں کے حق میں تو مناسب یہ ہے کہ جب ساحروں کو ہدایت بذریعہ مقابلات ہوا تو تعظیمِ خداوندی و ایمان ایقا نے حقیقی سجدتاً و عبدتاً ظاہر کیا و سیرتاً و صورتاً بندہ گانِ خدا بن گیا ھو اللہ الھادی) خیر کچھ اندیشہ نہیں حکیم صاحب کا خط و کتابت اس مقدر کا ظہور کا سبب تھا جو پیش آیا اللہ العزت رحم کر دیا آپ بچ گیا ورنہ ایسا مبارک اسم ذات کے نور کا توجہ فرعون جیسا خبیث کے طرف ناجائز تھا اللہ العزت اپنے اس اسم کی برکت قوم کو نجات دیا ہے صبغۃ اللہ کو اول سے آخر تلک بطور وظیفہ پڑھو اور حجابِ عونِ فرعون سے تعلق قطع کرنا اور لایعنی کاموں سے اور مکاشفہ بازے سے توبہ کرو اس سے بھی حال اچھا ہو گا اللہ العزت کا بڑا فضل ہے

دیگر بندہ کا حال بھی کئی روز سے کمزور ہے کیونکہ مجھ پر ایک زمین کا مقدمہ تھا کسی نے ہمارا زمین پر ناجائز قبضہ کیا۔ اللہ العزت نے مقدمہ کو رفع کر دیا+

دیگر جب آپ نے واحدانیت اور وحدت کا معنے روانہ کیا تو ہم اس کے جواب میں معیت اور غیریت کا ایک نظم روانہ کریگا۔ صبغۃ اللہ سے ملاویں۔

مشکلے نیست کہ آساں نشود
مرد باید کہ ہراساں نشود+

تصور یا معبود کا یا مقصود کا یا موجود کا ورنہ تعلق ذات کا+

مکتوب گرامی نمبر ۱۱

بتاریخ ۲۹ اپریل ۱۹۶۵ء ۱۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بحضور فاکرِ ذاتِ یزدانی و ذاکرِ حقیقتِ سبحانی جناب میجر صاحب محمد شریف صاحب السلام علیکم آپکا وارداث یعنی دائرۂ تمیز واجب و ممکن وصول شدہ الحمدللہ الحمید بر عنایتِ جدیدہ و انکشافِ حمیدہ و تفہیم الممیزہ کہ عطائے محضہ و عنایتِ مزیدہ و مبدۂ شکرِ مدیدہ ہے الحمدللہ الحمید حمداً" بعد حمد۔ آپکا دائرہ سے بہت انکشافاتِ جدیدہ لذیذہ نصیبِ دل ہے۔ انشاء اللہ العزیز پورا جواب آئندہ دادہ شود و مسئلہ معیت و غیریت ہم پیش خدمت ہو جاویگا دیگر بندہ نے جو آپکو فرعون کے بارہ خط روانہ کیا

اس خط کے تیسرے رات ایک خواب دیکھتا ہوں کہ آپ صاحب ایک اعلےٰ قسم کرسی پر نشست و رونق افروز ہے اور آپکے کرسی کے راست طرف پر فیضان صاحب کھڑا ہے اور بندہ آپکے طرف روبرو آنے والا ہے رخصت و اجازت چاہتا تھا کہ ہم ملک کو جاتا ہوں اور فیض صاحب ہمارے جانے کے لئے آپکو سفارش کرتا ہے۔ کہ حضرت کو رخصت کرو وہ جانا چاہتا ہے۔ اس دورانِ کلام میں بندہ خود آکر کے روبرو کھڑا ہو گیا اور آپکا سر مبارک اپنے سینے سے لگایا جو آپکا رخسار کا گرمی بندہ کے قلب تلک پوہنچا اور ایک وجدانہ کیفیت پیدا ہوا اور آپکا کیفیت بہت بشاشت کے ساتھ تھا۔ اور اس دوران میں بندہ خواب سے بیدار ہوا اور آپکے ملاقات پر شکریہ کیا وہ لذت ابھی تک قلب میں پاتا ہوں یعنی آپکے رخسار مبارک کا۔ جناب عالی بندہ کا تسلی ہوا کہ اللہ العزت نے رحم کیا۔ دیگر یہ ہے کہ بندہ خفگی نہیں کرتا ہے یہ بندہ کا اُصول نہیں ہے۔ اگرچہ کوئی بدی کریں تب بھی مجھے اہلِ ذکر سے خفگی نہیں آتا۔

بندہ نے جو واحدانیت کا معنے طلب کیا وہ اس واسطے کیا کہ کیا ضرورت ہے۔ تعلق ذات کا تصور پورا ہے۔ واحدانیت وحدت) کیونکہ عشق (۱) کا مذہب حسنِ معشوق سے بھی درگزر ہے صرف ذات معشوق سے تعلق پورا ہے کیونکہ حُسن ذریعہ ہے ذات کا یعنی حسن میں ایک قسم کے حصۂ نفس ہے اور درجہ کسبی ہے اور ذات معشوق موہوبی ہے جو فناآلفناءٓ کا مقام ہے تمیزِ خودی و حصۂ خودی دونو ختم ہے+ "مسئلہ وصل یعنی حضور"

(۱) سبحان اللہ' عبدالحمید

حکیم صاحب کو روانہ ہے آپکو ملا ہے یا نہیں+

مکتوب گرامی نمبر ۱۲

۱۲ بتاریخ ۸ نومبر ۱۹۶۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بحضور جناب مکرم میجر صاحب السلام علیکم آنصاحب کا خط ملا پڑھ کر کوائف وارده پر الحمدللہ الحمید۔ آپ نے جو معنے و جواب واردات کا کیا اور دل میں آیا سب درست ہے تفصیل کا ضرورت نہیں۔ حقیقت کعبہ خود بخود آتا ہے اور اولیاءٓ کے اردگرد گھومتا ہے۔ یہ ولایت کا ایک بڑا مقام ہے جس کو اللہ العزت عطا کریں یہ فیضِ خاصہ ہے جس پر اللہ العزت کسی کو خاص کرتا ہے۔ وہ خاص ہوتا ہے+

مکتوبات گرامی نمبر ۱۳

۱۳ بتاریخ ۲۲ مئی ۱۹۶۵ء

نوٹ:۔ خط نمبر ۱۰ کی وصولی کے بعد احقر نے حضرت صاحب کے فرمان کے مطابق مراقبہ نور شریعت۔ حقیقت محمدی ﷺ و حقیقت حیاتِ محمدی ﷺ و مراقبہ معرفتِ ذات بلا واسطہ کرنا شروع کیا۔ جس کے نتیجہ میں مزید کیفیات و واردات منکشف ہوئے۔ بندہ ان کو متواتر حضرت صاحب کی خدمت میں بھیجتا رہا۔ ان کے جواب میں حضرت صاحب ﷺ مندرجہ ذیل جواب نظم کی صورت میں ارسال فرمایا+

"معیت و غیریت"

اے تمیز یابندۂ اوصاف ذات
اے عزیزت کردۂ الطاف ذات

وصفِ ذات از عینِ ذات باشند غیر
هم بذاتش عین باشند غیرِ(۱) غیر

ذاتِ پاکش غیر(۲) باشد از صفات
قدرتِ اوعین باشد باصفات

ذوقِ میوہ غیر باشد در مذاق(۳)
عین با میوہ است در غیرِ مذاق

قدرت(۴) حق شاملِ امکان بود
ذات پاکش (۵) برتر از امکان بود

---

(۱) و (۲) جدا (۳) در دہن یعنی منہ (۴) ذاتی صفات (۵) وجود باری جل شانہٗ

هارِ خوباں زینتِ خوباں بود
گرچہ عین (۶) و غیر باخوباں(۷) بود

اے نوازندہ زِ اسرارِ لدُن (۸)
اے وجودت مظہرِ کونِ(۹) لدُن

شکر بر شکر است حمداً بر عطا
اے کہ پروردہ زفیض مصطفےٰ

اے قلعت(۱۰) پروردہ نور طاہرے (۱۱)
اے روحت پروردہ ذاتِ قاهرے (۱۲)

مجرۂ انوار حرفِ میجرے
معنۓ اسرار لفظِ میجرے

کن دعا در حقِ احقر بے نوا
تا شود محشر معہ خیرالورآءؐ

---

(۶) مطلق تعلق
ہار (۷) وجود آثاری (۸) از عطائے علم ذاتی ذات اقدس جل شانہ (۹) ارادہ ذاتی (۱۰) میجر
محمد شریف (۱۱) فیضان مدنی (۱۲) غالب الامر

روبرو خواہم بیان واردات
گر شود منظورِ قدرت واصلات (۱۳)

بست(۱۴) و پنج تاریخ درپنڈی نگر
گر بود منظورِ قدرت ایں سفر

بر حکیم وقت عرفانِ زمن (۱۵)
گو سلامَ از نافۂ عطرِ خُتن

در مطب آں قاسمِ نور شفاءَ
از خواص افعال دانائے دواء

ضروری مسئلہ۔

اوصاف رامعیت با امر باشد امر رامعیت باارادہ' ارادہ رامعیت با ذات جل شانہٗ وامر باذات باشد واثرِ امر بامخلوق لہٰذا شمارِ عین وغیر پیدا شود

ارادہ بے کیف ہے۔ اللہ بے کیف ہے۔ بے کیف' بے کیف میں آسکتا ہے یقین اللہ ہے۔ واحدانیت۔ احدیت نورِ یقین ہے۔

(۱۳) ملاقات (۱۴) ۲۵ تاریخ (۱۶) زمانہ ہوا

مکتوب گرامی نمبر ۱۴

۱۴ بتاریخ ۶ جون ۱۹۶۵ء بوساطت حکیم صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بحضور جناب عرفان مآب حکیم صاحب السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہٗ۔ عنایت نامہ وصول شدہ پر الحمدللہ الحمید۔ کوائف بر خردار عبدالمجید صاحب وغیرہ الحمدللہ الحمید۔ دیگر جناب میجر صاحب کو ہم چاہتا ہے کہ ذاتی تعلق سے کام لیویں کیونکہ انکا استعداد تجردانہ و عشقانہ و فردانہ معلوم ہوتا ہے۔ اور ریاضات و مجاہدات کا بوجھ گران ہے۔ لیکن وہ فراغت و فرصت چاہتا ہے باوجود آنکہ یہ صحابیت" رضوان اللہ علیہم کا شیوہ نہیں۔ اُنہوں نے فرصت و فراغت کا طلب نہ کرتا تھا۔ ہر حال میں شاغل بہ مقصود تھا۔ ہمارا خیال میں یہ وھمی ظنّی و طبعی قبض ہے۔ جو میجر صاحب انکا مراقب ہے اس کو ترک کرنا و عدم التفات کرنے سے علاج ہوگا الحمدللہ آج کل فوجی لوگ سے جو فائدہ ہے ملک و اہلِ ملک' یہ کسی سے نہیں ہوتا ہے کیونکہ اگر فوجی لوگ مورچہ میں خدا نخواستہ نہو تو ہندو سب ملک پر قبضہ کر کے اسلام کا بیخ کن نعوذ باللہ ہوگا فکر کا مقام ہے چنانچہ میجر صاحب آج کل فرض میں مشغول ہے۔ جو اہم فرض ہے یعنی جہاد۔ اگر ایک فرض کرنے سے دوسرا فرض یعنی ذکر فکر میں قصور آویں تو یہ کچھ مذائقہ نہیں کیونکہ بدن مشغول ہے ایک قسم کے شغل میں باوجود ایں کہ اہل دل کا تو قصور قصور نہیں کیونکہ اگر ذکر فعلی نہیں ہے تو ذکر معنوی عزمی ارادی ضرور ہے۔

از مقام دل مراقب (نیا تصنیف)

اصلِ دل در سینہ(۱) دارم شاخِ دل برِبامِ تو
گرچہ دل آزاد(۲) دارم پائے (۳) دل دردامِ(۴) تو

قاصرم من از دیدارش عفوہ تقصیر کن
از عمل معذور دارم عزمِ دل در نامِ(۵) تو

ایک نگاہِ دل بروئے پاک تو وصل تمام
حق دیدارش ندارم بس خیالِ (۶) نامِ تو

بندۂ نامیدہ بر لفظِ غلامم رحم کن
حقِ خدمت (۷) کے توانم اکتفا (۸) برنامِ (۹) تو

مکتوب گرامی نمبر ۱۵

۱۵ بتاریخ ۱۹ جولائی ۱۹۶۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ اللہ جل جلالہٗ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

امابعد بحضور میجر صاحب محمد شریف مواڑہ پنڈی۔

(۱) گوشت (۲) جسم (۳) تعلق (۴) باذات تو (۵) ذکر (۶) ذکر اسم ذات (۷) نیک عمل (۸) گزارہ (۹) ذکر

اے نوازیدہ ز علمِ اسمِ ذات
اے تراشیدہ ز نورِ اسمِ ذات

اے قدر دانِ مقامِ اسم ذات
اے رمزدانِ کلامِ اسم ذات

اے شرف یا بندۂ از ذکر ذات
اے شرف جویندۂ از فکرِ ذات

اے کہ پروردہ ز نورِ اسم ذات
اے سر افگندہ(۱) بنورِ اسمِ ذات

آمدہ نامہ پر از علم لدُن
خواند و مشکوریم از علمِ(۲) کہن

جز ز حیرت شکر کے تانم جواب++
شکر بر شکر است و نازش بے نقاب

(۱) تابع شدہ (۲) ازلی ذاتی

مدحا پارینہ زورِ نقشبند "
از وُفور نور شورِ نقشبند "

علم برعلم است کارِ نقشبند
فضل بر فضل است یارِ(۳) نقشبند

از حکیم حمدیہ حمد خدا
راہ نمائے تست اے مرد(۴) خدا

ورنہ ایں دولت کجایا بندہ بود+
گرچہ شرق از غرب تا جوئندہ بود

بہرِ احقر کن دعائے مغفرت
تابگویم فاش رمزِ (۵) معرفت

یار سید پورے کہ دلدارِ من است
فیضِ دلدارے کہ راہ دارِ من است

(۳) حکیم عبدالحمید صاحب جو کہ میجر صاحب کے محب و محترم ہیں۔ (۴) میجر صاحب
(۵) راز معرفت

الغرض

اللہ العزت نے عطائے نور خصوصی از فضلِ خصوصی بہ بندۂ خود از کرم نوازیٔ خود بذات اقدس خود کردہ کسے را درایں خصوصیت دخلے نیست ہاں امر تکوینی یعنی فعل باری تعالےٰ جل شانہٗ یا ذاتی باشد یعنی بلاواسطہ۔ یا اسبابی باشد یعنی بالواسطہ لہٰذا در حق اسباب اگر شکریہ کردہ شومانعِ توحیدِ تحقیقی و توحیدِ ایقانے نباشد و تکوین یعنی فعلِ باری خواہ اسبابا" باشد یا ذاتا" ہمہ از یک ذات دانستہ و شکر بر مزیدِ نعمتِ عرفان و علم اکواں باید کرد کما ھوالعَبْدِیۃ الخَالِصَۃ والخلوص وھو نورٌ یَخْتَصُّ بہ ذات الاقدس عَبْدَہٗ لِمَنْ شَآءَ کما ھوالقرآں۔ وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ پس شکر و حمد اللہ العزیز باید کرد+

بندہ اس علم واردات کا بار بار مطالعہ کر کے جواب دیگا اگرچہ لاجواب ہے۔ فیض الرحمٰن کے بارہ دعا ہے۔ حکیم صاحب سے ہم بہت مشکور ہے۔ میجر صاحب سے بندہ کا ایک طبعی غیراختیاری محبت ہے واللہ اعلم کہ ہروقت حضور در حضور ہے۔ ہروقت سے مطلب اکثر اوقات ہے۔ جس میں میجر کے طرف توجہ ہو بھی ہم فرطِ محبت سے لفظ میجر نوشتہ کرتا ہوں بغیر صاحب

جنابِ عالی

یہ مسئلہ ہے کہ جس کے ساتھ محبت ہو ظاہر کریں بقدر ضرورت چنانچہ دستور صحابہ رضی تھا ورنہ محبت بلابیان عیاں ہے+ حکیم صاحب کے نام حکمت کا بو آتا ہے یعنی حکمت عرفانی۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ آمین!

نوٹ:۔ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں یہ احقر راقم الحروف دوبارہ فوج میں بلا لیا گیا تھا۔ فوج کی حفاظتی تدابیر کے تحت حضرت صاحب کے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ بذریعہ حکیم عبدالحمید صاحب راولپنڈی جاری رکھا گیا مندرجہ بالا چند خطوط اسی ذریعہ سے وصول ہوئے۔ ۱۹۶۵ء میں لاہور سے واپس وطن جاتے ہوئے حضرت صاحب نے مندرجہ ذیل چند اشعار لکھوا کر احقر کو بھیجے

اے دلم شوریدہ شورِ دیدہ نت
دیدۂ دیدارِ رویت دیدہ نت
آرزوئی دیدنِ دیدار تو
ایں دلِ غم خوار زیر بارِ تو

مکتوب گرامی نمبر ۱۶

۱۶ بتاریخ ۸ مارچ ۱۹۶۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلّی علی خیر خلقہ محمدؐ و علی آلہٖ و اصحابہٖ وسلم۔ اما بعد۔ از طرف بندہ غلام ربانی۔ السلام علیکم بر جناب میجر محمد شریف صاحب و رحمت اللہ آنصاحب کا عنایت نامہ عطائیہ کا ارقام وصول شدہ پر حمداً کثیراً بلا حدٍّ و عدٍّ ہے۔ اللہ العزت جس کا تربیت تجلّیے اسم عزیز سے کریں تو وہ عزیز بہ عزت عرفان ہو جاتا ہے۔ کیونکہ عزت عبدیت و علمیت معرفتِ ذات و صفات و اسمآء و افعال و تمیز معرفت آثارِ امکانی کہ دال بر ذاتِ سبحانی و شواہدِ قدرتِ رحمانی ہست ایک نعمتِ کبرآء و عطیۂ اعلٰے ہے۔ خواہ اجمالی ہو خواہ تفصیلی ہو اللہ العزت نے ہم سب پر رحم کر کے

آپکو تفصیلاً" و تمثیلاً" سمجھایا یہ بڑا رحم ہے ہم سب اس پر شاکر ہے اور فاخر ہے کہ اللہ العزیز نے آپکو علم مکاشفہ تصفیہ انواریۂ مظہریۂ مثالیہ پر علم دیا ہے یہ سب اللہ العزت کا انتخاب اور کشش کا دلائیل ہے ہم شاکر ہے آپ صاحب بھی شکر گزار ہوں کیونکہ اللہ العزت نے آپکو عابد و عارف کا تمیز بتایا ہے۔ اگرچہ عبادت عمدہ ذریعۂ تقرب خداوندی ہے۔ لیکن معرفت ایک خصوصی دولت ہے جو خداوند کریم اپنے ذات اقدس سے کسی کو عارف بناویں تو اُن کے لئے سب ذرائع ختم بلا تکلف منزل مقصود کو پہنچایا۔ الغرض بندہ اس کا شکر ادا نہیں کر سکتا+ لیکن خبردار بیدار باش از جلال و جمالِ خداوند در آماں مباش و غرہ نہونا شاکر و خائف و عابد و زاہد و فرمانبردار رہنا+ دیگر عرض ہے کہ اس کوائف و ظرائف کو چھاپ کرنا جملہ واردات شریفانہ جمع کر کے جلدی سے جلدی چھپاویں تاکہ ہم اپنے زندگی میں دیدارِ انوار سے شرف حاصل کروں اگر ہو سکے تو رسالۂ اللہ نور السمٰوٰت۔ وغیرہ شامل کریں اور جناب حکیم صاحب سے مشورہ کر کے کام اور نام کا تجویز کرنا ضرور ہے۔ زندہ گی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے کیونکہ بدن کا قیام روح کے ساتھ ہے۔ اور عمل و فہم و عقل و کیاست و فراست و خیال و وہم روحِ امری کا فروعات ہے۔ جب اصل نکل کر چلا جاتا ہے۔ تو یہ سب اوصاف بھی ختم ہو جاتا ہے۔ ہاں بذریعہ چھاپ باقی ہو جاتا ہے آئندہ لوگوں کے واسطے یہ ایک تربیت خداوندی و دعوتِ یزدانی ہے کہ کسی کو علم دیویں اور آئندہ کے لئے آئندگاں را فائدہ ہو جاتا ہے۔ خدا جانتا ہے۔ کہ یہ وقت کہ حیات حکیم صاحب و دیگر اہلِ عرفان ہے آئندہ کب تک یہ محفل رہیگا اس مقام پر

جدائی کا صدمہ آکر کے سب مضامین کو بند کر دیا۔ حکیم صاحب کا نام لینے سے اور آپکے آنسو کاغذ پر گرا۔

؎ خونِ دل در چشم آمد آب شد
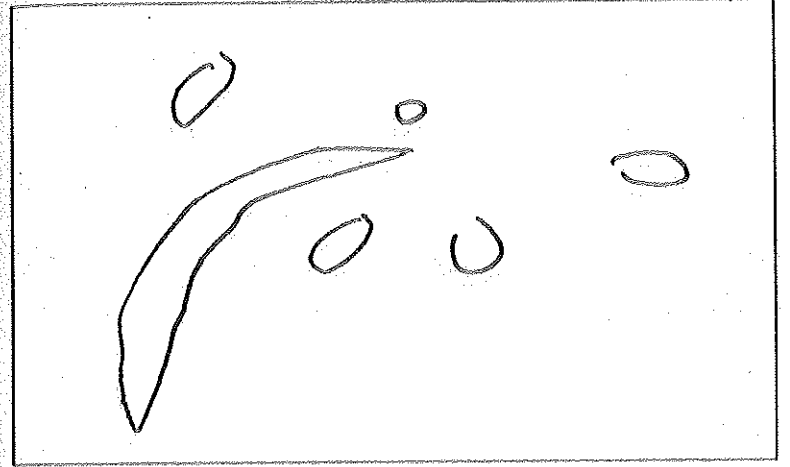
یہ نشانات حضرت صاحب کے آنسوؤں کو ظاہر کرتے ہیں۔ ان دائروں میں حضرت صاحب کے آنسو مبارک گرے۔ اصل خط محفوظ ہے۔

مکتوب گرامی نمبر ۱۷

۱۷ بتاریخ ۱۴ اپریل ۱۹۶۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد از طرف بندہ غلام ربانی السلام علیکم بر جناب میجر صاحب محمد شریف صاحب و رحمتہ اللہ و برکاتہ' اما بعداز تسلیم و تکریم معروض رائے صمیم باد کہ یہاں پر خریت ہے۔ اور

آنجناب کا خیریت و عافیت نیک مطلوب و مرغوب ہے۔ (۱) آپکا واردات نامہ! لدنیات نامہ وصول شدہ از اول تا آخر دیدہ لبریز از علوم بود حمداً و شکراً علی عطا اللہ العزیز جناب عالی عارف ربانی حکیم عرفانی جناب حکیم صاحب نے سعیداللہ کے بارے از روئی مرض و علاج و صحت یابی و خدمت کردنی اطلاع فرمودہ بندہ از فرطِ خوشی و احسان حکیم صاحب مشکور شدہ غیر اختیاری دعاء پر باعث شدم و انکشاف این مسئلہ نفس در خاطر شدہ بہ حکیم صاحب نوشتم حکیم صاحب نے آنصاحب کو روانہ کیا تو جناب نے ایسا تشریح کی کہ مجھ کو فائیدہ ہوا آپکا تشریحات عندنا بالکل صحیح ہے اللہ پاک علوم عرفانی میں ترقی کریں اور معارف کو مقبول فرماویں یہ ایک خصوصی عطائی رحمانی ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اس کا ترقی کا سبب شکر ہے اور اُنکا فرض توجہ الی الذات اقدس ہے بلاکیف و این چنانچہ فکرِ دل کا نتاب کو دوام بازات اقدس بستہ و تصور موجود بذریعہ موجودات و معبود بذریعہ عبادات' حضور و مقصود بذریعہ محبت و تعلق کردہ حاضر و ناظر صاحب جلال و جمال تصور کرنا جس کا تشریحی نام حضور و نیّت ہے ایک دفعہ ہم نے آپ کی تحریرات کو دیکھا ہے بارِ دیگر و بارِ سوم پھر ملاحظہ کروں گا اور جواب دیا جائیگا انشااللہ العزیز الغفار +

(۲) آنصاحب نے نوشتہ کیا کہ ہم پر پریشانی بہت ہے۔ جناب عالی اہلِ پریشانی تین قسم ہے یعنی ایک مبتدی کا پریشانی ہے مبتدی کا علاج و اصلاح توجہ الی اللہ ہے۔ یعنی اعمالِ پیرو اقوالِ پیرو احوالِ پیرو فرمانِ پیرو وعدہ بیعت پیرو تعلق پیرو محبتِ پیرو اعتماد پیرو اعتقاد بر پیرو اتباعِ پیرو غیرہ اسباق و اوراد و ارشادیہ کو مدِ نظر رکھیں و ذات پیر کو تصوراً حاضر کریں نہ

اعتقاداً چنانچہ حاضر و ناظر اعتقاداً ذات اللہ العزت ہے اس صفت خاصہ میں کوئی ممکن داخل نہیں ہے۔ ہرچند کہ فکر ادھر اُدھر دوڑتا ہے۔ لیکن اس اشیاءِ مذکورہ کے طرف راجع کریں یعنی اقوال و اعمالِ پیر تو مبتدی کا پریشانی رفع ہو گا برائے مرید صادق + دوم متوسطین کا پریشانی ہے۔ متوسط کا علاج و اصلاح توجہ الی الذکر ہے کثرتِ ذکر کریں اور فرضیتِ ذکر کو نہ چھوڑے چنانچہ نماز کا چھوڑنا جرمِ عظیم موقتاً" تو ذکر کا فرضیت غیرِ مُوقت ہے۔ ایک لمحہ فرصت نہیں۔ تو ذکر۔ استغفار درود شریف تسبیحات وغیرہ پر زور لگاویں + (۳) سوم پریشانی منتہی ہے۔ اہلِ انتہا کا علاج و اصلاح توجہ الی الذات اقدس ہے۔ و ذات سے توجہ قطع کرنا ہلاک روحانیت و مسخ حقیقت ہے۔ تو رہائی حاصل شود اگرچہ خواطر غیر اختیاری بشری طبعی حملہ زن باشد لیکن مقصود ندارید و شرم از ذات باید(۱) کہ دل جو کہ آلۂ وصل ہے یعنی ارادہ اُس ذات سے جدا کر کے کسی غیر سے پیوند کرنا باعثِ شرم و عار ہے و وعدۂ عشق و محبت و نسبت دروغ ہے فروغ ہو گا الغرض معاملات کو نیہ نظامیہ حوالہ ذات کریں چنانچہ لَا یَتَحَرَّکُ ذَرَّۃٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللہِ پس چہ مناسب اہلِ نسبت ہے کہ تصورِ امرِ غیر اختیار کریں اور اوقاتِ عبادت ذاکرانہ و تصورانہ بدل بہ خسرالمہ حادیثانہ کریں چنانچہ تقرب الٰہی کا تین ذرائع بہت عمدہ

(۱) سبحان اللہ، عبدالحمید

علم

علم سے احکامِ خداوندی معلوم ہوتا ہے جس پر جانا الی اللہ آسان ہے۔ اور جانے کے واسطے راستہ کا ضرورت ہے۔ اور یہ احکام صراطِ مستقیم شرعی ہے و اتباعِ رسولؐ و ایمان بالکتاب

عمل

عمل سے تقویٰ پیدا ہوتا ہے جو ولایت کا مقام ہے بغیر تقویٰ سے ولایت و قرابت مشکل ہے بلکہ نا ممکن ہے اور خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے و ایمان کا جُزو ثانی اطاعت رسول ہے ... مراد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

اخلاص

اخلاص سے توحیدِ ذاتی و عمل از شائبہ شرک و بدعت خالی گردد و قابلِ قبول درگاہ خداوندی عمل خالص ہے جس کے بغیر رضائے ذات اقدس مشکل دیگر چیزے از حصۂ نفس ندارد کمالا تحقیقے +

مکتوب گرامی نمبر ۱۸

۱۸ بتاریخ ۲۲ اپریل ۱۹۶۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ عفی ذنبہ الخفی والجلی۔

مرادالعرفاں مخلص دوراں جناب میجر صاحب السلام علیکم از بندہ غلام ربانی آپکا مژدہ نامہ وصول شدہ کوائف مکتوبہ پر از حد شکر ہے اور آزادیٔ نوکری جو دل کا ایک بڑا صدمہ تھا اس مشکل کے حل پر حمداً کثیراً۔ کما یُحِبُّ رَبُّنَا وَ یَرْضٰی ہے بندہ اس تصور میں اکثر مبتلا و گرفتار تھا کہ کیا انجام ہو گا لیکن اللہ العزیز الغفار نے اپنے رحمتِ خاصہ سے رحم کیا کہ

آنصاحب کو فوجی حال سے آزادی کا حال پر لایا دیگر عرض ہے کہ جناب والد صاحب کا کوائف مرض اور نہ فرماویں یہ ایک تشویش ہے اللہ العزیز خیرواریں نصیب فرماویں چنانچہ خیران نی تین چیزوں میں ہے۔ اوّل نیکی کرنے سے انسان عابد بنتا ہے۔ دوّم بدی چھوڑنے سے انسان پرہیز گار و متقی بنتا ہے۔ سوّم قناعت کرنے سے انسان غنی بنتا ہے یعنی تقسیم خداوندی پر رضا غنائے نفس ہے کیونکہ تشریعی قانون برائے نفس ہے۔ کفر۔ اسلام دو صفت ہے نفس تکوینا" تخلیقا" مسلمان ہے لیکن امّارہ بالسّوءاس کا خاصہ ہے۔ کفرانِ نفس از روئی ترکِ قانون تشریعی ہے اور اسلام قبول کردن قانون تشریعی ہے جو نفس کا محمودہ صفت ہے۔ اور کفرِ مذمومہ صفت ہے العیاذ باللہ العزیز اور اہلِ ذکر کا کفر ترکِ ذکر ہے اور اہلِ حضور کا کفر ترکِ حضور ہے اور اہلِ تعلق کا کفر ترکِ تعلق ہے العیاذ باللہ العزیز اور اہل ظاہر کا کفر ترک احکام خداوندی جل شانہ العیاذ باللہ العزیز الغفار۔ اور تعلق ثمرہ و شجرۂ محبت ہے چنانچہ محبت مقام قرب و وصل و رضائے ذات اقدس ہے۔ اگرچہ معرفت کم ہو۔ کیونکہ کفار کا معرفتِ خداوندی تھا اور معرفتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ کمایعرفون ابناءھُمْ الخ لیکن محبت رسول ؐ نہ تھا اسواسطے کافر گزر گیا اور جس کا محبت و عقیدت یعنی صحابہ کرام ؓ و دیگر مومنین تو از روئی محبت خداوند کریم و رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہ مسلمان گزر گیا+

متفرق ارشادات (یہ خطوط پاک بھارت جنگ ۱۹۶۵ء کے دوران کے ہیں)

سرور روح ز اعنافِ(۱) دوستاں باشد
حیاتِ روح ز الطافِ دلبراں باشد
بروئے دوست نگاہے حیاتِ جاوید است
ز کوئے دوست پیامے لقائے جاوید است
تمیزِ واصل و فاصل ز فرطِ عشق فنا (۲)
فقط نگاہ بہ معشوق در مقامِ بقا
مقامِ جنگ' مقامِ رضائے ذات اقدس
نظامِ جنگ ' نظامِ رضائے ذات اقدس

بندہ نے تین بندوق برائے جہاد خرید لیا ہے۔ سب دوستانِ غازیاں پر سلام علیک عرض ہے۔

یعنی برحال است غالب عارفاں
زیرِ بارِ حال باشند عاشقاں (۳)
حالِ (۴) عاشق غالب (۵) از دین و(۹) ایمان
دین و (۶) ایماں رمزِ (۷) وصلِ (۸) دلبراں (۹)
از کمالِ (۱۰) بندہ گی آقا (۱۱) شود
راقبِ (۱۲) آقا آخر مولا(۱۳) شود

(۱) انگلی (۲) مقام فنا میں دوئی مٹ جاتی ہے صرف معشوق ہی معشوق نظر آتا ہے۔ (۳) اہل سکر و فنا در بقائے باقی جل شانہ۔ (۴) مقام حضور' (۵) مقبول تر' (۶) ذرائع' (۹) ذریعہ' (۷) رمز یعنی صراط (۸) قرب' (۹) ذات'
(۱۰) حضور' (۹) بقاباذات' (۱۱) ذاکر' (۱۲) فنادر مولا و بقاباذات مولا

از کمال دوام مراقبہ آقا' ارادہ صورت و ذات آقا گردد عزما دا یں توحید ایقانی عملی تحقیقی ذاتی باشد

ہجرم امروز بر دل آمدہ
غم درونِ سینہ بر دل آمدہ

نوٹ:۔ دوراں پاک۔ بھارت جنگ حضرت صاحب اس احقر کی ملاقات کی خاطر ہمراہ ملک محمد یار صاحب لاہور سے گوجرانوالہ تشریف لائے۔ چند گھنٹے ٹھہر کر واپس لاہور تشریف لے گئے مندرجہ ذیل اشعار حضرت صاحب نے اس احقر کے غریب خانہ میں ۶۵-۱۲-۲۲ تحریر فرمائے۔

چونکہ دل بابانت در خُسران (۱۳) بود
چونکہ دل باتست در آمان (۱۴) بود
(۱۳) وحشت، (۱۴) جمعیت

در دیارِ یار دل دارد قرار
از گل و گلزار (۱) میدارد فرار (۲)

چوں مذاقِ (۳) دل شود ذوق ہوس
عرش تا فرش است بُعد یک نفس

وصلِ مثنوی (۴) وصلِ افعالی بود
گرچہ معطل وصلِ اعمالی بود

(۱) غیراللہ، (۲) دوری، (۳) وحشت، (۴) معنوی۔ حقیقتاً

تصرف در جہاد دو قسم

تصرف بلاواسطہ و بالواسطہ۔

واَلَّذِیْ اَیَّدَکَ بِنَصْرِہٖ...... و بالمؤمنین

(نصرت ذاتی قدرتی بلاواسطہ۔ نصرت مصورہ ایمانیہ بالواسطہ

امر تکوینی

تکوینِ باری جل شانہٗ بالاسباب یا بغیر اسباب۔ در اسباب مؤثر حقیقی قدرتِ ارادی اللہ العزت ہے۔ وجوداً۔ وعدماً+ فناء" وبقاء" فتحاً" و نصراً دنیاناً و عقباناً۔ تعذیباً" و تکریماً" و غلبتاً"۔ عزتاً" و ذلتاً"۔ حیاتاً و موتاً۔ ثباتاً و قیاماً۔ بساطاً" قبضاً"۔ خوفاً" و رجاء"۔ نازاً سلاماً و آماناً کلاماً و سکوتاً حسناً" و شرافتاً" عفواً و ستراً۔ ایماناً و ایقاناً وغیرہ وغیرہ+

نوٹ:۔ امر تکوینی سے تصرف ذات مراد ہے۔ یہ تصرف جہاد میں دو صورتوں میں یعنی بلا واسطہ اور بالواسطہ نزول ہوتا ہے۔

مکتوب گرامی نمبر ۱۹

۱۹ بتاریخ ۱۴ مئی ۱۹۶۶ء

نوٹ۔ احقر کے والد بزرگوار و چچا بزرگوار دونو ۲۶ر اور ۲۸ر اپریل ۱۹۶۶ء وفات پا گئے ان کی فات کی سن کر حضرت صاحب نے مندرجہ ذیل گرامی نامہ ارسال کیا۔ اور پھر فاتحہ خوانی کی غرض سے اس احقر کے غریب خانہ واقع موا ڑہ ضلع راولپنڈی بھی تشریف لائے+

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ امابعد از طرف بندہ غلام ربانی السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ بر جناب میجر محمد شریف صاحب۔ آنصاحب کا عنایت نامہ وصول شدہ از کوائف واردات و نکبات الدہر و انقلاباتِ ناسوتیہ قالبیہ ارکانیہ تقدیرانہٗ ارادیہ خبر شدم پس جواب جواب از فنآء بہ بقا دادم کہ انا للہ و انّا الیہِ راجعون ○

(بقآء" عنداللہ اضطراراً و مجبوراً و اختیاراً و عشقا" و سعیا" و عزماً)

و خوشی و خفگی از جلالیتِ جلال و جمالیتِ جمال کی عبارت از خوف و رجآء است وجداناً وصول شدہ خوشی اس بات پر کہ اللہ العزت بر موت آں صاحبان خوش بود و خفگی از غلبۂ تعلق ناسوتی طبعی بود کہ طبیعت جدائی دوستاں را گوارا نہیں کر سکتا ہے۔ لیکن رضا بر قضا امر واجبی است و از استقلال و صبر کردن آنصاحب مشکورم کہ اس وقت نازک و غمگین میں آپکو معاملہ نفس و روح و موت پر نظر بر ماہیتِ قدرت ہے۔ جو از ہیئتِ آثارِ قدرت مشاہدہ می شود کہ موت و حیات ایک انقلابِ احوال ہے و ہردو را تربیت از تجلائے مُمِیتْ و حیات است کہ عبارت از تصرف اسم ممیت و تصرف اسم حیات است در مظہر خود کہ عبادت از لطیفۂ قالبیہ حیوانیہ ہے یعنی مظہرِ حیات و مظہرِ ممات الغرض در ہردو حال انقلاب آثار قدرت مشاہدہ ہے۔ و ذاتِ قدرت ماورآ الورآء ہے کیونکہ ناداں صوفیاں معیت ذاتی گویدا ایں بیچارگاں از معرفتِ ذات بہت ناخبر چنانچہ ذات ماورآء الورآء ہے۔ تو پھر معیتِ ذات در ممکنات تصرفا" و قدرتا"

و علما" ہے نہ کہ ذاتا" ہے۔ و ایں معیت و اقربیت لفظی تفہیمی ہے۔ چنانچہ پورا بیان در معرفتِ ذات بہت عندالملاقات کردہ شود انشاءاللہ العزیز۔ بندہ برائے فاتحہ عزم آمدن میدارد۔ اور یں باب قدرے از معارف ذات۔ معارف صفات معارف اسمآء۔ معارفِ افعال۔ معارف آثار نوشتہ +

شدیہ منزل راہ روانِ اہلِ موت
ماروندہ بر آثارِ نسل موت ++

الغرض نمائشِ قدرت آثار انقلابی تغیّریہ تبدیلیہ فسادیہ ہلاکیہ نقصانیہ قضادیہ۔ خسرانیہ۔ زیانہ ماریضانہ۔ شافیہ باکیہ ضاحکہ وغیرہ شد۔ الغرض موت ایک مقام فنآء ہے۔ علائق ناسوت (جسم) کی۔ لیکن اضطراراً و بقائے ملکوت ہے اضطرارآ۔ فقط

و آں عارفاں کہ فنآ و بقآء کسبی وصول کند آں فنائے اختیاری و بقائے اختیاری عزمی عملی علمی ہے کما لا یخفیٰ علی الغیب ۱۲

مکتوب گرامی نمبر ۲۰

۲۰ بتاریخ ۲۶ جون ۱۹۶۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ و کفی والسلام عبادہِ الذین اصطفیٰ۔ امابعد از طرف بندہ غلام ربانی۔ السلام علیکم بر جناب میجر صاحب محمد شریف عارف مواڑہ

السلام اے لطفتہٗ طرفِ جہگر
السلام اے معنیٔ حرفِ جہگر

پیکرِ معنیٰ است ایں ناسوتِ تو
ھیکلِ معنیٰ است خود ناسوتِ تو

یہاں پر چند اشعار کسی خاص مقصد کو ظاہر کرتے ہیں لہٰذا درج نہیں کیے گئے ویسے اشعار مذکورہ دوسری جگہ محفوظ رکھے ہیں۔

کارِ عقبا دیگر و دنیا دیگر
گرچہ دنیا بہر عقبا شد ہنرِ

بہر جملہ اہلِ خانہ الدعاءَ
السلام بہ جملہ کانت (۱) مُدّعا(۲)

آں عریفِ معرفت حمدِ حمید (۳)
سر پرستت باد اے مردِ رشید

مطلب
(۱) خویش (۲) مطلوب (۳) حکیم صاحب

عاشقِ سودائے دیدارِ شما
ناشکیبا ایں فلاں (۴) است اے فنا

مکتوب نمبر ۲۱

۲۱ بتاریخ ۱۳ نومبر ۱۹۶۶ء

نوٹ:۔ حضرت صاحب ﷺ ۱۲ نومبر ۱۹۶۶ء وطن سے راولپنڈی تشریف لائے اور جناب مولانا محمود شاہ امام و خطیب جامع مسجد گولیاں والی راولپنڈی شہر کے ہاں ٹھہرے۔ دوسرے دن حکیم صاحب عبدالحمید صاحب نے مندرجہ ذیل خط بہ اجازت و ارشاد حضرت صاحب اس احقر کی طرف تحریر فرمایا۔ احقران دنوں لائیل پور میں تھا!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) مخدومی برادرم مکرم دامت برکاتہ۔ السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔ جناب استاذ جی مولانا غلام ربانی صاحب مدظلہ ککڑشنگ سے کل تشریف لائے ہیں۔ الحمدللہ باخیریت ہیں۔

(۲) ابھی اُن کے فرمان واجب التعظیم سے آپکو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ آپ باطنی امداد اسلام فرماویں یعنی یہ کہ اصلاح خلق کیلئے لوگوں کو دین سکھائیں اور مرید کر کے تلقین دین متین فرماویں اور اس میں سستی ہرگز ہرگز نہ فرماویں۔

(۳) "اسم ذات کے رنگ سے لوگوں کو رنگ کرو اور مدام تمکین میں رہنا یہ خود کا فائدہ ہے۔ لیکن اوروں کا فائدہ نہیں ہے۔" مذکورہ یہ حضرت صاحب نے آپکو فرمایا ہے۔لاہور کو حضرت صاحب ﷺ جلد ہی تشریف لے جائینگے۔ اب آپ آرام سے اپنا کام کریں اور لاہور حضرت

---

(۴) غلام یعنی حضرت صاحب

صاحب پہنچنے پر آپکو اطلاع فرمائینگے۔ جناب محمود شاہ صاحب کا سلام

نوٹ:۔ اسوقت جناب حضرت صاحب اور مکرم جناب محمود شاہ صاحب احقر کو باہمی مشورہ سے یہ سطور آپکو لکھوا رہے ہیں۔

لاہور تشریف لے جانے کے بعد ۳۰ نومبر ۱۹۶۶ کو حضرت صاحب میرے پاس دسوہہ لائیل پور میں تشریف لائے۔ یہاں تین روزہ قیام میں اُنھوں نے میرے تمام احباب و ذاکرین میں ایک قسم کا اعلان کر دیا۔ کہ جناب نے اس احقر کو اپنی خلافت کا منصب عطا کیا ہے۔ بندہ اپنے آپکو تاہنوز بالکل نااہل اور ناموزوں ہی سمجھتا ہے۔

نوٹ:۔ حقیقت میں یہ ایمان کی زندگی کا ایک بڑا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے فرائض کے بارے توفیق بخشیں۔ حضرت صاحب ﷺ کی دسوہہ میں آمد تک بندہ داڑھی منڈواتا رہا۔ لیکن جناب کی آمد اور مابعد واپس لاہور جانے پر اس احقر کو ایک بار پھر شرفیابی کا موقعہ ملا۔ جناب کی صحبت سے مسئلہ اختیار سُن کر داڑھی منڈوانا بند کر دی اور اُس دن سے اللہ نے توفیق بخشی ہے۔ کہ داڑھی رکھ لی ہے۔ اور نماز تہجد بھی شروع کر دی اللہ تعالیٰ ہر دو حال میں استقامت بخشیں۔ آمین!

مکتوب گرامی نمبر ۲۲

۲۲ بتاریخ اپریل ۱۹۶۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔ امابعد از طرف بندہ غلام ربانی السلام علیکم بر جناب میجر محمد شریف صاحب دامت فیوضاتہ' آمین۔ آنصاحب کا نوازشنامہ وصول شدہ پر از مقام جہگو شکر ہے۔ یاد آوری گویا دیدارِ ہے۔ آنصاحب نے بیٹی کے بارے تحریر فرمایا جزاک اللہ ماشآءَ اللہ چنانچہ مشیت و ارادت شامل خیر و شر ہے واقعی طبیعت دربارۂ قلمی ذخیرہ موہوبیہ پریشان ہے لیکن اصلاح طبیعت صبر

و رضآء برقضا ہے یہ بھی عنایت ازلی اور تدبیر تربیت ربوبی ہے کہ آنصاحب نے کرم اخلاص و تسلّی خواص عنایت کر کے فرمایا کہ ہم نقل کر کے روانہ کریگا گویا کہ روح تازہ بدن پژمردہ میں عود کر کے آیا اور تسلّی تمام نصیب ہوا۔ شکر ہے کہ آنصاحب نے محنت کیا اور نظمونکو جمع کر کے پاس رکھ دیا ہے۔ یہ بشارتِ حیاتِ فرحتِ روحانیت ہے۔ دیگر فیض صاحب کی نوکری پر شکر ہے جناب حکیم صاحب نے اپنے خط میں بطور مژدہ تحریر فرمایا تھا۔ اور بندہ نے شکر کیا فیض کا نوکری نزدیک قریب الوطن مقدر تھا اور ہم دور دور تلاش کرتا تھا

مولانا روم ؒ

"صید (۱)" نزدیک است دور پنداشتی
تیرِ فکرت را بعید انداختی

"یہ قرب" قوۃِ ربانی ہے(۲)۔ جو متصرف ہے عالم امکان میں اور معرفت قرانی سے منقول ہے۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ○

یہ تقدیسِ قرب ہے جو حبل ورید سے نزدیک ہے۔ اور بلا کیف ہے "باوجود قرب" بعید از ادراک امکانی انسانی ہے ممکنات کا قرب باکیف و چون و گون ہے اور ذات اقدس کا قرب بیگون و بیچون بے کیف ہے۔ پس تقدیس ذات وہ ہے جو علم امکان کے صفات و خواص و افعال و رنگ و ورنگ و زنگ و آہنگ و فرہنگ سے بالاتر ہوں لیکن وجود ذاتی ایقانے

(۱) صید سے مراد قرب باری تعالیٰ ہے۔ (۲) سبحان اللہ' عبدالحمید

اطلاقاً" خالے از اطراف و اکناف باشد چنانچہ ایقان ایک وجودِ ذات باری تعالےٰ سے تعلق بستہ و خیال پیوستہ ہے۔ و عزم و ارادہ باذات باری تعالےٰ دائم قایم میدارد و ایں توجہ ذات ہے کیونکہ توجہ کا تین[۳] درجات ہے۔ ایک توجہ شریعت ہے۔ جو اتباع سنت ہے۔ دوسرا توجہ طریقت ہے۔ جو لایعنی سے قطع تعلق ہے۔ تیسرا توجہ حقیقت ہے۔ جو انانیت و امکانیت کے وجود سے درگزر ہے عزماً و کسباً" و موھوباً و اختیاراً چنانچہ پیرانِ پیر علیہ رحمتہ فرماتا ہے۔

محی بابا(۱) باش دائم (۲) بے ریاضت تا ترا
چوں جنید و بایزید و شبلی ذالنون کنم

دوام تصوّر سے توجہ ذات اقدس ہوتا ہے۔ در ابتدا کسباً" بودو در انتہاً موھوباً بود کہ دوام کسب سے نورے (۳) از تجلّی اسم وھاب در قلب سرایت کر کے حضور و توجہ دائم حاصل شود اللھمّ زِدْ فَزِدْ و ایں توجہ کار نفس شریر است کہ بعد از دوام طاعت و مشاہدات و معانیت، شرارتِ او بشرافت و معرفت بدل شود ذالک فضل اللہ توجہ از عارف شیرازی"

حضوری گر ہمی خواہی از غائب مشو حافظ
متی ما تلقِ (۴) من تھوا ے، دَعِ الدنیا و ما فیھا

(۱) توجہ ذات (۲) در ہر حال (۳) الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ عبد الحمید (۴) تعلق

اے حافظ اگر دوام قرب و حضور چاہتا ہے از ذات باری جل شانہٗ غایب و غافل و محجوب مشو کیونکہ جو چیز آپکا مطلوب ہو جس وقت اس کو پوہنچ جاویں تو اسی سے غافل نہ ہو اور دنیا و مافیھا کا تعلقات کو ترک کر یعنی تعلق کم کرو۔ ایک اور نکتہ آسان توجہ ذات اسم ذات کا معنیٰ ہے یعنی اسم کا مسمّٰی ہے انکا خیال کرنا توجہ ذات ہے اور یہ تین توجہ ہے۔ توجہ[۱] معبود۔ وقت ذکر میں معبود کا تصور کرنا۔ توجہ[۲] موجود۔ وقت ذکر میں ذات اقدس کو موجود خیال کرنا توجہ[۳] مقصود وقت ذکر میں ذات اقدس کو مقصود تصور کرنا اور یہ سب اسم کا معنی ہے۔

مکتوب گرامی نمبر ۲۳

۲۳ بتاریخ ۷ر اگست ۱۹۶۷ء

اقتباسات

روح ایک طاقت ہے۔ جس کا نام قدرت ہے اس کے مختلف نام ہے۔ غفار ستّار۔ رحیم۔ کریم۔ تمام اسمآ حسنیٰ یہ چیز ہے۔ انکا اصل سات اسمائے ذاتی کے ساتھ ہے۔ اس طاقت کیلئے اصل و طاقت ہے لہٰذا اس پر آپ غور کریں۔

مکتوب گرامی نمبر ۲۴

۲۴ بتاریخ ۲۶ جولائی ۱۹۶۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد از طرف بندہ نحیف غلام ربانی السلام علیکم بر جناب وحید الوقت عرفاناً میجر محمد شریف صاحب دامت کمالات عرفانیہ ابین آنجناب کا مژدہ نامہ وصول شدہ پر الحمدللہ حمداً کثیراً طیباً" مبارکاً" فیہ کمایحب ربنا و یرضی۔ جواباً عرض ہے۔

کہ میرا قلب باقاعدہ جاری ہے + سامنے ایک گھوڑا سوار الخ۔ اجرائے قلب یہ سیر الی اللہ ہے۔ گھوڑا سوار گھوڑا عمل ذاکرانہ عارجانہ ہے۔ سوار و آنصاحب کا حقیقتِ فاکرانہ جو بذریعہ عمل عارج و سائر ہے۔ جس کا رفتار بذریعہ تکرارِ ذکر ہے۔ عدمِ فرق آپکے اور سوار کے درمیان۔ یہ آپکا ناسوتی حصہ ہے۔ جو ملکوتی حصہ سے جدا نہیں یعنی ذاکرانہ سے یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی نہیں ہے۔ ہر حقیقت از حقیقتِ محمدیؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں بلکہ اُس کا فیض ہے۔ یعنی جملہ حقائق کونیہ حقیقتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض انامن نور اللّٰہ والخلق من نوری (سلام کا جواب نہ دینا) حقیقت مشغول بہ سیر تھا ناسوت کی طرف متوجہ نہ تھا جو حصہ ناسوتی ہے۔ تھوڑا وقفہ کے بعد وہ گھوڑا سوار یعنی آپکا حقیقت جو فرع حقیقتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کسی معزز ہستی کی ساتھ فرش پر الخ فرش مقام جلالیت و قرب و حضور اور گفتگو شغلِ راز و اسرار ہے۔ میں اُن کے نزدیک جا رہا ہوں۔ آپکا حقیقت باحقیقتِ نبیؐ

صلی اللہ علیہ وسلم واصل شدہ الحمدللہ علیٰ نعمت اللہ۔ حضور کے پشت مبارک۔ یہ اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ سلام کے جواب نہ دینا یہ سنت کی کمی ہے شریعت عزآء کا تکمیل ضروری ہے۔ ایک شخص برتن صاف کرتا ہے۔ یہ اشارت و بشارت ہے۔ کہ از طرف مربّی حقیقی کہ ظاہر و باطن کو با اخلاص تامہ و عجز و زاری و انکساری و عبدیت و عجزیت در حضور ذات اقدس باید کرد و محبتِ محمدیؐ[۲] صلی اللہ علیہ وسلم جو اکمل ذریعہ ہے کسبا" و طبعا" حاصل کرنا ضروری۔ کسبی محبت محبوب کا کمال کو تصوّر کرنا۔ کمالاتِ معشوق کا تصوّر کسبی محبت ہے۔

مکتوب گرامی نمبر ۲۵

۲۵ بتاریخ ۱ر مارچ ۱۹۶۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السلام علیکم عرض ہے۔ کہ بندہ پنڈی سے اوگی کو بہت تکلیف سے پہنچا بفضلِ ایزدی اور آنصاحب کا شکرگزار ہوں۔ کہ آپ نے اتنا افسوس اظہار کیا ہے۔ جو مقدر قدرتِ کاملہ ہے وہ ہوتا ہے۔ جو نہیں تو نہیں ہوتا ہے۔ ہم لوگ پائے بند ارادت و مشیتِ واجب ہے جو ہوتا ہے قضا سے ہوتا ہے۔ اور قضا پر اعتراض نہیں۔ اعتراض یہ ہے۔ کہ کردہ شدہ چیز پر خفگی و ناراضگی ظاہر کریں یہ مقام عبدیت نہیں مقامِ رضا عدم اعتراض ہے قضائے خداوند پر دیگر ترجمہ کے بارے دل شکستگی نہ کریں بحولِ خدا شروع کر کے کام کرو علم دینے والا عالمِ حقیقی[1] ہے۔

(۲) کرامت ربانی عبدالحمید (الحمدللہ)

تو علم حقیقی کے القا پر بھروسہ کر کے کام کرو۔ اگر سمجھ میں کوئی بات نہ آوے یا انشراح بند ہوجاویں تو کام کو معطل کر کے دوسرے وقت انشراح ہوگا انشاءاللہ العزیز تو پھر کام شروع کرو۔

سگِ گر گیں راد عوت دہد شاہِ شاہاں امروز
زخوانِ نعمتِ عظما فگندہ استخواں سویم

گو اے مجرے خور از جام وحدت عرفاں
کہ من از بعد نا بودم بہ بود از مہر تو آیم

متفرق ارشادات

(۱) ارادہ۔ انسانی ارادہ حقیقی ارادہ کا عکس ہے۔

(۲) اللہ بے مثال ہے۔ لیکن مثل اور عکس عالمِ مثال سے شروع ہوتا ہے جو افعال و آثار کا مقام ہے۔

(۳) نور کے قرب کے باعث قلبی ظلمت کو آگ لگتی ہے۔

(۴) اسم ذات کا ذکر کثرت سے جاری رکھا جائے۔ صرف یہی نہیں کہ اسم ذات کے لفظ (اللہ) کو بار بار دہرایا جائے بلکہ ساتھ میں یہ تصور کیا جائے کہ اللہ کی ذات دل میں ہے اور اللہ کو دل کی آنکھ سے دل میں دل کے ساتھ تصور کریں کہ وصلِ حقیقی نصیب ہوگا۔

(۵) ایمان، خالق اور بندے کے درمیان ایک نوری کرنٹ ہے۔ جسے تعلق کہتے ہیں۔ یہ قائم ہے۔ تو ایمان قائم ہے۔ ایمان تو تب بنتا ہے۔ جب خالق اور بندہ کے درمیان نوری کرنٹ سے تعلق قائم ہوجائے۔ یہ نہیں تو ایمان نہیں۔

(۶) کلمہ ادا کرنے سے کافر مسلمان ہوجاتا ہے۔ اور ایک مومن کا نور، نور یقین میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے کلمہ طیبہ افضل الذکر ہے۔

(۷) اسم ذات کے ماسوا دیگر اوراد و وظائف عمر بھر کرنے سے بھی اسم ذات تک ہی رسائی ہوتی ہے۔ اسم ذات کا تکرار کرتے ہوئے اپنی عیوب و معاصی کا تفکر کرنا ذاتِ باری سے حجاب کے مترادف ہے۔ جنت اللہ تعالیٰ کی رضا کا مظہر ہے۔ اور جہنم مظہر ہے اور صلہ ہے قہرِ ذات کا+

(۸) دنیا میں ماسوا اللہ کے تعلقات کو ختم کرنا آسان نہیں۔ آسان یہ ہے۔ کہ مقصود بالذات نگاہ میں رکھا جائے۔ دیگر سب حوادث ہیں۔ ان کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ قلب کو دنیا کے علائق اور مکدرات سے پاک کرنا آسان کام نہیں۔ مقصود بالذات نگاہ میں ہوگا تو دنیا اور اس کے علائق خود بخود آہستہ آہستہ ہٹ جائینگے+

(۹) انسان کی تعریف۔ اللہ کی ذاتی صفات کا صوری مجموعہ یعنی (صفت حیات، علم، قدرت، سمع، بصر، مشیت، ارادت) وَقُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ ط+ انسان میں بھی صفات ہیں جس کے آثار بدن سے معلوم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمی و قاہری صفات کا اثر بھی انسان پر اثر

پذیر ہوتا ہے جو بدن سے ظاہر ہوتی ہیں۔ شریعت کا قانون نافذ کر دیا
قانون میں مخلوق کو بند کر دیا تاکہ مالک اور مملوک میں تمیز پیدا
ہو جائے اور قہر و رضا کا مصرف بن جائے اور دوزخ اور جنت کے
صلہ کا سزاوار بن جائے خلاصہ الغرض عظمت والوہیت ہے۔

(۱۰) اسم ذات کا تکرار ذکر کے وقت اسم سے مسمّٰی تک جانا یہ حضور
ہے۔ یعنی کلمہ سے کلمہ کے معنے تک' مطلب سے مقصود تک یہ ہے
حضوری۔ ایاک نعبد وایاک نستعین سے مراد یہ ہے۔

(۱۱) تمام قراں تعلق بتاتا ہے۔ ذات باری کے ساتھ

(۱۲) آیت کریمہ انّا للّٰہ و انا الیہ راجعون ○ اس میں رجوع اختیاری
و اضطراری ہے۔ شریعت کا رجوع احکام کو ماننا۔ طریقت کا رجوع لا
یعنی کو چھوڑنا۔ اور حقیقت کا رجوع اپنی ہستی سے درگزر کرنا۔
انانیت کو چھوڑنا

(۱۳) ذکر اور ورد کا بھول جانا اور بعد میں پھر یاد آنے سے ذکر یا ورد کو
جاری کرنا ذکر پر یہ بھی دوام ہے۔

(۱۴) جلالی انوار انسان کو جلاتا ہے۔ اور جمالی انوار سے ٹھنڈک یعنی صبر
اور تحمل پیدا ہوتا ہے۔ اگر جلالی انوار کے برداش کا تحمل نہ ہو۔ تو
جمالی انوار کی طرف رجوع کرنا یعنی رحمت اللعالمین! پہلے جلالی انوار
خوف غالب کرتے ہیں۔ اور دوسرے یعنی جمالی انوار امید۔ مطلب
یہ ہوا۔ کہ اسم ذات کے ذکر سے جلنے کے خوف کے بعد درود
شریف پڑھا جائے۔

(۱۵) کسی حال پر نہ رہنا یہ اسمآء متقابلہ کا تجلّی ہے یعنی (رحمیہ و مغضوبیہ

اسمآ)

(۱۶) بغیر ریا کے کام کرنا یعنی ارادہ کو اللہ کی رضا کے لئے کرنا۔ اخلاص
ہے۔

(۱۷) علم راستہ' منزل تصوف۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ تصوف منزل
ہو گیا بلکہ تصوف کی منزل (رضآء حق) علم کے بتائے ہوئے راستہ
سے حاصل ہوتی ہے علم اور تصوف لازم ملزوم ہیں۔ یعنی شریعت
اور تصوف الگ الگ نہیں۔

(۱۸) نور قراں۔ نور کعبہ۔ نور ذکر اور نور صلوۃ جمع ہو جانے سے ذکر زور
پکڑتا ہے۔ اس طرح جب ذکر زور پکڑے تو بعض اوقات صلوۃ کی
ادائیگی میں بھی ذکر جاری رہتا ہے۔ ایسی حالت میں یہ ذکر صلوۃ کی
تعظیم میں مخل نہ ہو گا۔

(۱۹) اجرائے قلب یعنی ذکر کے لئے فکر بٹن ہے یعنی سوچ ہے۔ قلب شیشہ
ہے ارادہ ذات کا+

(۲۰) دل سب امکان کا گزر گاہ ہے۔ جب دھیان اور دلیل عظمت
الوہیت پر ہے۔ تو دوسری چیزوں پر نظر نہیں رہتا۔

(۲۱) تصوف میں سب سے اچھا حال استغفار کا حال ہے۔ اگر کسی وقت حال
میں گڑ بڑ پیدا ہو جائے۔ تو کیفیت گزشتہ نہ مانگنا۔ بلکہ معافی مانگنا حالا''
تاکہ آئندہ اور گزشتہ دونوں کے لئے فائدہ ہو۔

(۲۲) ؎ چہار چیز آوردہ ام شاہا کہ در گنج تو نیست
عاجزی و بے کسی عذر و گناہ آوردہ ام+

(۲۳) حدیث شریف: من عرف نفسہٗ فقد عرف ربّہٗ۔ معرفت بالاضداد ہے۔ یعنی اللہ کی معرفت بذریعہ معرفتِ نفس ہے۔

نفس بد فرجام راشد معرفت
عجز و ذلت و فقر و ضعف و مسکنت
معرفتِ حق راحت قدرت با عزت
صاحبِ فضل و غنآء و ذوالمنّت
(صاحب احسان)

(۲۴) اللہ کی معرفت نفس سے ہوتا ہے۔

(۲۵) ذات باری تعالےٰ کی سات صفاتِ ذاتی کا عکس روح ہے۔ اور روح کا عکس اربعہ عناصر ہے۔ جن سے وجود مرکب ہے۔ روح کی نسبت سے وصل ہے۔ ارکان کی نسبت سے فصل ہے۔ کہ اللہ فصل سے پاک ہے۔

(۲۶) اگر کوئی علم حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو کثرت ذکر کرے۔ علا ظاہر کا علم خشک ہے۔

(۲۷) ذکر ایک ذریعہ ہے فکر کا۔ فکر ذریعہ ہے حضور کا اور حضور ذریعہ ہے وصل یا سرور کا اور سرور دال ہے وصل پر +

(۲۸) ہماری طرف سے عبدیت پیش ہوئی تو اُدھر سے الوہیت کا نزول ہوا ہماری تسلیم و رضا پر ہمیں نورِ یقین عطا ہوا۔

(۲۹) سبحان اللہ ایک مقام تعجب ہے۔ علم دو نکتہ ہے۔ معدوم کو چھوڑنا اور ذات کو پکڑنا۔

گر ز یادش یک زماں غافل شوی
دور صد فرسنگ از منزل شوی

مولانا روم ؒ

(۳۰) مقامِ رضآء میں بھی رضآء چاہنے والے کا ذاتی مقصد پنہاں ہوتا ہے۔ کہ رضا کا خواہشمند ہوتا ہے۔ کہ اللہ راضی ہو جاوے۔ اس سے افضل مقام، مقامِ عشق ہے کہ جس میں عاشق صرف عشق ربانی کا دعویدار ہوتا ہے۔ اس سے نہ وہ جنت کا خواہاں ہوتا ہے۔ نہ دوزخ سے ہراساں۔ اور اگر رضا میں یہ مقصود ہو کہ وہ خود عافیت میں رہے۔ تو یہ بھی نفس کا ایک حصہ ہے۔ اور مقام عبدیت ہے۔ لیکن مقامِ عشق نہیں۔ اور عشق کا تعبیر شریعت میں حضور ہے۔ نیت ہے۔ اور خلوص ہے۔

(۳۱) اسمائے حسنیٰ کا تقاضا ہے۔ کہ اُن کے تحت خدائی چلتا ہے۔ ذات کا عکس ہے صفات۔ صفات کا عکس ہے اسماء۔ اسمآ کا عکس ہے افعال اور افعال کا عکس ہے آثار اور آثار دلالت ہے ذات پر اور یہ سب ہے خدائی،

(۳۲) انسان کا قد خود لا ثانی ہے۔ اس کو اثبات کرنے کے لئے لا کو مٹانا ہوگا۔

(۳۳) اپنے ارادہ کو ایک کریں۔ اسی پر ذات کا واحدانیت کا قائم ہوتا ہے۔ ذات تو ایک ہے۔ اب اس کو کس بنا پر واحد سمجھا جائے۔ عددی لحاظ سے! نہیں! بلکہ ایقانی لحاظ سے یعنی نور یقین میں۔

(۳۴) نزول رحمت کا نزول روح پر ہے۔ اور اس کا آثار بدن پر ظاہر ہوتا

ہے۔ تنزلات چھ قسم ہیں۔ ذات۔ صفات۔ اسمآء۔ افعال۔ ملکوت
ناسوت

(۳۵) لفظ پنڈی کا تین نقطہ میں سے دو نقطہ حذف کرو اور ڈال کا ط بھی
حذف کرو تو بندی رہ جاتا ہے۔ یعنی بند یخانہ۔ اس بندی خانہ میں تین
قسم کے انسان مقید ہیں۔ فرقہ اہلِ علم رواجی۔ صوفیائے مصنوعی۔
عوام تقلیدی

(۳۶) تعریف نور
ظاہرٌ لِنفسِہٖ مظہرٌ لِغیرِہٖ یعنی اپنے نفس کے لئے ظاہر تو
دوسروں کے لئے بھی ظاہر۔

(۳۷) انسان کا قد لاثانی ہے۔ اس کو اثبات کرنے کے لئے لا کو مٹانا ہوگا۔

(۳۸) اپنے ارادہ کو ایک کریں۔ اسی سے ذات کی واحدانیت کا قائم ہونا
ہے۔ ذات تو ایک ہے۔ اس کو کس بنا پر واحد سمجھا جائے۔ عددی
لحاظ سے یا کسی دوسرا طریقہ سے۔ یہ اتفاقی لحاظ سے یعنی نورِ یقین سے
احد سمجھا جائے +

(۳۹) مقام سیر انفس۔
حقیقتِ ذاکرانہ و قوتِ فاکرانہ۔ اعتقاد و اعتماد و اثقانہ مرید کا
بشکل پیر تصرف کرتا ہے۔ حقیقتِ مرید میں جس کا نام ہے مربّی
حقیقی + یہ حال ہر ذاکر پر وارد نہیں ہوتا اور نہ ہی ہر ذاکر کے لئے
طریقِ کار بنانا چاہئے کیونکہ ہر ذاکر کی عمل کے طریقے مختلف ہیں۔ اس
مقام میں کسی غلطی کا مرتکب نہ ہو جائے ورنہ مشرک بن جائیگا۔

(۴۰) رسول کی تعریف

مجموعہ صفات باری تعالےٰ ارسال شدہ
انبیآء۔ مصوّر اخبار من اللہ
اولیآء۔ یہ شعبہ ہیں انبیآء علیہ السلام کے
قران۔ مجموعہ احکام یعنی حوض جہاں پر ہر قسم کا جانور جمع ہو کر پانی
پیتے ہیں قران کی حقیقت ذات باری تعالےٰ ہے۔ اور قراں تربیت
ہے۔ معرفت، عبرت سے ہوتی ہے۔ اور عبرت، سوچ اور تفکر
سے۔ نیت خالص نہ ہونے سے مراد یہ ہے۔ کہ اس نیت میں نفس کا
حصہ ہے۔ جس کی وجہ سے برق نہیں رہتا۔ یعنی عروج کی قوت طاقت
نہیں ہوتا۔

(۴۱) اوصاف را معیت با امر باشد۔ امر را معیت با ارادہ۔ ارادہ
را معیت باذات جل شانہٗ وامر باذات باشد واثر امر با مخلوق لہٰذا شمارِ
عین و غیر پیدا شد +

(۴۲) ارادہ بے کیف ہے۔ اللہ بے کیف ہے۔ بے کیف، بے کیف میں آ
سکتا ہے۔ یقین اللہ ہے۔ واحدانیت احدیت اللہ نور یقین ہے۔

(۴۳) آیت کریمہ: قل ادعو اللہ او ادعو الرحمٰن.....
لیاقت معنوی لفظ اللہ و جامع صفت رحمٰن چنانچہ کمالات الوہیت را و
عنایات ربوبیت را صورت پذیر لفظ رحمٰن است کہ در آدائش
حرف صوت بہ جانب باہر سے شود این صوت دال و صورت امکان
است بر ماہیتِ خود کہ ذات ہست پس امکان مصور شدہ صفتِ
رحمٰن است و مظہر اسم اول و رحیم صفت آخر است۔ دال بر
رحمانیت دوامی استمراری رحمانیت چنانچہ در ادائے رحیم تمدید ابدی

است۔ رحمت مظاہر قدرت تامہ کے ساتھ محبت کرنا۔ پالنا، پالنا سنبھالنا وغیرہ + ارادے ذاتے خوشے تکوینے خوشے شایانِ شان ذاتِ اقدس تشریح بطور مثال۔

اگر کسے باکسے نیکی کند ہردورا خوشی آید نیکی کنندہ از عملِ خود و نیکی کردہ شدہ از تاثیرپذیر فتن از آں عمل پس اللہ جلالہٗ از خلقت خود خوش است و مخلوق از وجودیت و تربیت خود خوش و شاکر ہست +

(۴۴) قبض و بسط کی تعریف

جو استعداد اللہ عزاسمہٗ نے انسان میں رکھی ہے۔ اُس کے دو چند ہونے کو بسط اور کم ہونے پر قبض کہتے ہیں۔ اور یہ استعداد ایک نور ہے۔ جو فیض کو وصول کرتا ہے۔

اسبابِ قبض

کمی مال سے قبض۔ علاج قناعت اختیار کی جائے۔

ایذا سے قبض۔ صبر کریں

زیادہ مال سے قبض۔ شکر کریں اور محبتِ مال نہ کریں

بغیر ظاہری اسباب کے قبض کا وارد ہونا ایسا ہے۔ جیسا کہ دن کے بعد رات کا آجانا ہے۔ یہ فطرتی چیز ہے۔ اور قبض بلا اسباب ہے۔

علاج۔ حرکت نہ کریں۔ گفتگو نہ کریں۔ اور کسی سے خلط ملط نہ کریں۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا۔ کہ خود صاحبِ قبض کے پاس امن کا چیز نہیں ہے لہٰذا وہ علیحدگی از عوام رکھے + ایک سانس بھی زندگی ہے۔ کیونکہ ابدال کو کو ایک سانس سے بھی قبض آتا ہے۔ مراد یہ کہ اُن کی شان کے مطابق قبض ہے۔ لمحہ بھر کی غفلت

بھی ان کے لئے قبض ہے۔ ابدال کو اس واسطے ابدال کہتے ہیں کہ وہ لمحہ بھر میں حال بدل جانے والے لوگ ہوتے ہیں۔

(۴۵) شیطان میں استعدادِ داعیہ مفقود ہے۔ کہ انکار کرنے سے دعوتِ حق قبول کرنے کی استعداد سلب کر لی گئی ہے۔

خطوط بنام جناب حکیم عبدالحمید صاحب

مکتوبات ۲۶

۲۶ بتاریخ ۱۶ اگست ۱۹۶۷ء

نوٹ:۔ ان دنوں یعنی اگست ۱۹۶۷ء اور اس سے کچھ عرصہ پیشتر حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کے صاحبزادہ جناب قاری سعید اللہ صاحب راولپنڈی میں جناب مذکور حکیم عبدالحمید صاحب کے مطب میں جناب حکیم صاحب کی نگرانی میں حکمت سیکھتے تھے۔ جناب سعید اللہ صاحب بیمار ہو گئے لیکن ان کی بیماری کے متعلق حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کو خبر نہ دی گئی بلکہ جب سعید اللہ صاحب تندرست ہو گئے تو حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کو مطلع کر دیا گیا اس اطلاع کے جواب میں حضرت صاحب علیہ الرحمۃ نے ذیل کا خط حکیم صاحب کی طرف بھیجا۔

جواباً عرض ہے۔ کہ آنجناب کا عنایت نامہ وصول شدہ پر مشکور و ممنون ہوں الحمد للّٰہ علی کلّ حالٍ حسنٍ و اعوذ باللّٰہ من کلِ حالٍ قبیحٍ بحرمتِ سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم از ایں طرف خیریت و عافیت ہے و خیریت و عافیت آں ذات نیک مطلوب۔ جواب میں سستی ہوئی۔ معاف فرماویں چنانچہ مظاہر ارکانیہ با روحِ امریہ در غیرِ اعتدال تھا چونکہ استعدادِ ارکان طبعیہ ارکانیہ شہودیہ برائے روح امریہ ایرادیہ لازم ہے و دار و مدار صحت و فرحتِ روح موقوف بہ صحت و اعتدال ارکانِ ناسوتیہ و زیرِ تربیت ھوالظاہر ہے و روح زیر تربیت ھوالباطن ہے۔ تو قدرت کامل نے ترکیب و ترتیب و تطبیب درمیان قدرتِ باطن و قدرتِ ظاہر بوجود آوردہ و وجودِ شہودے را برائے شہادتِ توحیدِ ذاتی صفاتی اسمائی افعالی قیام دادہ پس روح راغذائے امری بے کیفی و تن راغذائے شہودی عنصری از اقسام غلہ

جات مقرر کردہ وایں نظام از تجلّی المصوّر یعنی از قوت تصوریہ برپا کردہ و تقاضائے قوتِ حکمت از تصرف تجلی اسمِ حکیم ہے۔ کہ انقلابِ مزاج صحتہ" و علّتہ" از تصرف قوت ضاریہ شافیہ یعنی انقلابِ احوال، الغرض بندہ کچھ بیمار تھا بمرض معروف عرق النسآء لیکن کچھ پرواہ نہیں الحمد للہ تصرف اللہ فی ملکہٖ + عارف شیرازی"

مزن ز چوں و چرا دم کہ بندۂ مُقبل
بجاں قبول کند ہر سخن کہ جاناں گفت

یہ مسئلہ غیر ضروری تھا تو غیر اختیاری لمبا ہو گیا در حقیقت بندہ کی طرف سے عذر بیان کرنا تھا کہ معافی ہو جاویں۔

جواب از حقیقتِ روح انسان

پس جو شخص تقلید میں مشغول ہے۔ اور صورتوں میں مدہوش ہے۔
(نوٹ یہ تحریر حکیم عبدالحمید صاحب نے کتاب حقیقتِ روحِ انسانی صفحہ ۱۶۸ از حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ سے نقل کر کے حضرت صاحب کو تشریح کے لئے بھیجی تھی)

اصل مقصود حضرت امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ العزت جاننا ہے۔ بندہ کا مذاق یہ ہے کہ لوگ تین قسم ہے۔ عوام خاص اور خاص الخاص تو خاص و خاص الخاص کا معرفت تحقیقی شہودی یقینی ہوتا ہے۔ تو ان لوگوں کا صلہ و عوض یعنی نمائش معائنہ و حقیقت کے ساتھ ہو گا۔ ان عارفین کا نگاہ دنیا میں حقیقت پر تھا آخرت میں بھی حقیقت پر ہو گا و سرور و لذت از تجلّی حقیقت الاشیآء حاصل کریگا۔ باقی عوام چونکہ در حجاب ناسوتی صورتی امکانی بند

ہے یعنی فنافی الصورت ہے تو ان کو نمایش آخرت مثلے صوری ہو گا اگرچہ وہاں پر امکانی صورت ختم ہے۔ لیکن تمثیل امکانی پر قادر مطلق قادر ہے تو ان کو سرور از تمثیلات ہو گا۔ کما ھو شان الربوبیت + جناب نے فرمایا کہ اسمائے حسنٰی پر مفصل بیان ضرور ہے۔ جناب عالی نظام امکانی ایک طاقتِ خداوندی کے ماتحت ہے۔ وقتِ مقررہ تلک ہے۔ پھر انقلاب طاقت میں ذات اقدس مختار ہے۔ دراصل تغیّر و تبدیل آخرت و دنیا و عقبا ایک طاقت کا انقلاب ہے۔ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ وَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ تو بندہ کے نزدیک تمام صفات ایک طاقت ہے۔ اور اس طاقت کے واسطے موافقِ مشیت و ارادت انقلاب ہے تو اس انقلاب کا امری حصہ قدرت کے پاس ہے۔ اور شہودی آثاری حصہ مثل موت و حیات نفع ضرر۔ شفآء علت امکان کے پاس ہے یعنی امکان ہے یعنی مخلوق ہے تو اسمآء حسنٰی بتمامہ ایک طاقت و قدرت ہے کسی جگہ اس کا نام حلم ہے یعنی حلیم کریم ہے تو کرم و حلم و علم و بصر و سمع ایک طاقت کا نام ہے جدا جدا مظاہر کے واسطے، یہ نام برائے مظاہر مختلفہ ہے ورنہ ذات ایک ہے اور قدرت اور تصرف بھی ایک ہے بہ اعتبار مظاہر علیحدہ علیحدہ نام ہے بندہ کچھ ارشارہ میجر صاحب کو کیا ہے۔ آپ دو نول کر کے اس مسئلہ اسمائے حسنٰی کو حل کریں۔ زیادہ سب کو سلام۔

مکتوب گرامی نمبر ۲۷

۲۷ بتاریخ ۱۴ مارچ ۱۹۶۷ء

السلام علیکم بر جناب حکیم صاحب دامت مراتب قربۃ عند اللہ القریب

جل جلالہٗ و عم نوالہٗ۔ آپکا رجسٹری شدہ دعوت نامہ الی اللہ وصول شدہ بر نعمتِ دعوتِ لایزالی شکر ہے۔ و بر حلاوتِ نعمتِ انوار ۵۵۵ و حقیقتِ واصلانہ حمداً بلاحدٍ و عدٍّ ہے و ایں سراسر کرامت و برکتِ قاصدِ دعوتِ ذاتِ اقدس ہے چونکہ اسم ذات اقدس ہے فَتَبَارَکَ اسْمُ رَبِّکَ جناب فرضیتِ اسم ذات ہے یعنی فرضیتِ ذکر اسم ذات سے اکثر لوگ ناخبر ہے۔ زیادہ سے زیادہ علمآء کرام باوجود علم اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ برکت اسم ذات قطع منازل قرب ہے جو بلا ریاضت و بلا مشقت ہے کما لایخفٰی مناسب ہے کہ آنصاحب کا زیارت کیا جاویگا لیکن وھمِ عوام درپیش ہے۔

خطوط بنام جناب احمد اللہ صاحب۔ محلّہ امر پورہ۔ راولپنڈی

(نوٹ:۔ جناب احمد اللہ صاحب حضرت صاحب علیہ السلام کے خاص الخاص مقربین میں سے ہیں۔ جناب بڑے مخلص انسان ہیں۔ بزرگانِ دین کی تصنیفات کے بڑے دلدادہ ہیں۔ اور کئی نایاب کتابیں حضرت صاحب " کو بھیجی ہیں۔ حضرت صاحب علیہ السلام کا ان سے خصوصی تعلق ہے جو ذیل کے خطوط میں منکشف ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اے ستودہ برصفاتِ حمد ۱۸۸۸
وردِ جانت با اسمِ مجد ۱۸۸۸

بس کہ حمدِ حق زنامت شد نما
در حمایت بادجانت اے فنا

از آفاتِ دہر ذاتش در اماں
از آفاتِ آخرش دارش اماں

در حمایت باد حال احوالِ تو
در قبولت باد قال اقوالِ تو

دور باد اهولِ باطن باسکون
نور بادا دور باطن از سکون

۲ آنجناب کا عنایت نامہ وصول شدہ پر شکریہ کوائف مندرجہ و ملاقاتِ ارواح طیبہ پر از حد شکر ہے کہ اللہ العزت نے صالحین کبرآء کے صحبت نصیب فرماکر کے آپکا علاجِ روحانی و علاجِ جسمانی کا سبب و ذریعہ بن گیا۔ یہ بشارت و اشارت ہے صحتِ بدنی پر جو بزرگانِ دین کے واسطے سے ہوا ہے۔ آمین! دیگر قبر کے بارہ عرض ہے کہ قبر والے کو زندہ دیکھنا قبر میں' یہ دلالت ہے۔ حیاتِ طیبہ روحانیہ کا اللہ العزت ہم سب کو اپنے رحمت میں داخل کریں۔ دیگر قبر کا معاملہ برحق ہے اور ہونے والا ہے۔ ایمان کا ضرورت ہے اور رضوان من اللہ کا ضرورت ہے۔ حیاتِ امکانیہ جاویدانی نہیں ہے فانی ہے۔ اور مناسب بھی فنا ہے۔ بمقابلۂ بقائے ذات کے کیونکہ بقا ذات اقدس کا شان ہے ہمارا شان فنا ہے۔ اللّٰھمّ اتمم لنا نورانا و توفنا مع الابرار۔ دیگر بندہ چند ایام کے بعد آنے والا ہے اگر منظور قدرت ہے تو ملاقات ہو جاویگا۔ اگر نہ ہوا تو دعائے خیر میں یاد کریں ملاقات قیامت میں ہو گا+

۳ عرض ہے کہ آنصاحب کا ارسال شدہ تحفہ وصول شدہ پر الحمدللہ الحمید۔ اللہ العزت آپکا اخلاص منظور فرماویں اور ذریعۂ آخرت و توشۂ عقبا و عزتِ دنیا بناویں آمین! یارب العالمین۔ دیگر کتاب بہت کار آمد ہے۔

اگرچہ معارف میں کمی اور فلسفہ میں ایمالہ(1) ہے۔ جناب عالی اگر آپ صاحب مطالعہ کرتا ہے تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشادات و ہدایات کا مطالعہ کریں کیونکہ حضرت اقدس کا ہریک کلام قرب و عبدیت کا مقام نما ہے۔ اور ہدایت راشدہ کا ببولہ ہے۔

۴ سب اوراد و اذکار کا سردار جو ہے وہ اسم ذات ہے۔ اسم ذات میں زیادہ زور لگاویں باقی وظائف حسب طاقت کریں۔ اس باقی وظائف میں ممانعت بھی نہیں اور لوازمت عددی بھی نہیں۔ البتہ ذکر اسم ذات میں اکبریت و کثرت کا حکم ہے تو بندہ کو مناسب ہے کہ سب کا جامع ذکر کریں وہ اسم ذات ہے+ علاج کرنا تو نیک ہے۔ لیکن شفآء کا امید ذات باری تعالےٰ سے رکھیں۔ دوا میں قوتِ شفا صاحبِ شافی کا خزینہ ہے۔ ورنہ کچھ نہیں۔ اللہ العزت آپکو شفائے تامہ نصیب فرماویں+

۵ جناب عالی! آپکا خواب نہایت مبارک ہے۔ الحمدللہ۔ یہ آپ کی جسمانی و روحانی سب کے لئے بشارت ہے۔ ہاں! اس میں شریعتِ مطہرہ کی پابندی لازم ملزوم ضروری ہے۔ شریعت کی پابندی پر زور دلائیں۔ تاکہ مزید فائدہ اللہ العزت بخشیں۔ یہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مبارک تھی۔ یہ کسی کو اجمالی ہوتا ہے۔ کسی کو مفصل طور پر+ تقویٰ اور تابعداری شریعتِ مطہرہ پر نہایت کوشش کریں۔ سب معاملہ شریعت

(۱) اصل لفظ امالہ ہے یعنی راغب کرنے والا پڑھنے کا شوق پیدا کرنے والا

مطہرہ کی اطاعت پر ہے

بہ مصطفیٰ بہ رسلا خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بوالہبی است +++

۶ بعد از سلام علیکم و بعد از شوق و فرطِ محبت و انتظار آنصاحب کا عنایت نامہ وصول ہوا از حد شکر گزار ہوں الحمدللہ کہ آنصاحب کا صحت ہو گیا اور مرض میں تخفیف ہے بندہ آنجناب کے بارہ بمثل حاضر ہے کیونکہ آپکا محبت ذاتے تصوّر دل ہے۔ یہ آنجناب اخلاص و محبت و کشش ہے۔ ورنہ ہم کچھ قابل محبت نہیں لیکن مخلصون کا کشش غالب سبب محبتِ غالبہ ہے۔

۷ السلام علیکم بر جناب احمد اللہ خاں صاحب زادت ایمانہٗ معہ ایماننا بکرمک یا کریم۔ آنجناب کا عنایت نامہ لاہور سے کراچی پوہنچا پڑھ کر از حد خوشی حاصل ہوئی عرض ہے کہ بندہ اس وقت بمعہ جناب چوہدری عبدالعزیز صاحب کراچی منتظر درگاہِ رب العالمین ہے و غرض سفر حجاز شریف ہے۔ آپ دعا فرماویں اور جناب حکیم صاحب سے دعا کراویں کہ خداوندِ قدوس برائے رضائے ذاتِ اقدسِ خود ہم سب کو کامیاب کریں۔ آمین یا رب العالمین۔ آپکے مرض کے بارہ دعآء ہے۔ کہ اللہ العزت صحت کامل نصیب فرماویں اور اگر گناہ گار شرمسار کو شرف حج نصیب ہو جاویں تو مقامات مقدسہ میں مخلصون کے لئے اللہ پاک جل شانہٗ دعا کا توفیق نصیب فرماویں آمین۔ دیگر سب اہلِ ذکر و اہلِ فکر و اہلِ حضور کو

سلام عرض ہے۔

۸ جواباً تحریر ہے۔ کہ قران شریف کا دینا یہ اشارت و بشارت ہے۔ دوام تلاوت پر اور عند السلوک حقیقت قران کا وصول ہے جو مقام قبولیت و ولایت ہے دودھ کا دیکھنا بشارت علوم عرفانی و علوم لدنی ہے۔ جو آئندہ آنے والے ہیں+ ۴۲ یا کم و زیادہ دن مرنا۔ یہ فنا عن الحیات مجازی ہے چونکہ ایک موت اضطراری ہے۔ دوسرا موت اختیاری ہے۔ موت اختیاری اپنا قوا سے درگزر کرنا ہے اور خواہشات نفسانی سے درگزر ہے۔ چونکہ یہ مہینہ مبارک ہے اس میں مقبولیت و عافیت کا ولالت ہو۔ اللہ پاک فرماتا ہے مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُ۔ یہ اختیاری موت کا اشارت ہے۔

۹ دیگر آپ کی بیماریوں کی نسبت خصوصی دعا مانگتا ہوں۔ حلقۂ ذکر میں آپکے لئے مجموعی شکل جملہ ذاکرین سے دعا کرواتا ہوں۔ اور خود بھی ہمیشہ دعا کرتا ہوں یہ بیماریاں ایک تجارت ہے۔ اللہ کے قریب+ آپ کی بیماری جتنی طویل ہوتی جا رہی ہے۔ اتنے ہی بلند درجات ہے اللہ کے قریب۔ اللہ تعالےٰ اس کا بدلہ آخرت میں دیگا چنانچہ آیت کریمہ سے ثابت ہے۔ والصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ

خطوط بنام حکیم عبدالحمید صاحب

مکتوب گرامی نمبر ۲۸

۲۸ بتاریخ ۱۵ مارچ ۱۹۶۶ء

آنصاحب کا عنایت نامہ صادر ہوا۔ الحمدللہ آثار واردات مضامین سے مشکورِ سرور ہوں کوائف علالت سے پورا تسلّی ہوا دعائے غائبانہ سے عنایتِ اجابت ہے۔ اخلاص لِلّٰہی سے شکرِ صمدانی ہے۔ تربیتِ تداوی (۱) و خدمتِ اعلالی (۲) سعیداللہ عنداللہ اللہ العزت منظور فرماویں و مربّی و معالج صوری اسبابی کو اللہ العزت کمَا یَلِیقُ بشانہِ الجلال و الجمال جزائے دارین نصیب فرماویں چنانچہ سعیداللہ ایک غریب ہے۔ اور غریب نوازی بجز بندہ گانِ خاص نصیب عوام نہیں۔ یہ دولتِ عظمیٰ ہے۔ کہ اللہ تبارک و تعالےٰ کسی کو یہ توفیق دیویں الحمدللہ علٰی کلّ حالٍ حسنٍ واعوذ باللہ من کلّ حالٍ قبیحٍ۔ امین!

جس وقت سعیداللہ نے ہم کو بس کی طرف لیجاتا تھا۔ تو راستہ میں بندہ کے دل پر یہ گزر گیا کہ سردی ہے۔ سعیداللہ بیمار نہ ہو جاویں۔ جس وقت ہم بس میں نشست گیا تو یہ کیفیت خاطر پر باز دوران کر دیا لیکن بندہ نے طبعی حوادث پر حمل کیا کہ یہ شک عوارضِ طبعیہ ہے۔ اس کے لئے کوئی ثبوت نہیں۔ دوسرا یہ حال بھی غالب تھا جناب شاہ صاحب چراغ

(۱) دوا علاج (۲) بیماری

شاہ صاحب کا برخوردار منتقل الیٰ دارالقرار ہے اور بندہ پر انکے صدمہ تھا تو کچھ تمیز نہ کر سکتا تھا۔ چنانچہ بندہ کے آلۂ تمیز بھی کمزور تھا جس کا دار ومدار تسکین ارادے و تمکین ابقانے و قوت فیضانے پر ہے چنانچہ تقرب الٰہی کا بڑا ذریعہ ذکر ہے اور ذکر کا بڑا ذریعہ بسط ہے یعنی قوتِ استعداد ذاکرانہ جس کا نام بسط ہے اور کمی قوتِ ذاکرانہ جس کا نام قبض ہے وہ قوتِ بسطیہ ذکریہ کم تھا تو بندہ کا تسلی کسی چیز پر نہ ہوتا تھا۔ الغرض الحمدللہ کہ آنصاحب کے خدمت للہ کرنے سے سعید اللہ کا ارکانی سعادت جو اعتدالِ ارکان ہے صالح ہو گیا برائے سعادتِ روحانے تمکینا" فی الجسم و قرارآ فی مقرا عتدالِ الارکان ناسوتیہ ابدنیہ چنانچہ عندالجنون غلام مرض حملہ بر نفس میکند و نفس عبارت از قوتِ اعتدالیہ ارکان ہست کہ قابلِ قبولیتِ روح امری ہست چوں اعتدال ارکان در تفریط و افراط خراب گردد روح حیاتے حیوانے در مقامِ خراب و ضعیف سکون نہ کند لہٰذا جدائے از جسم جس کا نام موت ہے واقع شود

وایں خرابی از ارادتِ ذاتے صفات و از اثارِ افعال افعالے صفات پیدا می شود جس کا نام اجل ہے۔ اجل برائے روح نہیں ہے بلکہ برائے اعتدالِ ارکان ہے جو میعادِ ارادے پورہ شود تغیر و تبدل۔ نقصان و فساد ہلاک و موت عارض شود چنانچہ عند عارفین ارکان یعنی طبیبان نامش درجہ اول دوم سوم و چہارم ہے یعنی تغیرِ (۱) طبیعت، نقصانِ (۲) طبیعت، فسادِ (۳) طبیعت، ہلاکِ (۴) طبیعت، وہذا الحکم بسیاری فی المفردات و دستورۃ مرقومۃ فی المخزنات کمالا یخفیٰ + الغرض یہ بات بے غرض

ہے عندنا مظہر روح قوی باید برائے روح چنانچہ آنصاحب نے روحانی و ارکان تربیت سعید اللہ کا کیا جزاکم اللہ فی الدارین خیراً + میجر صاحب کا کوائف دل چاہتا ہے صوبیدار صاحب کا خط آیا بہت خوشی ہوئی ہے۔

دیگر سستی اعمال کی طرف توجہ کرنا سُستی ہے۔ اور حجاب ہے۔ سستی و چستی کا حساب کتاب نہ کرنا کام کرنا ہے۔ اگرچہ اندک اور قلیل ہے کیونکہ سلوک کے ابتدا کے سرور و لذت انتہا میں نہیں ملتا ہے۔ انتہا مثل جوان ہے۔ اور ابتدا کہ مثل بچہ ہے۔ بچہ کا ناز پیار زیادہ ہوتا ہے۔ قدرت قادرہ ترغیباً" بچہ کا تربیت زیادہ کرتا ہے۔ جس وقت بچہ کا قوت کامل ہو جاتا ہے۔ تو بچہ اسے قوت عطائیہ سے اپنا تربیت خود بخود کرتا ہے۔

مکتوب گرامی نمبر ۲۹

۲۹ بتاریخ ۱۸ مارچ ۱۹۶۶ء

آنصاحب کا فیض نامہ صادر و وارد شدہ پر شکر ہے۔ کیونکہ محبت صادقہ کا سُبل ہے۔ اللہ العزت صلۂ صداقت و شرافت عطا فرماویں بندہ از کوائفِ مرض سعید اللہ خبر شدہ از خدمت و شفقت آں صاحب تہ دل سے مشکور ہوں آنصاحب کا خدمت مصداق اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہ گشتہ اللہ العزت منظور فرماویں۔ ان عوارض سعیدیہ سے اور آنصاحب کی خدمت عالیہ سے ایک مسئلہ طب منکشف ہوا جو ارسال ہے۔ کہ مرض حملہ بر نفس میکند و نفس عبارت از استعدادِ ارکانِ اربعہ ہے چونکہ بعد از ترکیب اعتدالے بایک دیگر قابل قبول روح امرے شود و

قیام بدن بہ روح و علم و عقل و فکر و فہم و خیال و غیرہ فروعاتِ روح
است و بدن فقط ایک مظہر ایں فروعات است چوں مظہر خراب شد
اعتدال خراب گردد چوں اعتدالِ ترکیبی خراب شو استعدادِ خواصے و
افعالے و تصرفے خراب گردد و چونکہ قابل قبول روح نباشد پس روح
مابہ قیام بدن خارج شود جس کا نام موت ہے موت برائے ارکان اربعہ
باشد نہ برائے روح امری باشد کمالا یخفی علی العارفین المزاج +

مکتوب گرامی نمبر ۳۰

۳۰ بتاریخ ۲۴ اگست ۱۹۷۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم اما بعد از
طرف بندہ غلام ربانی السلام علیکم بر جناب حکیم صاحب دامت حکمت
معرفتہ آں جناب عالی کا عنایت نامہ وصول شدہ از اخلاص یگانہ تہ دل
سے حمدِ شکرانہ ہے۔ جواباً عرض ہے۔ کہ سوالات ذیل پر آپ صاحب
خود دانا و خواندہ ہے لیکن مذاق کا فرق ہے۔ اور تفہیم کا فرق یا کبھی یا
موہوبی الغرض

(۱) حقیقت توکل از حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

گر توکل مے کنی دو کار کن۔ کسب کن (۱) تکیہ بر جبار (۱) کن

---

(۱) اعتماد
انجام مقصود

(۲) عبدیت۔ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ) ہر کام میں نفس کا حصہ نہ ہو بعد از صحیح عقائد۔ اگر عقائد کا
اصلاح نہ ہو تو عمل برباد مثل مولانا مودودی وغیرہ۔ سبحان اللہ باوجود علم
صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں گستاخی۔ بندہ نے خود ان کی کتابیں
دیکھا ہے۔

(۳) آنجناب کا تعلق للہ ہے۔ عمل میں للہیت خود بخود اخلاص ہے۔
اخلاص عمل حظوظِ نفس اور شائبہ غیر نہ ہو۔

(۴) اسلام۔ اسلام کا مرکزی نکتہ ذاتِ باری جل شانہٗ کو رضا کرنا ہے۔
اور یہ دو شعبوں سے ہوتا ہے۔ ذاتی صفاتی افعالی اسماء توحید ہے۔ اور
رسالتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ (رسول کا وجود مبارک مجموعۂ
احکام الٰہی ہے)

(۵) ایمان۔ ذات واجب الوجود کو اور رسول ؐ کے رسالت ؐ کو و جملہ
احکام تشریعی بلا ریب و بلا شیب ماننا چنانچہ ایمان مفصل و ایمان مجمل
اٰمنت باللّٰہ الخ اور اوصاف ایمان سورۂ مومن کو ابتدا سے دیکھنا۔

(۶) توحید۔ یہ توحید جو ہے یہ عددی شماری کیفی مثلی نہیں یہ توقیفی
ہے۔ تقدیسی ہے چنانچہ ذات اقدس جل شانہٗ یک کرنے سے وجود کیفی
سے وصل سے فصل سے بعد سے قرب سے مثل سے کیف سے مشابہت
امکانی سے ورآء الورا ہے تقدیساً" یہ جو وصل فصل قرب بعد کا مسئلہ ہے
یہ علما" قدرتاً ہے اور اس کا دار و مدار ذوق سے ہے اور ذوق سے
بہت لوگ محروم ہے بوجہ عدم توجہ و عدم صحبت چنانچہ تصوف اظلالی
انعکاسی صحبتی چیز ہے۔ طب کی کتابوں میں ہر قسم علاج ہے۔ لیکن بغیر معالج

ہاور سے تجربہ کار سے کچھ نہیں ہوتا ہے۔
(۷) ایقان ایک نورِ حضور ہے۔ جس سے سرور پیدا ہوتا ہے۔ ارادہ عازمہ جازمہ یکتائیہ ہیں اور یہ سرور نورِ حضور قرب امکانی کسبی اور انکا ورود موہوبی از طاقتِ صفتِ ہادی ہے۔ جو ارادہ کا رنگ ہے۔ اور یہ یعنی رنگ ارِدی سے رنگِ قلب صنوبری ہے۔ اور اس صنوبری رنگ سے رنگِ اعمالی ہے اور اعمال رنگ کا رنگ رنگ سنت اور سنت کا رنگ رسالت ہے جو سبب مشاء و رضآئے خداوندی ہے اللھم ازرقناہ+ جناب عالی سعید اللہ اس وقت جاکوٹ چلاس کو گیا ہے ایک علاج کے واسطے اپنے استاذ کے اور ہم ایک سطر کا تحریر نہیں کر سکتا ہوں یہ کام دوام ذکر و اصلاح عقائد و اصلاح اعمال ہے واللہ اعلم۔ شاہ صاحب کو سلام علیکم کاغذ کو بتانا یعنی شاہ صاحب کو

بنام جناب سید محمود شاہ صاحب خطیب مسجد گولیاں راولپنڈی
ماہ مئی ۱۹۷۱ء

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ از طرف بندہ غلام ربانی۔ السلام علیکم بر جناب اعلیٰ شاہ صاحب رحمتہ اللہ و برکاتہٗ الغرض!
آنجناب کا عنایت نامہ صادر شدہ از نشاورتِ الفاظ معنویہ تازگیٔ زبان و تازگیٔ جناں نصیب شدہ پر الحمدللہ جل شانہٗ+ بندہ تا وقت در عطائے مرض مسرور و مشکور ہے۔ دل بطرف دیدار آں حضرات مائل و کائل ہے۔ لیکن استقرار و استودع بقدرۃ تقدیسی مرھون ہے۔ و در احصار

ارادہ امری مرھون ہے۔ قریباً ایک ہفتہ سے استحضار جمال آنصاحب و جناب حکیم صاحب در حوالیٔ دل جولان کردہ کہ ناگاہ پیک دیدارِ آں ہر دو صاحب آمدہ تسکین و تلوینِ خاطر شدہ و اطمینان طبعی گشتہ الحمدللہ العزیز+ مقام صبر فاصبر لحکم ربک فانک باعیننا الخ۔ اگرچہ مقام صبر موہوبی ہے۔ لیکن تصبرٗ کسبی و عزمی ارادی ہے۔ و بندہ بر کسبِ تصبر مامور ہے۔ چنانچہ کسی عارف کا قول ہے۔

متاع (۱) وصلِ جاناں (۲) بس گراں است
گر ایں سودا (۳) باجاں بودے چہ از خدا ارزاں است

چنانچہ مقامِ رضا وصول کرنا آسان و ارزاں نیست' تو احوالِ امکانی را ختم و انجام ہست و آخرت از ختم و انجام پاک ہست و انتثال اوامر طوعا" و کرھا" فرضِ بندہ ہست و استعدادِ امتثال موہوبی از عکوسِ انوار ہدایت ہست و عمل کردن از بندگی بندہ ہست صورتاً و معناً" و توفیق از ہادی مطلق اللھم ارزقنا بکرمک یاکریم+ سخن بے جا وراز شد خفگی نہ کرنا۔

(۱) ذریعہ تشریحی (۲) قرب ذات اقدس (۳) عبدیت از عبد

مکتوب گرامی نمبر ۳۱

بنام حکیم عبدالحمید صاحب

۳۱ مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۷۱ء

آنجناب کا در مندانہ کاغذ درمیانِ مرض وصول شدہ پر الحمدللہ شاید کہ آنصاحب کا دعا مستجاب ہو گا کیونکہ آنصاحب کا ورد خالصاً" للہ العزت ہے اللہ العزت منظور فرماویں۔ دیگر در بیان حقیقتِ ایمان وغیرہ ایک خط روانہ شدہ تھا شاید وصول شدہ ہو گا۔ اس خط میں ایک غلطی تھا۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہم نے مولانا مودودی صاحب کے بارہ ایک لفظ غلط نوشتہ کیا۔ اس سے ہم معافی چاہتا ہوں کیونکہ امکان اہلِ کار خیر و شر قبضۂ قدرت میں ہے۔ صرف از روئے شریعت نیک و بد کا شمار ہے۔

ورنہ چہ جائے دم زدن است واللہ اعلم بمن ہو اھدا سبیلا+

تصوف کا وصول از ممارات و مجادلات و رویات و درایات و لغویات ولایعنیات و از توجہات غیریات مبرّا و پاک ہے۔ کیونکہ تصوّف کا معنےٰ باطن کو از ماور آء صاف کرنا ہے۔ وھو ثمرہ المشاہدہ والمعائنہ صفاتاً یا اسمآءً" یا افعالاً یا ذاتاً وھو المعاینہ العبادۃ یعنی توجہ ذاتِ اقدس

شاہ صاحب کو سلام

بندہ کا مرض بدستور۔ جناب میجر صاحب کا کیا حال ہے۔

مکتوب گرامی نمبر ۳۲

بنام میجر صاحب

۳۲ بتاریخ ۷ ۲ اکتوبر ۱۹۷۰ء

الغرض آنصاحب کا قرطاس باعثِ مسرت انفاس ہوا۔ جزاک اللہ فی الدارین خیراً عرض ہے مرض چونکہ ایک تجارت ہے باری جل شانہٗ کے ساتھ تو اللہ العزت اس تجارت میں منفعت صبر و شکر و رضا سے مالا مال فرماویں۔ نہ حیات پر خوشی نہ ممات پر غمی نہ علّت پر اتفاقی رنجیدگی کیونکہ طبعی رنج و آہ معاف ہے عطائے صبر پر شکر+ بندہ کو شدید مرض میں صبر کا تین درجات بتایا گیا ہے یعنی ایک عوام کا صبر ہے جس کا نتیجہ جزع و فزع آہ و فغان وغیرہ یعنی دوا و علاج+ دیگر خواص کا صبر ہے جس کا نتیجہ قرار و سکون و صبر ہے و شکر ہے۔ دیگر خاص الخاص کا صبر جس کا نتیجہ حمد تقدیس تحمید تمجید رضا بالقضا ہے جناب عالی عوام کا فریاد صبر ہے کیونکہ وہ طبعی مجبور ہے۔ نہ کہ قضا پر اعتراض نعوذ باللہ یہ کفر ہے۔ تو آپ کی بیماری دل میں طبعی پریشانی ہے۔ اللہ العزت صحت فرماویں دیگر بندہ اس وقت رو بصحت ہے۔ آئندہ واللہ اعلم+

اللہ العزت قدرت تکوینی یعنی کرنا نہ کرنا باوجود قدرت نیا نیا شان میں ہے۔ اس شان سے مراد تصرفات صفات ہے جو نظام امکان انکا مظہر و اثر ہے۔ تو آثار میں تجدید ہے افعال میں تجدید ہے۔ از روئی مشیت و ارادت+ مشیت کا معنے دو اُمور میں سے ایک کا کرنا اختیار کرنا باوجود

قدرت دونو کے کرنے پر اور ارادت وجود موجود سے تعلق رکھتا ہے۔
اور مشیت شے سے متعلق ہے+ اول دلیل مشیت) ماشا اللہ کان
ماالم یشا لم یکن۔ دوسرا دلیل ارادت) اِذا ارادا شیٔ ان یقولَ
لہٗ کن فیکون ⊙ جو امر سے متعلق ہے۔ اور مشیت قدرت مختارہ
واللہ اعلم کمالا یخفی علی السبب العرفان
الغرض تغیّر و تبدل احوالِ ممکنات کا خاصہ ہے کبھی صحت کبھی علّت کبھی
خوشی کبھی غمی+

مکتوب گرامی نمبر ۳۳

بنام میجر صاحب

۳۳ مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۷۶ء

جناب کا گرامی نامہ وصول ہوا۔ آپ کی پریشانی کے بارے میں اللہ سے التجا ہے۔ کہ باری تعالےٰ دور فرماویں۔ دنیا میں پریشانی ہوتی رہتی ہے۔ دنیا ایک حال ہے۔ اس میں خواہ امیری ہو غریبی ہو۔ دولت و غربت۔ مرض و صحت خوشی و غمی یہ سب چیزیں محدود ہیں۔ آپ پریشانی نہ کریں اللہ تعالےٰ رحم فرمائینگے۔ ہم بھی پریشان ہیں۔ پرسوں بہت پریشانی تھی پھر توکل کیا اور مقام توکل کا یہ ایک شعر لکھ دیا۔

مقام توکل

مقام لا تخف بنگر گزر از حادثات نار
چوں کشتی در سمندر (۱) بے خیالِ غرق او گزر ہگزر (۲)

توکل چاہئے۔ اللہ تعالےٰ خود کفیل رازق اور کارساز ہیں۔ ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں آپ بھی کریں کہ تمام مشکلات حل ہو جاوے۔

نوٹ :۔ ایک خط میں راقم الحروف نے حضرت صاحب ﷺ کو ایک تعویذ ارسال کرنے کی درخواست کی۔ جواب میں فرمایا "آپکے پاس عظیم تعویذ ہے۔ جو کہ اسم ذات ہے۔ ہمارے تعویذ میں دو خامیاں ہیں۔ ایک تو پیشاب کی بیماری ہے۔ کہ تحریر کرنے سے قاصر ہے۔ دوسرا یہ کہ توجہ تعویذ کی طرف ہو گا+ ہاں ہم تعویذ کرتے ہیں۔ لیکن عام کے لیئے کرتے ہیں خواص کے لیئے تعویذ نہیں۔ آپ نے بھی ایک عقیدہ پختہ سے بات کی ہے۔ لیکن ہم آپ کیلئے تعویذ مناسب نہیں سمجھتے۔ آپکے لئے صرف تعویذ اسم ذات ہے۔ جو کہ بس ہے۔ اسم ذات دل میں تعویذ سمجھیں اور اسم ذات کی طرف تصوّر اس کا دھاکہ (رسی) سمجھیں کہ یہ گلے میں ڈالا ہوا ہے۔

(۱) در تصرف قدرت (۲) تسلیم

مکتوب گرامی نمبر ۳۴

بنام میجر صاحب

۳۴ مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۷۵ء

آنصاحب کا نوازشنامہ ملا۔ پڑھ کر حیرت در تکوینِ قدرۃ پیدا شدہ لاحول یعنے از علت بہ صحت و از صحت بہ علت رفتن تصرف قدرۃ قادرہ ہے۔ ولا قوۃ کردن و نہ کردن طاقت و مشیت خداوندی ہے چنانچہ مصیبت ایک تجارت ہے بہ مضمون ان اللہ اشترٰی الخ تو اس مضمون پر اکتفا کیا اور دعا بھی کرتا ہوں کہ اللہ العزت صحت و عافیت نصیب فرماویں+

نظم از حافظ شیرازیؒ

مزن ز چون و چرا دم کہ بندۂ مقبل
بہ جان قبول کند ہر سخن کہ جاناں گفت

(یعنی امر کرد)

(دوسری طرف)

ڈسکہ ضلع گوجرانوالہ میں حضرت صاحب علیہؒ کا دوبارہ اپریشن ہوا ۱۹۷۵ء میں وہاں پر حضرت صاحب علیہؒ نے ذیل کی نظم "تقدیس و توکل" پر تحریر فرمائی۔

تقدیس قرب

در آں نزہت گہی قدسی کہ بالا تر از ادراک است
بجز حیرت و جہالت علم را نبود در آں زوقی

تقدیس طلب

الا یا طالبِ دیدار دیدارِ تو دلدار ہست
ز تقدیس او بتو ناظر و تو نافر زدیداری+

حجاب امکانی

دلت بستہ بہ یار اغیار بدست خار وہم گلزار
بدیں تلوین و نادانی کجایابی وصالِ یار

تقدیس دیدار

نہ تانم انتظارِ حشر دیدارِ جمالت را
زغیب الغیب(۱) دستورِ دیدار(۲) آموز جانم را

(۱) از طاقت قدسی (۲) استعداد حضور

تقدیس نور حضور

بہ جانم نقطۂ دیدارِ خود دائم ودیعت کن
فزد نورِ حضور اندر درونم سوز و سودا را

تقدیس عشق

خداوندا ازیں سودا درونم پُرکن از غوغا
حیاتم بامماتم حشر و نشرم عشق راهتا(۳)

تقدیس اسلام

تمیز کفر و ایماں چیست اعلےٰ ایں قدر دانم
کہ مسلم در مقامِ قدس دائم حاضری دارد

تقدیس ہدایت و ضلالت

گزر از کفر و از ایماں اگر خواہی لقائے ذات
ہدایت با ضلالت چوں بتقدیس ایراد(۴) آمد

تقدیس عبدیت

حجاب علم و شیخی برکن از راہِ سفر اے جان
مقامِ عبدیت بالا زہر نسبت کہ میداری+

(۳) حاصل شدہ (۴) بہ تکوین

تقدیس غلامی

غلامی اے غلام آخر تعلق با قدوس اقدس
زہر چرکِ نفس خالی ہوس ہگزر گزر دارد

تقدیس توکل

مقام لا تخف بنگر گزر از حادثاتِ غار(۱)
چوں کشتی در سمندر شد خیالِ غرقِ او گزر ہگزر

تقدیس دعوت

کمالِ عبدیت وَاسْجُدْ حضور از وَاقْتَرِبْ آموز
عطائے دعوتِ فَارْغَبْ زہی عشقِ خداوندی

تقدیس عرفان

جنوں آموز اے صوفی ز مجنونانِ عرفانی
بہ ہوشیاری نمے یابی جنابِ قرب ربانی

(۱) غار ثور۔ حادثات۔ تغیر و تبدیل اوقات

تقدیس دعا

ز الطافِ جمالِ عبدیت عبدِ لطیفِ (۱) خود
معزز دار درکونین بہ حفظِ نورِ تنزیلی

تقدیس توفیق

عطائے نورِ ایمان ز توفیقِ عمل کامل
حضورِ نیتِ یکتا ز اخلاصِ عمل کامل

دل از برقِ ہدایت از کرم خود جلوہ گیں گشتہ
ز ظلماتِ ضلالت در اماں از فضلِ تو گشتہ
قدم ثابت بہ توحیدت عزم جازم بہ رسالت
دلم روشن بہ الا للہ حیاتم شانِ رسالت
(مفہوم لاالہ الااللہ محمد الرسول اللہ)

عابد عبادت کرتا ہے۔ جنت کے حصول کے لئے۔
زاہد زہد کرتا ہے۔ چلّہ کاٹتا ہے۔ معرفت کے لئے۔
عارف ہر چیز کو من اللہ سمجھتا ہے اور دنیا سے تعلق کرتا ہے ضرور تاً نہ کہ محبتاً"

---

(۱) مراد ڈاکٹر حافظ عبداللطیف ڈسکہ جنہوں نے حضرت صاحب" کا آپریشن کیا۔

ارادہ ذاتی کا عکس تدبیرالی الارض اور تدبیر کا عکس نظام صوری و باطنی ہے۔

---

۹ نومبر ۱۹۷۰ء کی شب کو حضرت صاحب علیہ السلام کی مجلس میں مسائل بیان ہوئے۔

(۱) فاسق وہ ہے۔ جو ایمان رکھتا ہے لیکن عمل نہیں کرتا۔
(۲) فاجر وہ ہے۔ جو ایمان اور عمل دونوں رکھتا ہے۔ لیکن معصیت کا غلبہ ہے۔
(۳) منافق وہ ہے۔ جو عمل کرتا ہے لیکن ایمان نہیں رکھتا۔
(۴) کافر وہ ہے۔ جو عمل اور ایمان دونو سے خالی ہے۔
(۵) مسلمان وہ ہے۔ جو عمل اور ایمان دونو رکھتا ہے۔

آیت کریمہ

اِنَّ اللّٰہَ یَحُوۡلُ بَیۡنَ الۡمَرۡءِ وَ قَلۡبِہٖ۔ ترجمہ۔ تحقیق اللہ انسانی قلب اور انسانی ارادہ کے درمیان پردہ کرتا ہے۔ یعنی ہدایت اور ضلالت کے بارے مانع ہے۔ پردہ امرے ہے۔ اور جس قلب کو ضلالت دیتا ہے۔ تو ہدایت کو مانع ہوتا ہے۔ اور جس قلب کو ہدایت دیتا ہے۔ تو ضلالت کو مانع ہوتا ہے۔ یہ جلالی پردہ امری ہے۔ مرء سے مراد افعالِ انسانی اور قلب سے مراد ارادہ انسانی ہے۔

وحدت الوجود۔ باوجود وجود غیر۔ لیکن شہود آگے ہے۔ مثال شیشہ کا جس میں دیکھا جائے تو اپنی صورت نظر آتی ہے۔ یہی مثال ہے۔ کہ

کائنات (امکان) ذات کا شیشہ ہے۔ اس میں ذات کو دیکھنا ہے۔ اسی طرح قلم اور حروف سے وحدت الوجود کا تحریر کرتے وقت صرف تحریر کی طرف نگاہ ہوتا ہے۔ قلم سیاہی ہاتھ کی گرفت سب مفقود ہوتا ہے+

مکتوب گرامی نمبر ۳۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۳۵ مورخہ 14 جولائی 1972ء

الحمدللہ و کفٰی والصلوٰۃ والسلام من اتبع الھدٰی اما بعد از بندہ غلام ربانی عفی اللہ الغنی عن ذنبہ الخفی والجلی آمین بہ جناب حاجی صاحب علی صاحب راولپنڈی

در فنا و بقا

اے نزولت از عُبُوبارِ دیگر
پر بہ پڑ اسمِ ذاتش تا حضر

مظہر ذاتِ عُلے ذاتِ شما
مظہرِ ذات علی ؓ ذاتِ شما

از محبت ذاکر افنای شود
ازشفاف ذکر ابقای شود

معنٰی جذب و محبت شد فنا
معنٰی دائم حضور آمد بقا

غیراز اعمال یک چیزے دیگر
در مقامِ قرب میدارد اثر

نامِ او احسان ولایت نامِ او
ذکر دائم در حضور انجامِ او+

حاجیا مقصد علوِّ ذات کن
فکر دائم و صفاتِ ذات کن

من بیادم لیک فرمانِ شما
می نویسم چند اطوارِ(۱) بقا

ازغلام پیشِ حکیم و مجرم
فرقِ ذوق بگزار پندش میکنم

(۱) دستور

ہر یکے را ذوق دیگر درمیاں
ہر یکے را شوق دیگر درعیاں

(بہ شاہ صاحب و حاجی صاحب)

عرض کنم کہ اگر درمیان میجر صاحب و درمیان جناب حکیم صاحب فرق پیدا شود شک نہ کنید کہ ثمرات ذوق و شوق جدا جدا باشد۔ جناب حکیم صاحب پر سکون و شریعت غالب است و میجر صاحب پر اضطراب و جذب و عشق غالب است پس شمایاں مطلب حاصل کنید و خلاف علمی و عقلی نکنید ورنہ حرمان از فیض۔ نعوذ باللہ۔

تعریف ہر دو

نار میجر نایر(۱) از نار جگر
جلوہ نور حکیم نور صدر(۲)

مقامِ شکر

ایں غلام شاکر از فضلِ ذوالمنان
بر کمال ہر دو از فضلِ منان
آں کس کہ ذوقِ عشق ندارند فاسق است
مسلم کہ شوقِ عشق ندارند کافراست

(۱) از تاب عشق موھوبی و کسبی ولدنی (۲) غلبہ علم خصوصی

آں دیدہ کہ بیدار بدیدار جمال است
در حاصلِ او رتبۂ ویصال و کمال است

از عارف رومیؒ

ہیبت باز است برکبک نجیب
ہر کس را نیست زآں ہیبت نصیب

مکتوب گرامی نمبر ۳۶

مورخہ 5-7-72 وقت عصر

خطاب بہ نفس

اے تنابش بستہ سوئے دو جہات
خیمہ ات رنگ از حیات و از ممات

پس بہ رنگِ زندگی مغرورئے تو
زان زرنگ مردہ گی(۱) مفرورئے تو

نفس امارہ آمیر کارِ تو
نفس لوامہ اسیرِ بارِ او

(۱) بندہ گی

اطمینانِ مطمئن از نام حق
امتحانِ ممتحن (۲) از (۳) کام حق (۴)
(۲) ابتلا (۳) ذات (۴) امر

تعریف ہر ۳ نفس

نفس امارہ مدام مائل بہ بد
نفس لوامہ گہے نیک گاہ بد

بہر دو مائل اکثر بہ بدی پشیمان باشد ز آں
سبب لوامہ است

مطمئن را کاروبارش باطعت(۱)
دائما" پوئندہ(۲) بر راہِ سنت

مطمئن را وسوس (۳) و خاطر بود
لیک از کارِ بدی نافر (۴) بود

خطاب بہ محمد شریف میجر

اے کہ نامہ نام آور از نام تو
نوکِ خامہ بہروز از نام تو

(۱) مطیع باشد (۲) روندہ (۳) نفس مطمئن از وسوسہ و خطرہ فارغ نیست (۴) نفرت کنندہ و بہ آسانی منع سے شود بخلاف امارہ۔

نفس سہ گانہ (۵) بہ تعریف و تمیز
می نگارم بشنو اے مردِ عزیز
با حکیم و صاحب علی پیش کن
با سید رفیع بیانش بیش کن
ہر کہ می خواہد تمیز کارِ نفس
با غلام پیوستہ گو اسرارِ نفس

نوٹ:۔ ایک دفعہ احقر نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے شیوناتِ ذات پر استفسار کیا تو آنجناب نے اس مسئلہ کی تفصیل بھیجی اور ساتھ ہی ایک کتاب مکاشفات ہونہ (مجددیہ) بھی ارسال فرمائی۔ اس کتاب کے صفحہ اول پر آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے شیونات کی حقیقت تحریر فرمائی۔ جو درج ذیل ہے۔

<u>معنے شیونات</u>۔ بطور مثال چنانچہ کاتب۔ کاتب صفت ہے۔ اور لیاقت و قابلیت و منبع و اصلِ ایں صفت شیون ہے۔ جو داخل و واصل بیچون ذات ہے۔ جو استعداد طاقت قدیمی بے کیفی ہے۔ بے چونی ہے۔ و مراد از صفات ذاتیہ قدیمہ کمالیہ ذات اقدس ہے۔ جل شانہٗ بہ میجر صاحب عرض ہے۔ کہ شیون کا بیان نہ بیان ہے۔ و خلاصۂ بیان واللہ علی کل شئی قدیر قدیر کا معنے غالب و متصرف وغیرہ +

نوٹ:۔ اسی سلسلے میں آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادے جناب حکیم سعید اللہ صاحب سے احقر کی طرف ایک گرامی نامہ بھیجا۔ جس کے اقتباس ذیل میں درج ہیں۔

"جناب نے جو مسئلہ حضرت صاحب سے طلب فرمایا تھا۔
اُس کے پیش نظر حضرت صاحب نے ایک کتاب آپکو

(۵) تین قسم امارہ، لوامہ، مطمئنہ

پارسل کر دیا ہے۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں۔ کہ مسئلہ اس کتاب کے باہر بھی ہم نے لکھا ہے۔ اور اس کے اندر بھی ہے۔ اگر آپ مزید تفصیل چاہتے ہیں۔ تو بعد میں لکھیں گے کیونکہ ہم جب آپکو خط لکھتے ہیں۔ تو ہم پر ایک کیفیت ہوتا ہے۔ آج کل وہ کیفیت مرض کی زیادتی کی وجہ سے نہیں ہے۔ اس لئے اگر اس مسئلہ پر اکتفا نہ کیا گیا تو بعد میں خوب بالتفصیل لکھ کر بھیج دیں گے انشاللہ!

مکتوب گرامی نمبر ۳۷

بنام میجر محمد شریف

۳۷ مورخہ ۱۹.۸.۷۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی۔ امابعد از طرف بندہ غلام ربانی السلام علیکم بر جناب میجر محمد شریف صاحب جواباً عرض آنجناب کا گرامی نامہ وصول شدہ پر الحمدللہ الحمید۔ ایک صد روپیہ وصول شدہ ہے۔ قبل ازیں نیا منی آرڈر نہیں آیا دیگر آپ صاحب نے فرمایا کہ نور کیسے پردہ حجاب بنتا ہے۔ جناب عالی اس وقت آپکا انشراح بند تھا ورنہ یہ تو مشہور مسئلہ ہے۔ یعنی جو چیز ادراک میں آتا ہے۔ اور قبضۂ نظر میں ہو بصورتِ نظر و منظر وہ حجاب و پردہ ہے۔ خواہ نور ہو خواہ ظلمت ہو خواہ اور کوئی محجوباتِ امکانی ادراکی فہمی سے ہو۔ جناب عالی موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام کو بھی نور نظر آیا تھا۔ لیکن ذات نہ تھا تجلّی تمثیلی تھا۔ لایدرکہ الابصارُ و ھُوَ یُدرک الابصار الخ۔ میجر صاحب یہ جو مشہور ہے کہ اللہ

تبارک و تعالےٰ ازلی۔ ابدی ہے۔ ازل و ابد وقت ہے۔ اور اللہ العزت اوقات و زمان سے ماورآء ہے۔ ازل و ابد ایک آن یعنی سکنڈ ہے۔ بمقابلہ ذات اقدس بلکہ اس سے بھی کم سکنڈ ہے۔ از روئی تنگیٔ تعبیر یعنی سکنڈ سے کم تعبیر ہم نہیں کر سکتا ہے۔ ورنہ سکنڈ بھی نہیں۔ یعنی سکنڈ پر اطلاقِ وقت ہوتا ہے۔ اور ازل پر ابد پر زمانہ کا اطلاق ہوتا ہے۔ ذات مقدس اس سے پاک ہے۔) ذات مطلقاً ایک ذات ہے ایقان میں وچون یعنی ترکیب و چندی یعنی گون نہیں رکھتا ہے۔ کما لا یخفٰے

جس پر وقت کا اطلاق ہوتا ہے اُس سے ذات اقدس مقدس پاک و ماوراء الورآء ہے بلکہ ذات صاحب ازل و مالک ابد ہے) مالک یوم الدین الخ۔ ازل و ابد کا درمیان امکانی نظام عنداللہ یعنی وجودِ ذات اقدس کچھ نہیں بلکہ صفات کا ایک مظہر عارضی ہے۔ تو ہمارے لئے ازلیت و ابدیت ایک وقت مقررہ ہے۔ ذاتِ پاک اس سے پاک ہے۔

وَما الحیٰوۃ الدنیا الّا لھو وّلعبا الخ

نظم از شیخ سعدی "اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم

زیادہ وقت شام ہے۔ اذانِ شام ہو گیا تحریر بند ہے۔ آپکو د خیال کریں آپ کتاب عمدۃ السلوک کراچی طلب کریں شیونات کا مسئلہ باب تعینات میں دیکھو یہ بندہ کا ذوق ہے۔ باقی ماندہ مضمون بوقتِ اشراق زیر قلم ہے۔

سوال = اگر آپ صاحب یا اور کوئی فرماویں کہ باقی صفات تو لازم ذات ہے۔ اور قدیم ہے۔ اس سے بھی ذات مبرّا ہے۔

جواب = مبرّا ہے کیونکہ شیونات کا تعلق ہے۔ تعبیراً ذات مقدس کے

ساتھ اور صفات کا تعلق ہے ایراده کے ساتھ یعنی امر کا تعلق ایراده
کے ساتھ اور افعال کا تعلق ہے امر کے ساتھ اور آثارِ امکانی کا تعلق ہے
فعل کے ساتھ تو صفات کا ایک طرف امکانی ہے۔ اور ایک طرف امری
ہے تو ذات واجب اس طرف امکانی سے پاک ہے۔ قدیم اگر اُس وقت
سے مراد ہے۔ تو اللہ وقت سے پاک ہے۔ اور اگر ذات بے ابتدا و بے
انتہا مراد ہے۔ بے قید سے وقت و زمان تو جائز و معرفتِ ذات ہے جل
شانہٗ۔

بنام حکیم صاحب

مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۷۲ء

از طرف بندہ غلام ربانی السلام علیکم بر جناب حکیم صاحب و رحمتہ اللہ و
برکاتہٗ امین یا رب العالمین آنجناب کا گرامی نامہ وصول شدہ پر از
استغاثہ آفاقی بدائرہ مدورہ قلبی رضائیہ نالفعہ شدہ و از یحق الحق و
لیبطل الباطل کلام بعید شاعر جس کو رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
پسند فرمایا۔ یاد آیا حدیث شریف کا الفاظ مبارک یاد نہیں وہ مصرعہ یہ کُلُّ
ما سوا اللّٰہ باطِلٌ۔ معنے ذوقِ غلام اللہ جل شانہٗ کا ذات باقی غیر فانی
دائم قائم بے زوال ہے۔ اور باطل جو اہلِ فنا اور بے بقا اور موجود بین
العدمین ہے یعنی ممکن فنا و زائل شد اعضے یحق الحق مقام بقا و دوام
حضور و توجہ الی اللہ ہے اور یبطل الباطل مقام فنا و قطع و قمع غیر اللہ
ہے۔ شعر از غلام

بردرت حاضر برائے دیدنِ دیدارِ تو++
یک جھلک جلوہ از جمالِ بے مثال آبدار تو
یا
یک جھلک جلوہ ز زلفِ بے نشاں خم دارِ تو

وَلَوْ کرہ المجرمون۔ نفس و شیطان و علائق دنیا و لوازم بشریت و
طبائع ناری کہ مقتضائے شرک و بدعت و غفلت و معصیت ہے۔ بندہ کا
دماغ فتور غالب ہے۔ غلطی معاف فرماویں۔ ہم سے تحریر و تقریر نہیں ہو
سکتا۔ میجر صاحب کو سلام مزید تحقیق اُس سے کریں۔ انشاءاللہ العزیز حاجی
صاحب صاحب علی صاحب و سید رفیع شاہ صاحب عارف بننے والا ہے۔
اللہ العزت دولتِ عرفاں اور رموز بیان عطا فرماویں چنانچہ شیطان ناری
و عنصر ناری اثر شیطانی و طغیانی در بدن پیدا میکنند از روئے خاصۂ ناری۔
واللہ اعلم
انتہائے سلوک توجہ الی اللہ ہے۔ چنانچہ واقب اللّٰہ تجدہُ تجاھک
ففروا الی اللّٰہ والی ربک فارغب وال بر توجہ الی اللہ ہے۔ چنانچہ در
قہر غیر از ذات باری جل شانہٗ چیزی دیگر نمے باشد پس در قہر دل باید کہ
چیز دیگر را مقام و دخل دوام ندہد اگر طبعی و بشری چیزے بطور وسوسہ
وحاسبہ و خطرہ آید مضر نیست تا مقام عزم و ارادہ نرسد و قصد آ غورش
نکنند

در بعیت تبرک

مولوی از خود نشد مولائے روم
تا غلامِ شمسِ تبریزی نشد

تضمین برایں مضمون

ایں غلام از شمس سید پوری غلامی یافتہ
نے کہ از خود بارشاہے (۱) بادشاہی (۲) یافتہ

الغرض ذکر باید کرد۔ نوٹ :۔ واردات چونکہ علم عرفانی ہے۔ اس پر الحمدللہ الحمید۔ لیکن غیر مقصود اور فانی ہے۔ مقام غرور و سرور نہیں ہے۔ اگرچہ طبعی سرور اس سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ تربیت من اللہ ہے۔ ذکر ذاکر کا صلہ۔ جو از ربوبیت رب العلمین تربیتاً" نازل ہوتا ہے۔ بے شک مقامِ دعوت ہے۔ الی اللہ العزیز جل شانہٗ

حال مرض (بندہ) فرد

تابہ ایاغِ دماغ رفتہ صدماتِ مرض
دردِ سر خفقانِ دل قے ز سوداشد عرض

(۱) قرب و معرفت (۲) ذکر و معرفت و معارف

توفیق صلہ فرد

حمد یارب العالمین شکر شاکر دائمون
تا برایں نعمت بریں می نوازد بندہ را

بنام میجر محمد شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۴۴۴
از غلام ربانی بر میجر عرفانی

اے کہ نامت بعد از چندے عمر
باعثِ سرِّ درون شد سر بسر

از دیدارِ نامہ ات دیدارِ تو
اعلٰے چوں شہد و شکر گفتارِ تو

پس جزاک اللہ فی الدارین خیر
عفوت و غفراں نصیبِ کارِ خیر

تشخیص امراض۔ تمیز مصیبت

کیف حالم در مرض شکر از خدا
در مرض باشد دوائے ہر بلا

شور و واویلا ز قدرت شکوہ ہم
از نشانِ قہرو تعذیب است ہم

شکر در حالِ مرض شد مغفرت (۱)
از نشانِ عفو عصیان ایں علت

صبر و شکرش ہر دو باشرح ضمیر
از دیادِ درج ہا یوم الاخیر
(از دیادِ در جہا باشد اے امیر

یا خدا توفیقِ صبر و شکر دِہ
انشراح باطنم از فکر دہ+

کیف ڈاک

نوٹ:۔ احقر نے حضرت صاحب کی خدمت میں کچھ نقدی بذریعہ منی آرڈر ارسال کرنے کا اپنے عریضہ میں اظہار کیا اور دریافت کیا کہ آیا یہ رقم بذریعہ منی آرڈر بھی جائے یا نہ+

ایں زمانہ کار و بارِ مرسلات
با آسانی ہر منیاڈر ہر سوغات

(۱) صبر در حال مرض شد مغفرت

قدرے شرح۔ مرض تین قسم ہوتا ہے۔
۱) اگر مرض کے ساتھ جذع و فزع شکایت بر قدرت تو علامت قہر خداوندی یہ مرض نعوذ باللہ
۲) اگر در مرض صبرو سکون ہو تو علامت مغفرتِ عصیان ہے یہ مرض اللھمّ اغفرلی
۳) اور اگر در مرض شکر و صبر و انشراح قلبی و توجہ الی اللہ ہو تو یہ مرض ازدیاد درجات کا علامت اللھمّ ارزقنا امین یارب العالمین
ایں مسئلہ از غوث اعظم ﷺ در کتاب کشکول تصنیف مفتی محمد شفیع صاحب باید دید در کشکول

مکتوب گرامی نمبر ۳۸

۳۸ بنام میجر محمد شریف

آنجناب کا گرامی نامہ وصول شدہ پر دلی تسکین و سکون نصیب ہوا۔ دربارہ اسم ذات اقدس (حضرت صاحب کی تصنیف) عرض ہے۔ کہ یہ کام جلد سے جلد کرنا جو تجویز آپ لوگ منظور فرماتا ہے بندہ کی طرف سے اجازت ہے و رخصت ہے۔ بلکہ بندہ کے لیئے سببِ عنایت و مرحمت ہے۔ دربارہ دیباچہ۔ بندہ اس حرکت سے بہت ناراض تھا۔ لیکن محمد طفیل صاحب نے بغیر اجازت سے یہ کام کیا اور پریس میں دیا ہے۔ اس میں بہت سے مبالغہ و جھوٹ ہے۔ جو بندہ کے لیئے شرمندہ گی اور عذاب

ہے۔ کیونکہ جو لوگ طالب عُلو و طالب اشاعت و سمعت و جاہ و شہرت ہے وہ لوگ قانون قرانی سے خلاف ہے۔ العیاذ باللہ العزیز جل شانہٗ۔ میں جن لوگ کو کتاب دیتا ہوں تو بتاتا ہوں کہ یہ غلطی ہے۔ دیگر غرض ابتدا میں اسم ذات اقدس خوبصورت نقش کریں اور وہ مقامات خوبصورت درج کریں کیونکہ ہر چیز قلب سے حاصل ہوتا ہے۔ زیادہ آپ صاحب خود دانا ہے۔ دیگر یہ ہے۔ کہ یہ کتاب ختم ہو گیا زیادہ سلام ذاکرین فاکرین عارفین راقبون الی اللہ۔

حضرت صاحب نے فرمایا

طبعی موت ہروقت موجود ہے۔ امری موت کا انتظار ہے۔ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ محی و ممات ہیں لہذا زندگی پر خوشی اور موت پر خفگی و پریشانی نہیں کرنی چاہئے چونکہ یہ دونوں امر من اللہ ہیں۔

آنحضرت صاحب کی خدمت میں حاجی صاحب علی صاحب (راولپنڈی) والے ککڑ شنگ تشریف لے گئے۔ احقر کے بارے وہاں حضرت صاحب نے فرمایا۔

اب موت بہت یاد آتی ہے۔ لیکن مرنے کا مجھے اب غم نہیں۔ کیونکہ میں میجر صاحب کو پیچھے چھوڑ چلا ہوں۔

نوٹ :۔ اللہ وغنی کریم۔ احقر کی بڑی عزت افزائی اور حوصلہ افزائی فرمائی۔

ایک اور بار جناب سید محمد رفیع شاہ صاحب و جناب حاجی صاحب علی صاحب ککڑ شنگ تشریف لے گئے مورخہ 24..4.73 کو۔ اُن کی موجودگی میں حضرت صاحب نے اس احقر کے بارے میں فرمایا:

جناب سید محمد رفیع شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"میں نے آپکے معارف کے بارے حضرت صاحب کی خدمت میں ذکر کیا۔ تو جناب حضرت فیضہ آب نے جناب والا کے لئے خوش ہو کر دونوں جہانوں میں بلندی درجات اور ترقیٔ قرب کے لئے دعا کی۔ احقر نے عرض کی کہ یہ جناب حضرت صاحب کا فیضان ہے۔ فرمایا ہم نے میجر صاحب کو حکم دیا ہے۔ کہ پنڈی والوں کی تربیت کرے۔ ہمارے مزید عرض کرنے پر فرمایا۔ کہ۔ میجر صاحب خوب سمجھتا ہے۔ اور وہ اپنا کام کرتا ہے۔"

نوٹ :۔ ۱۹۷۱ء کے ناخوشگوار حالات میں حضرت صاحب ﷺ کی طرف سے کوئی خبر نہ ملنے کے باعث احقر نے جناب کی خدمت میں دو تین عریضے بھیجے لیکن جواب ندارد۔ آخر ایک عریضہ جناب حاجی علی گوہر صاحب جو حضرت صاحب سے خصوصی مراسم رکھتے ہیں۔ اور ککڑ شنگ میں مقیم ہیں، کی خدمت میں بھیجا۔ اُنہوں نے ایک نظم ارسال کی جو ذیل میں درج ہے۔

غمِ محبوب (سرخ رنگ میں)

——— ——— ——— ——— ———	اوپر والی دو لکیریں سرخ پنسل سے اور نیچے کی تین لکیریں سیاہ پنسل سے کھینچی گئی ہیں۔

ان پانچ لکیروں سے مراد پانچ بنا ہے۔ لعل سے مراد تعلق ایزدی ہے اس کے بعد ایک شعر سرخ پنسل سے اور اس کے بعد دوسرا سیاہ پنسل سے تحریر کیا علی ہذا القیاس۔

باتو اے غمِ من زہر غم فار غم (سیاہ رنگ میں)
زندہ باش اے غم تو گر باشی چہ غم

تو برائے من اگرچہ زحمتی (سرخ رنگ میں)
تن نیم جانم تو جان را رحمتی

اے غم ایں ذوقے کہ من دارم زتست
بوالعجب شوقے کہ من دارم زتست

بردوامت از خدا. خواہم دوام
یکدمے دوئی ز تو برما حرام

نیستی اے غم نصیب ہر خسے
سلطنت ہرگز نیابد ہر کسے

اے دلِ ویراں ز تو آباد شد
بے تو مغموم است با تو شاد شد

ہر کسے را قدرِ تو معلوم نیست(۱)
زندہ باد آنکوز تو محروم نیست

---

(۱) (وما قدروا اللہ حق قدرہ)

از توشد کحل بصر ریگ عرب
از تو دانا گشت آں خاکِ اغب

احمد ما از تو شد خیرالبشر
از تو کرد انگشت او را امر اثر

شد گلستاں از تو آتش بر خلیل
خشک شد چوں دید موسیٰ در نیل

حدیث شریف کا ایک مضمون یاد آیا ہے۔
جو چیز آپ کو اپنے پر اچھا موافق لگے وہ دوسروں کو بھی دیں
یہ اقوال حضرت صاحب کے حاجی صاحب علی صاحب و حاجی رفیع صاحب نے گکڑ شنگ میں 24.4.73 کو قلمبند کیے۔
حضرت صاحب کے ارشادات بد جناب حاجی سید محمد رفیع شاہ صاحب و جناب حاجی صاحب علی صاحب نے قلمبند کیے۔

(۱) ہم نے میجر صاحب کو کہا کہ غایت توجہ نہ کرنا۔ اور اصلاحی توجہ کرنا
(۲) کائی نظام میں اول صفت "صفتِ حیات" ہے اور اگرچہ اول ہے مگر "علم" (علیم) کا شان اس سے اونچا ہے۔
(۳) جناب سید محمد رفیع شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ "آپکا تذکرہ بار بار آیا۔ ہر دفعہ حضرت شیخ کی آنکھیں فرط مسرت۔ محبت اور انبساط تشکر سے روشن ہو جاتی تھیں۔ چہرے پر مسکراہٹوں سے اور زیادہ نور

اُمنڈتا تھا۔ اور پھر محبت سے آنجناب کی شان میں بہت کچھ فرماتے تھے۔

(۴) حضرت صاحب کا شعر

؎ روزن از دل کشا از چشمِ دل در دل ببین
وانما" بے کیف و چون ذاتِ خدا اکبر ببین

(ارادہ کو ارادہ میں ارادہ کی آنکھ سے ہمیشہ دیکھنا)

(۵) مغفرت معصیت سے حاصل ہوتی ہے۔ معصیت محتاج اور مغفرت مشتاق ہے۔

معصیت محتاج سوئے مغفرت
مغفرت مشتاق سوئے معصیت

چیست عصیاں رمزِ دعوت در دعا
مغفرت رمزِ اجابت از خدا

رمز را با رمز باشد انتساب
تربیت با عبدیت وارد کتاب

(۶) توجہ کیا چیز ہے۔ اتحاد ارادتین ہیں۔ یعنی پیر اور مرید کا ارادہ متحد ہوجائے اس سے فیض ہوتا ہے۔ جیسے کسی پودے پر پانی ڈالا جائے تو ہرا ہوتا ہے۔ یہ پانی کا فیض ہے۔ ان دونو ارادوں پر تربیت ہوتا ہے۔ مرید اگر صادق ہو تو تربیت ہوجاتا ہے۔ جیسے میاں بیوی کی

مقاربت سے۔ یہ فیض بھی ایک نوری نطفہ ہے۔

(۷) لا الٰہ الا اللّٰہ محمد الرسول اللّٰہ۔ تصوف میں اتنا خشک بھی نہ ہو کہ ٹوٹ جائے اور اتنا تر بھی نہ ہو کہ غرق ہو جائے۔

(۸) انسان کا ارادہ اور اللہ کا اسم ذات کا بتی دو طرف ہے۔ ایک سرا عرش پر اور دوسرا فرش پر ہوتا ہے۔ ذاکر کا بتی دو طرف ہے۔ اور روشن ہے۔ فاعل اور فعل کے درمیان کچھ منزل نہیں ہے۔ اثر اور فعل میں بُعد ہے۔

(۹) نفس اور روح مل کر ھوئی پیدا ہوا۔ دونو کے ملنے سے تقویٰ کا قدر ہوا

(۱۰) حال میں امن نہیں۔ استقامت میں امن ہے۔ حال میں مجذوبیت ہے۔

(۱۱) ذاکر کو نماز میں چار نور حاصل ہوتا ہے۔ نورِ صلوۃ۔ نور قران۔ نور کعبہ۔ نور ذکر۔ نماز فجر اور جمعہ کے روز عصر کے وقت ذکر تیز ہوتا ہے۔

(۱۲) ابتدا میں تلوین زیادہ ہوتا ہے۔ اور جب اللہ تعالےٰ کسی کو مقام عطا کرتا ہے۔ تو تکوین زیادہ ہوتا ہے۔ اہل تلوین پر کیفیات زیادہ ہوتا ہے۔ حال اور تلوین ایک جیسا ہے۔ مقام اور تکوین ایک جیسا ہے۔

○○○